بتوفیق باری عز اسمه

نسخهٔ عشق آمیز و مجموعهٔ طرب انگیز مقبول طبائع سخن سنجان عالم مسمی

دیوان اعظم

بتصحیح تمام و تهذیب مالا کلام

در مطبع نور الابصار باهتمام منشی سیدسکهه لعل مطبوع شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تری توحید میں مشغول ہے جو دیوان انشا کا
نمازی کیوں نہ کہتے ہیں اسے ارکان اعظم کا

اوسی کی راہ سے ہو خاتمہ بالخیر اعظم کا
خدا نے جسکو پیدا ہی کیا ہی نسل آدم کا

نبایا ہی کرم سے قالب خاکی جو آدم کا
ملک بولے کہ نقشہ جم گیا ہستی کی عالم کا

[illegible] اگر ہم سو الاسرار محبت کے پردہ میں
کبھی یوسف کا پیراہن کبھی داماں مریم کا

شفاعت [illegible] ہو گی خطا بخشی پہ جانبی
کرم ہو گا گنہگار روتی او [illegible] کرم کا

[illegible] واقف نہ ہو کوئی زبان
الٰہی واسطہ معراج کی ان [illegible] محرم کا

[illegible] افلاک سی [illegible] آسکو بالا
سکان دل میں رہتا ہی [illegible]

سلیمان کی طرح چاہی جب کہ دنیا کی نگین / ہی تیرا آئین تیرا تخت نعمان کسی نمر کا

وہ ملت چاہی جو خضر فرمایین کہ ای آدم
مجھے پیرو سمجھتا ہوں طریق و دین محکم کا

زندگی بھر نہ میں دیدۂ گریان ٹھہرا / اتنی ٹھہرا ہوا ہی تو یہ طوفان ٹھہرا

اس میں آخر جو خیال رخ جانان ٹھہرا / دل مرا یوسف صدیق کا زندان ٹھہرا

کل جو پہلو میں نہ تھی میرا جانان ٹھہرا / پھر آ بیٹھی پاس دل نالان ٹھہرا

پاؤن جس دشت بلا چہرہ میں رکھا ہی / پھر نہ اوسکا قدم منزل بیابان ٹھہرا

ہوئی جو یوسف کے مقصد میں ملی پیچ و تاب / تا ابد آکے قریب چہ کنعان ٹھہرا

ایک دم خانۂ دنیا میں نہ پایا آرام / چار دن ہم میں جو اگر کوئی مہمان ٹھہرا

میری تقدیر نے مجھکو دیے چکر ایسے / پاؤن میرا نہ یہ گنبد گردان ٹھہرا

نامہ یار مری چشم حقیقت بین میں / سب تمثال ورق دفتر امکان ٹھہرا

اسکی جانہ کہیں سیل حوادث کو ملی / پھر پھرا کر میری آنکھوں میں یہ طوفان ٹھہرا

ابر ہے سبزہ دلکش ہے ہوا ہے ساقی / آج دور قدح بادہ نہ یاران ٹھہرا

بیٹھی زنجیر کی آواز نے سونے نہ دیا / تا بہ ایذا میں رہا جو کہ میں زندان ٹھہرا

شمع خانہ کی طرح گو نہ ہوں سرو لگن / کف افسوس میں کب بس بہ فشان ٹھہرا

ناسخ خو تا جو رشک کی ہاتھ لگی / میری پاؤن میں محبت خار مغیلان ٹھہرا

ابتو اوسنے بھی لگے راز کی باتین کرنی
اوسکے نزدیک برہمن بھی مسلمان ٹھہرا

نام ہوتے بھی اٹھا ہی جہان جامع کا
اوسجگہہ پھر نہ ترا بیسر و ساماں ٹھہرا

جوش مین آگئے کیا اشک نے طوفان بپا
دم غنیمت ہے کہ خون تیغ بکشان ٹھہرا

مرقد کشتہ انداز کو پامال نہ کر
اشہب ناز کو قاتل دم جولان ٹھہرا

شعلہ داغ جگر آہ جگر سے نہ بجھا
اس ہوا مین بھی چراغ تہ دامان ٹھہرا

ہوگیا میری طرح دست جنون بھی مجبور
ایکدست میری جامے مین گریبان ٹھہرا

ہون وہ ناوک کہ ہے پیکان اسکو بھی اذیت
سر سے شہپر نہ مرا دامن عصیان ٹھہرا

جو جراحت کہ لگا تھا جگر عاشق مین
چشم جراح مین زخم سر مژگان ٹھہرا

یک بیک کھل گئے ٹانکے جنون ناخن کے
ایکدم مجھسے بھی نہ رخت تن عریان ٹھہرا

سیر سینہ سے جو نکلا تو کہین دم نہ لیا
جا کے گرد و نہ شرار دل سوزان ٹھہرا

منتشر ہوگئے اوس سے کبھی گھر
جسکے سایہ مین ترا بیسر و ساماں ٹھہرا

اس کو سینہ ترے اس شہر جلا کے چمکا
چشمہ شہر ترا چاہ زنخدان ٹھہرا

شوق دیدار ترے مین نہ سہر نہ دیا
شہر بلقیس مین کب تخت سلیمان ٹھہرا

اپنے ہم جنسونمین حاصل ہوئی عزت اعظم
مین غلامون مین غلام شہ مردان ٹھہرا

سترعہ نعت جو عیان ہوتا — غیرت سرو و بوستان ہوتا

تم جو ہوتے نہ خلق یا احمد — نہ جہان مثل لامکان ہوتا

تم نہ ہوتے جو نسل آدم مین — کون پھر فخر خاندان ہوتا

کاش ہوتا جو حضرت صالح — تیرے ناقہ کا ساربان ہوتا

کس طرح سے نہ جبرئیل امین — در حضرت کا پاسبان ہوتا

تو نہ چھپتا کبھی چھپانے سے — لاکھ پردے مین گر نہان ہوتا

میری نظرون مین نقش پا تیرا — صاف گلدستہ نشان ہوتا

تم دکھاتے نہ گر رخ تابان — جلوہ مہر و مہ کتان ہوتا

گر نہ ہوتا تمھاری ملت مین — زہد زاہد کا رائگان ہوتا

تم جو رکھتے قدم نہ کعبے مین — حشر تک خانہ بتان ہوتا

شق تو کیا ہے جو آپ فرماتے — چاند مصنوع انسان ہوتا

دیکھتے گر نگاہ تند سے تم — اور گردش مین آسمان ہوتا

دوڑتا آپ کی سواری مین — پیر گردون اگر جوان ہوتا

قطعہ

آپ سے ہے امید اعظم کو — سور لطف بیکران ہوتا

بار ملتی جو آپ کے در پر — سر مرا زیر آستان ہوتا

جا قیامت مین اوس جگہہ ملتی
جس جگہہ آپ کا نشان ہوتا

دیگر

تکمۂ زیب گریبان بنتا
مقصد لعل بدخشان بنتا

نور احمد جو نہ ہوتا ایجاد
غیر ممکن تھا کہ امکان بنتا

یا محمد ترے دروازے کا
جو گدا ہے وہی سلطان بنتا

ہاتھہ آتی جو ترے خاک قدم
سرمۂ دیدۂ حیران بنتا

دم اعجاز تری ٹھوکر سے
سنگ رہ لعل بدخشان بنتا

سیر تم کرتے ہو جس صحرا کی
وہ بیابان سے گلستان بنتا

آپ دکھلاتے جو اعجاز کلیم
ید بیضا مہ تابان بنتا

ق

آپ حلہ کی جو کرتے خواہش
قدرت حق سے یہہ سامان بنتا

دامن نور کا بنتا جامہ
چادر صبح کا دامان بنتا

عقد پروین بھی بقول اعظم
تکمۂ زیب گریبان بنتا

آنکھہ سے تم جو اشارہ کرتے
شیر آہو کا نگہبان بنتا

یہہ تمنا ہے کہ اعظم تیرا
زائر شاہ خراسان بنتا

عقل ہوتی تو برہمن بنتا
شیخ بگڑا ترا چیلن بنتا

معجزا ہے خرام مین تیرے
نقش پاؤن کا ہے چمن بنتا

آپ جاتے تو عکس عارض سے
باغ مین رنگ یاسمن بنتا

ہاتھہ آتا جو تجھہ خورشید
شانہ زلف پرشکن بنتا

عقد پروین جو ہاتھہ آجاتا
تیرے بازو کا نورتن بنتا

تھا مقدر مین سہہ کہ قاتل کا
ہم بگڑتے تو بانکپن بنتا

آپ آتے تو بوئے گیسو سے
گھر مرا وادی ختن بنتا

پاؤن گر آسمان پہ تم رکھتے
سر تو گنبد کہن بنتا

تم جو ملتے مجھے تو کاہے کو
دشت غربت مرا وطن بنتا

سنہہ نہ ہوتا جو درمیان تیرا
غنچہ گل کا کب دہن بنتا

آپکی بندہ پروری سے ہے
کام اعظم کا بگڑتے بنتا

طفلی سے عشق زلف مجھی سے ہوا
صبح صفا مین شب غم کا اثر ہوا

پی پی جو ہنسنے باغ مین لو درد سر ہوا
سہہ تجھہ بغیر آب و ہوا مین اثر ہوا

وہ اور ہین کہ جنکو دوا کا اثر ہوا
صندل کا نام لینے سے پیدا درد سر ہوا

غنچہ مین انقلاب ہی شام و سحر ہوا
بیمار کا یہہ مزاج کہ اوپرا اثر ہوا

الفاظ قول تمکو نہ بد نظر ہوا
فرمائی یہہ عیب ہوا یا ہنر ہوا

جب باہر ہوا ادھر تو جہکا ستری راہ مین
جب پا ہوئے تو کوئی دنیا مین گذر ہوا

ساقی غریب آئے بہار سے
دور شراب شام ہوا یا سحر ہوا

دار الشفا میں تیری توجہ کے سامنے
بہتر نہ کوئی مرہم داغ جگر ہوا

پہلو سے میں نے پہینک دیا دل نکال کر
اس واسطے کہ غیر محل پہ شجر ہوا

چشم بتی میں پردۂ قدرت جو کھل گئے
ظاہر ملا مگر یہ کمال بشر ہوا

یہاں اشتیاق نے ہمہ تن چشم کر دیا
وہاں جہاں تکنا بھی اونکو نہ مد نظر ہوا

فرط حیا و شرم کی اب انتہا ہو گئی
سنتی ہیں نیند رخنۂ دیوار و در ہوا

اندھیر دل پہ تھا شب تار فراق میں
آتی ہی انکی جلوۂ نور سحر ہوا

دل باغ باغ اوسکے نسیم کرم سے ہے
سرسبز اس ہوا سے ہمارا شجر ہوا

طوفان کیا تصور دندان یار نے
ڈوبا جو میں تو غرقہ آب گہر ہوا

کی راہ رفتہ رفتہ دل سخت یار میں
اعظم نے خوب قلعہ فولاد سر ہوا

میں گدا فیض قناعت سے تونگر ہو گیا
بھیک کا کاسہ مرا اسکندر کا ساغر ہو گیا

تیز سیر وادی کو جذب شوق شہپر ہو گیا
خضر ہمارا قوت بال کبوتر ہو گیا

جادۂ رہ زلف کے سودے میں اژدر ہو گیا
وادی وحشت بھی صحرا سے برابر ہو گیا

ابروؤں سے خوب نکلیں صفحۂ رخسار میں
حسن مطلع مطلع اول سے بہتر ہو گیا

ہو گئی خط شعاع مہر ہاتھوں کی لکیر
ہالۂ مہ یار کے پاؤں کا چکر ہو گیا

لوٹی زلف یار پھیلائی ادھر باد بہار
پھر پریشانوں مشام جان معطر ہو گیا

وقت گریہ جب تصور اسکی دانتوں کا ہوا
دامن مقصد مرا لبریز گوہر ہو گیا

اوس پری کی چشم کا سودا ہے یہ سودا مجھکو تھا
موی مژگان سامنی آنکھوں کے نشتر ہو گیا

ناتوانی سے ہوا ہوں میں وہ پابند بلا
حلقہ نقش قدم بھی جسکو لنگر ہو گیا

رفتہ رفتہ یار کے ایسے قدم پڑنے لگے
چال میں کبک خرامان سے بھی بہتر ہو گیا

ساغر مے ساغر عمر رواں سے ہے مدت ہو گیا
یہ جو ٹوٹا چور میرا کاسۂ سر ہو گیا

ہمنے دیکھا ہے یہ بزم سرفروشاں میں کہ تیغ
ابرو تمہارا ماجرا خونخوار خنجر ہو گیا

جبر ہی سے ہوا ثابت گناہ خم کشی
یہ صغیرہ بھی کبیرہ کے برابر ہو گیا

دیکھ لینا دیکھو جو کہا نالہ دل اک دن
صاف اسرافیل سمجھے گا کہ محشر ہو گیا

پھر سر گیسوے آشفتہ کا سودائی ہوں
حال پھر تیرے پریشانوں کا ابتر ہو گیا

عکس بھونکا نہانی میں جو پاؤں میں پڑا
زانوں نے آئینہ میں صاف جوہر ہو گیا

کیا کہوں تجسے عزیزو سرگذشت عاشقی
میں دل و جان سے سا زناز دلبر ہو گیا

دیر کے حیر بکدہ میں ہوں میں الساہبہ کار
آئینہ بھی جسکی صورت سے مکدر ہو گیا

صاف طینت وہ بنایا ہی مجھے اللہ نے
دل مرا دیکھا سکندر نے تو ششدر ہو گیا

الامان ای اشتعال آتش دل الامان
بیضۂ پیکان تیر سینہ میں اخگر ہو گیا

ہو گیا قسمت سے کوئی یار کا حاصل طواف
بس مجھے اعظم ثواب حج اکبر ہو گیا

ایکبان وحشت میں بیٹھے کوہ و ہامون کر دیا
کس پری رو کے مجھے سودے نے مجنون کر دیا

اسقدر رویا ہوں ایک پیرو نشین کے عشق میں
دامن مژگان تر دامان جیحون کر دیا

یا رب نہ لائے جو بزم عیش مین میرے حضور
آنسوؤن سے مینی جام مے کو پر خون کر دیا

کچھ لگی کی کچھ تو باتین کیجیے خوش کیجیے
آپکی چپ نے تو میرے دل کو محزون کر دیا

اپنے گھر تک گفتگو مین کھینچ لایا آپکو
شوق نے تیرے میری باتون کو افسون کر دیا

حسن رنگین نے کیا ہمکو اگر رنگین بہار
تو مجھے بھی عشق نے داغون سے گلگون کر دیا

وصف رخ مین طبع رنگین نے دم فکر سخن
لا کے میرے سامنے گلشن کا مضمون کر دیا

شعر اعظم نے کہا تیری کمر کی وصف مین
مطلب باریک کس خوبی سے موزون کر دیا

قامت سے ترے قامت طوبی نہین ملتا
مکھڑے سے تری حور کا مکھڑا نہین ملتا

اے شمع تری حسن جہان سوز کے مانند
موسی کو فروغ ید بیضا نہین ملتا

نالان ہی برنگ جرس قافلہ ہر سو
مجنون کو مگر ناقہ لیلے نہین ملتا

سر تیغ تلے دہرنے کو موجود ہین ہمتو
پر ابروی قاتل کا اشارا نہین ملتا

الفت ہی پری رو سے دیوانونکی کثرت
غولون کے لیے رہنے کو صحرا نہین ملتا

کھل جاتا ہے غیرون کے لیے باب تمنا
ہمکو تو در یار کبھی وا نہین ملتا

بیچا ہے زلیخا کو خریداری یوسف
دیوانہ کو بازار مین سودا نہین ملتا

اوس بحر مین لائی ہے قضا ہمکو کہ جسمین
گرداب سوا ساحل دریا نہین ملتا

کس منہ سے کرین شکر عنایات الہی
افضال خدا مین کیا کیا نہین ملتا

وہ شام کا کرتا ہی اقرار ملاقات
فردا نہین ملتا پس فردا نہین ملتا

لکھتے دو دندان کی صفت آپ بگہر سے
پہر کیا کرین مضمون صفا نہین ملتا

خورشید کا چہرہ رخ روشن ہے تمہارے
ای غیرت انوار تجلی نہین ملتا

صحرا کی طرف وحشت دل لیگئی سب کو
زندان مین کوئی سلسلہ بر پا نہین ملتا

اعظم در سلطان خراسان کو نہ چہوڑ دو
کونین مین اسطرحکا آقا نہین ملتا

جن دنون مین نہ گل نہ گلشن تہا
یار میرا اون دنون بہی جوبن تہا

دیکہہ لی تیری نازکی شب عیش
ہار پہولون کا بار گردن تہا

دہن یار مین نہ تہی مسّی
غنچۂ گل برنگ سوسن تہا

صاف بے پردگی تہی باطن مین
گو بظاہر حجاب دامن تہا

منزل دہر مین مین کیون آیا
نہ تو مین خضر تہا نہ رہزن تہا

نرم و سخت زمانہ کیون دیکہا
نہ تو مین موم تہا نہ آہن تہا

حاجت شمع تہی نہ وصل کی رات
رخ ترا آفتاب روشن تہا

کی صبا خاک کیون میری برباد
سیہ تو مخصوص کار دامن تہا

جل کے کہتا ہے میرا داغ کہن
ایکدن مین بہی رشک گلشن تہا

ق

تیز دستی جو مین نے اوس سے کی
تو ہمہ ور دزبان بہمن تہا

قدم یار چہو سکے اعظم
ترے حصے مین زور جوشن تہا

سینہ کا تری وصف کبھی ہم سے نہ ہوگا
اس راز کو کہوے کسی محرم سے نہ ہوگا

جراح مرا زخم جگر دیکھکے بولے
اچھا یہہ جراحت کسی مرہم سے نہ ہوگا

شب باش کرو باغ مین مجھ اشک فشان کو
سیراب چمن قطرۂ شبنم سے نہ ہوگا

اوس ابروے سفاک سے اتنا تو کبھی ہرگز
جو تجھسے ہوا خنجر ظالم سے نہ ہوگا

گستاخ جو ہو وینگے شب وصل ہمین سے
کچھہ آپ سے کچھہ آپ کی محرم سے نہ ہوگا

ولیکن نہین ممکن کہ ہو بیان تمہارا
خالی یہہ بیان کبھی ضیغم سے نہ ہوگا

اینکا سرے پاس مفصل کرو اقرار
مطلب مرا اس وعدۂ مبہم سے نہ ہوگا

کہوے جو تری ایک پیالہ کی حقیقت
ساقی وہ طلسم قدح جم سے نہ ہوگا

یہان ہمکو ہے زخمون کے ہرا رہنے کا سودا
خنجر کو بجھایا بھی وہان سم سے نہ ہوگا

جو ہوگا تمہارے لب اعجاز نما سے
وہ لخت دل حضرت مریم سے نہ ہوگا

آفاق کے لوگون کی اگر یاد ہے تجکو
بہولا ہوا تو بھی دل عالم سے نہ ہوگا

بوسے ہمین دیتے ہین تو فرماتے ہین ہنسکر
جو ہم سے ہوا ہمت حاتم سے نہ ہوگا

بندہ کا عالم نے تو دیکھا ہی کرم سے
دیکھا بھی کیسکو مگر کم سے نہ ہوگا

اقبال کا اعظم سے جو چمکا ہی ستارا
یہہ بھی شرف نیر اعظم سے نہ ہوگا

پاؤن تھک جاتے جہان تیغ بلا انگیز کا
پہرنے والا ہون مین اوس صحرا آفت خیز کا

عشق نیرنگ سازی کا بیان کیا کیجے
تو وہ گل غنچہ ہوا معشوقہ ہر و نیر کا

کیون نہو جو رنگ ہنسا رہا کہانے کے وقت
استخوانون مین ایکے جوہر تیغ تیز کا

تلخ گوئی مین بھی ان شیرین لبون کے لطف ہے
صاف ملتا ہی مزا زہر شکر آمیز کا

دیکہہ پیت خال کا دانہ مریض چشم یار
حال ہوتا ہی زبون بیمار بد پرہیز کا

آہوان دشت کیا آنکہین دکہاتے ہین مجہے
دیکہنے والا ہون مین اقلیم مردم خیز کا

ہی ہوا کے ساتھہ آوارہ مرا مشت غبار
کسقدر سودا ہی مجکو زلف عنبر بیز کا

آسمان پر بھی گذر تیرا ہوا اے شہسوار
ہی نشان نعل ماہ نو تری شبدیز کا

فتنۂ محشر جسے کہتے ہین ارباب خیال
پیر تو وہ ہی کسی قد قیامت خیز کا

کس صفائی سے کرون وصف رخ دلدار کا
ہاتہہ آتا نہین ہی مضمون گوہر ریز کا

نامہ بر سے بدگمان ہون بیسبب ہی ایسا
کسکو قاصد کیجیے مکتوب شوق آمیز کا

ہی بجا اس شوخ کو ترک فلک کہیے اگر
دیدۂ مریخ جوہر خنجر خونریز کا

ہی گدائی در گہر شاہ نجف اعظم علی
اسکو سلطان جانیے اقلیم حاصل خیز کا

ای جنون ہون متوسل مین ترے دامن کا
داغ لگنے نہ مجہے دیجیو پیراہن کا

سیر ہی قاتل کو رہے دہیان مری گردن کا
تہ شمشیر تغافل ہو گلا دشمن کا

عیب قاتل نے چہپانے کے لیے دامن کا
خوب ایجاد کیا چھینٹ کی پیراہن کا

آپ فرمائی اوسپر جو نگاہ توقیر
سنگ ریزہ نظر آجائے ہزار وہن کا

شانہ دل سے کیا حرص و ہوا کو باہر
مین وہ ہون جسنے کہ گہر چہین لیا رہزن کا

ابھی ہے تو چمن سے ہی کون تمہارا نون
طرز ہی نالۂ ناقوس میں بھی شیون کا

اوسکی دانتوں کی صفائی کے ہنسی کہا
پھول پھولا چمن حسن میں بھی سوسن کا

دیر میں اونکا ٹھکانا ہی نہ کعبہ میں قیام
سکہ اوڑاتی ہیں بتلا کی نشان مسکن کا

چمن میں نہ کبھی گیسوؤں کے اونگا
دام تزویر سمجھتا ہوں انہیں دشمن کا

چادر ابر ہی اک دیدۂ تر کا رومال
پاٹ ہی دامن سیلاب کے میرے دامن کا

بعد مردن بھی مری گردش قسمت نہ گئی
آسیا بنکے لگا سنگ میرے مدفن کا

جذبۂ عشق فسون ساز نہ اتنا تو کیا
آ کے جو لکھ گئی تعویذ میری گردن کا

موت بھی زیست ہی ہی کشور الفت میں ترا
نہ تو مدفن کا ٹھکانا نہ پتا مسکن کا

رشک سے آتا ہی مجھے یار کی دیوار پر
چشم خورشید کا جلوہ ہی ہر اک روزن کا

خلقت یار میں ترکیب نئی ہی اعظم
دل جو پتھر کا بنا ہی تو جگر آہن کا

رشک گل تیرا ابلۂ پا کو بنایا
اے علی تیرے دیوانے نی ادبی کو بنایا

یا روحشت نے چھپانیکو میری داغ جنون کے
تاج سر آمادۂ سودا کو بنایا

کی ہوس خلش خار بیابان جنون نے
ہے پاؤں کا گرشتہ صحرا کو بنایا

کیسو مہ کلا لوٹ میرے بعد کر تشنے
اب کیکے نے ساغر صہبا کو بنایا

یاس سے خوش آ جسم ہی ہنسی ہزار دن
سونیکی عمارت سے کلیسا کو بنایا

اللہ رے گلگونۂ عارض تیری شوخی
پرکالۂ آتش رخ زیبا کو بنایا

پیشانی کے ٹیکی کو بنا نیر اعظم
کانون کے لیئے عقد ثریا کو بنایا

موے سے بہم کہیو کر تصور تمہارے
فانوس خیالی پہ بینا کو بنایا

حکمت سے نیا ہی حرکت آپکی خالے
امراض بنائے تو مسیحا کو بنایا

جب خوب سنا سہہ کر کم آواز ہی ناقوس
تب شور کی خاطر دل شیدا کو بنایا

منکر جو قیامت کے ہیں دکھلا میکو اُنکے
محشر کا نمونہ قد بالا کو بنایا

اسی کوزہ گر و محتسب دور کا تمنے
دل توڑ دیا ساغر صہبا کو بنایا

بے حکم تری بات بھی ہم کہہ نہیں سکتے
کہنے کو ہمارے لب گویا کو بنایا

سایہ کی طرح ہیہ ہوا اسلیے سدہ جو
بوسے کے لیئے نقش کف پا کو بنایا

محشر میں ترے یار سے عیسی یہہ کہینگے
زندہ تری اعجاز نے سوتی کو بنایا

اللہ کی قدرت ہی کہ ان شیشہ گروں نے
خارا کو شکستہ کیا مینا کو بنایا

تعقید سے نے دیکر کے عصا ہاتھ میں اونکے
دربان ترے دروازے کا موسی کو بنایا

اوس چشم کا اعظم ہی چمن میں یہہ اشارا
بیمار مرا نرگس شہلا کو بنایا

دیگر

بیوجہ گوندہا نہیں چوٹی میں ہار کا
بنا ہی جال بلبل دل کے شکار کا

آیا مزاج رحم کے اوپر نہ یار کا
کیا ہی اثر ہے نالہ دل بیقرار کا

کیا یاد آئیگا چمن روزگار کا
دیکھا کبھی نہ آنکھ سے موسم بہار کا

اپنی ہو جو چاہے تو اسی آسمان بنا
روئی نہیں ہے نقش ترے مزار کا

ہوگی شریک ثنا کے جو تجھہ تیرہ بخت کے
ابر سیہ بنیگا نہیں کی عتاب کا

آتش قدم ہون کسکو ڈر آتا آبلون
کہٹکا نہین ہے آبلہ پا کو خار کا

وہ انگلیون پہ قلعۂ خیبر اوٹہا لیا
یہ ایک معجزہ ہے شہ ذوالفقار کا

حسرت ہی روز وصل کے دیدار کی ہی
خانہ خراب ہووے شب انتظار کا

شی نے سطر کو بہی نہین سونگہا وہ شوخ
ذرہ نہ اوسمین ہووسے بہار عنبر کا

لکہا ہی کونسے نے سینہ پہ داغ وصف
نقشہ قلم مین ہی قلم زرنگار کا

گیسو کا دام گال تک آیا تو کہل گیا
شورہ ہوا ہی طائر دل کے شکار کا

قسمت پہ ایک روز تو چہوڑیگی دوا سی
رتبہ بڑہا ونا فہ مشک تتار کا

آزاد اس سے ہووینگی وا اسن یار کی
ہر ذرہ آفتاب ہی اپنی غبار کا

ہر چند نالہ کرتا ہون ہوتی نہین سحر
اللہ ری طول میری شب انتظار کا

ہر خارش مجہسے کرتی ہی یہ عندلیب کیون
نہ دوست ہون خزانکا نہ دشمن بہار کا

شام و سحر ہے میری آنکہون مین صبح
اللہ سامنا نکہی انتظار کا

تاریکی لحد مین نہین حاجت چراغ
اللہ ری فروغ دل داغدار کا

مجہکو شب فراق کے صدمون نے بارہا
دلوا دیا ہی یاد اندہیرا مزار کا

خورشی کا بوسہ لب شیرین سے بن مزا
گالی مین لطف ہی تری کہتی انار کا

یارب یہی ہی خواہش اعظم کہ بعد مرگ
غیبی ہو مکان تمہارے مزار کا

جبکو تیغ نگہ یار کا مارا دیکہا
نہ تڑپتا ہوا دیکہا نہ سسکتا دیکہا

دست ساقی پہ عیاں ساغر صہبا دیکھا
میکشو ہمنے جمال ید بیضا دیکھا

جب سنا خواب تو فرزند سے بولے یعقوب
آپنے نیر اقبال کا جلوہ دیکھا

غافلو شاہد مقصود نہیں خلوت میں
کسنے دروازۂ امید پہ پردا دیکھا

دل عاشق ہوا تاراج اونہیں بھی نہ ہوئی
کسکا اسباب لٹا کسنے تماشا دیکھا

جب نظر کی طرف نشتر مژگان دراز
اضطرابی سے رگ جان کو اوچھلتا دیکھا

وحشت دل کے سوا اور کوئی خبر نہ تھی
ہمنے بازار جنون میں بھی سودا دیکھا

کون لپٹا تا ہی چھاتی سے تجھے بے تیرے
پیرہن جیب ترا دیکھا ہی توسکا دیکھا

کرتے ہی ہی یہ اشارہ دل شاش کی آنکھ
مین وہ کشتی ہون کہ جسنے نہ شناور دیکھا

دوسرا تمسا کوئی اور زمانہ میں نہیں
آپکو دیدۂ احول نے بھی یکتا دیکھا

آپنے خوب نظر باز کو پہچان لیا
اوسکو دیدار دکھایا جسے بینا دیکھا

مظہر نور خدا تھا ید بیضا سے کلیم
جسنے دیکھا اوسے خورشید کا پنجہ دیکھا

جان دی حسرت دیدار میں جسکے ہمنے
اوسنے لاشہ بھی نہ دیکھا نہ جنازہ دیکھا

لڑ گئی جب کسی خونخوار حریف سے چتون
اپنی آنکھوں نے دہرا شیر کا پنجہ دیکھا

کیوں نہ اعظم ترا مضمون ہوا ہی رو بزوال
تجکو دیکھا تو زوال شب یلدا دیکھا

دست مرجان جسپر نہ پڑا سبزۂ مینا ہو گیا
کوہ وہ آزردہ ہوا اسیرا تو مطلب تو گیا

عارض رنگین تہ زلف سیہ جب ہو گیا
روز روشن دیدۂ عشاق میں شب ہو گیا

جنکی پیشانی پہ وہ افشان جو آیا بام پر
نیر اعظم سری طالع کا کوکب ہو گیا

ابتدا ہی وحشت دل ہو سبب قیس کو
ابجنون نام خدا لیلی کا مطلب ہو گیا

نور کا عالم خرام یار نے دکھلا دیا
کفش زرین کا اشارہ شک کوکب ہو گیا

جا نہیں سکتی نظر اوج سپہر حسن پر
عرش اعلی سے بھی بالا اسکا منصب ہو گیا

ضبط شکوہ کب تلک ہمسے کے ہونے کا گزر
ابتو ظرف حوصلہ ساقی لبالب ہو گیا

چشم ہی پردہ زحیرت صفائی رو بار
زلف کا سودا دل وحشی کو ہر شب ہو گیا

مانع مقصود تھی ہیری خموشی ہوں والا
والی اظہار کے ہوتی ہی مطلب ہو گیا

درمیان حسن کے پردہ جو تھا سو
سامنا ہوتے تو سمجھ جانو کہ مطلب ہو گیا

کہکشان مار سیہ تھی رات کو تیری بغیر
دن کو ہر تار شعاع مہر عقرب ہو گیا

یا تو جا سکتا نہ تھا دروازہ محبوب تک
یا کہ اب سنتے ہیں اعظم بھی مقرب ہو گیا

جیسا گل خوش رنگ ہے نقشہ تیری رو کا
ہم سنبل ہیجان ہے اوڑا یا تیری مو کا

مقتل میں جو آتا ہی تو بن ٹھنکے سبو کا
ہی جوش تری کشتہ کی لہو کا

اللہ رے آہ شرر انگن کی ہے تعلی
تا گنبد گردون گیا نعرہ مرے ہاہو کا

دیکھا ہی جو اوس جسم لطافت کا خزانہ
نظروں میں سماتا نہیں سبزہ لب جو کا

میخانہ جلا دیجیے ساقی جو نہو وے
پی یا رنگ دیجیے گلزار ہیں لو کا

مین زخمی شمشیر تغافل ہوں عجب کیا
جراح فراموش کریگا رفو کا

دیکھی تھی شب طور جو موسیٰ نے تجلی
جلوہ تھا تری شعلہ رخسار نکو کا

دشمن کوئی خمخانہ دنیا مین نہ ہوگا
شیشہ کا صراحی کا پیالہ کا سبو کا

تنگی دہن ہے وہان بات بھی دشوار
یہان شوق ہی مشتاق کو آواز گلو کا

ہمسایہ ہی کوئی جور کا حال نہ سنیگا
شکوہ بھی لبون تک نہین لاتے تری خو کا

اسطرح بہاران مین گریبان کو پھاڑون
تا حوصلہ ہووے نہ رفوگر کو رفو کا

زخم دل سوزان کو ہرا دیکھکے میری
غیرت سے جلا باغ مین سبزہ لب جو کا

میخوار ہون ایسا کہ مری خاک سے اعظم
جز ساغر بادہ نہ بنا ظرف وضو کا

خنجر کا نہ بسمل ہون نہ شمشیر جفا کا
انداز کا مقتول ہون کشتہ ہون ادا کا

پابند ہون مین سلسلۂ زلف دوتا کا
ہمسر ہون مری جان اسیران بلا کا

پڑتا جو زمین پر تو مین آنکھون سے لگاتا
مشتاق ہون ایسا ترے نقش کف پا کا

کیا جلد ہوا جیب سحر چاک شب وصل
ہم کھولنے بھی پائے نہ بند اوسکی قبا کا

ڈورا مری سمرن کا بھی ہو تاک کا ریشہ
انگور ہی ہو دانہ مری تسبیح ریا کا

گلشن مین نہ بیجا جو ہوا آئے گل و بلبل
ہستی کا تماشا ہی یہ شکوہ ہے صبا کا

فریادی ہی اوس بت کی جو جلد خبر لے
احباب بھی کرتے ہین پابند قبا کا

کہتے ہین لہو نکلے وہ ملوون نہ جا را
احسان اوٹھا دی میری پاپوش حنا کا

طاوس چمن پوچھتے ہین ابر بیاتی
دی جام کہ ہی شوق بطمی کی صدا کا

تاثیر کی امید پہ مگر ای ہی ایسا
سر ٹوٹ گیا بات اجابت پہ دعا کا

وہ کرتے ہین وہان زینت اس کا انجام
ہم کرتے ہین یہان چاک گریبان قبا کا

منہ کھول سکے اونسے کہنا ہی شب وصل
پردہ تو نہ خلوت مین رہے شرم و حیا کا

واللہ جو عشوہ گری ختم ہی تمپر
تم طرز ادا ڈالا ہے پر یونکی ادا کا

اوس برق تجلی کی جو ہو یا تو ہمین مین
رشک شجر طور ہوا نخل حنا کا

بھولے سے بھی اوس مائل غمزہ نے جو پوچھا
احوال کسی شیفتہ ناز و ادا کا

ای ہمدم سنجان چمن دیکھیے کسدن
گل پھوٹتا ہی رنگ بدلتا ہی [illegible] کا

گھر تھا نہ زندان مین کبھی دشت جنون مین
مجنون ٹھرا پابند نہین ہی کسی جا کا

اونکی تیری بندہ مین ہی اعجاز مسیحا
تجھے بین اثر ہی تری ہونٹکے عصا کا

خرمن کا ارادہ ہی عبث برق [illegible]
مشتاق مرا کھیت ہی باران بلا کا

نکلا نہ کوئی پردہ دل سے مرے مضمون
کہنے جو لگا وصف تری شرم و حیا کا

مالک ہی اجابت کا خداوند دو عالم
بندہ ہون مرا کام ہی ہر وقت دعا کا

کیا یاد کرون وادی پر خار جنون کو
ٹوٹا نہ پھپھولا کوئی مجھ آبلہ پا کا

پاؤن کی کیا چاہتا ہی سر تیغ وہ سفاک
خون ہاتھ سے ہی اوسکے لگا ہے حنا کا

سورج کی طرف دیکھتا ہون چشم طلب سے
سودا مجھی ہوگا کسی خورشید لقا کا

کیا نام علی دل سے فراموش کرون مین
اعظم یہہ وسیلہ ہے مجھے روز جزا کا

کیا مصروف آئینہ نے ایسا خود نمائی کا
صدا مشغول کہاں ہے آہ تیغ زن کہاں تھا

ارادہ ہو تمہارا گر محبت آزمائی کا
تو کھلجاوے ابھی یارو نکالو پہلے … کا

ادا غمزہ کرشمہ ناز و شوخی سب کرو تسکین
خدا کے واسطے انداز چھوڑو ہو جفائی کا

سنہری زلفوں کا … سودا … ہے
مناسب ہے کرو پابند زنجیر طلائی کا

کرونگا تیر اندازی کا دعوی …
نہیں … آہ نارسائی نارسائی کا

بہار آنے تو دو میں آپ زنجیر … لونگا
نہیں رشتہ کا پھر پابند زندانِ … کا

ارادہ پنجہ رستم سے پنجہ ملانے کا
ذرا بھی ہم … طاقت سے طاقت آزمائی کا

ہوا ہی تند سے بھی … وحشت میں …
نگہ … کس … کا

تمنا خنجر قاتل سے عید قربان ہے
عدو … باعث مری …

کھلے شانہ سے آخر عقدہ … کاکل …
بہر و سا … شکل … مشکل کشائی کا

مبارک ہے تجھے … سیر گلشن کی
بہر و سا مشغل گل … کا

اجازت دو … اگر … ادھر …
فلک … شانہ … اس … ہوائی کا

کدورت دل میں … سو گئے …
عبث دعوا کیا کرتے ہو پھر دل کی صفائی کا

سر پر یاد شاہی ہے … بوریا …
نہیں کچھ جام جم سے کم … گدائی کا

اٹھا دو … پردہ جلوہ رخسار …
دل مشتاق … نذرانہ … نمائی کا

تمنا و نجر الفت میں … دل …
کنارا … کیا ہی آشنائی کا

کروں تعریف عارض کو … پانچ …
لکھوں آب … جدائی کا

تمنا ہی زیارت اعظم مشتاق رہتا ہے
دکہا یارب اسی روضہ شہید کربلائی کا

کیا کرون ذکر حال ابتر کا
عشق ہے گیسوے عنبر کا

یار آئینہ رو کو دیکھتا ہون
رشک ہون طالع سکندر کا

بادشاہی اوسے قبول نہین
جو کوئی ہی گدا ترے در کا

صورت موج ہون شناور مین
کھیل ہے تیرنا سمندر کا

روبرو ہووے تیرے اسی چشم
منہہ ہے آئینہ سکندر کا

پیش بت نالہ کر نہ اتنی تو ہر
دل پسیجیگا خاک پتھر کا

طول اتنا نہ خط شوق کو دو
بوجھہ ہو جائیگا کبوتر کا

منہہ مین جب تک زبان گویا ہی
وصف کرتا رہونگا دلبر کا

حرص کرتی ہی آدمی کو خراب
حال دیکھو گداے در در کا

خوابگہ مین بلاوے شہ حسن
آشنا ہی فقیر بستر کا

یار نازک کمر تھا حیران ہون
بوجھا اوٹھا کسر سے خنجر کا

دسترس ہو نہ اسکا گلشن مین
پانون ٹوٹے الہی صرصر کا

عاشقو دل جگر کہان کہوئے
جائزہ دو تباہ لشکر کا

یار جھنجلا کے آئینہ کو نہ دیکھ
ٹوٹ جائیگا دل سکندر کا

زخم کاری لگا تو چوم لیا
ہاتھہ قاتل کا قبضہ خنجر کا

میں غلام علی ہون ای اعظم
حشر میں ساتھہ ہوگا تمبر کا

یار کو تیغ و سپر دینا تھا	اپنے ہاتھوں میں سپر دینا تھا
اوسکو نازک جو کمر دینا تھا	ہمکو یارا نے نظر دینا تھا
دل میں دی تھی جو تونے الفت	ہمکو پھر اسکا جگر دینا تھا
اوسکو بخشی تھی جو بے پروائی	میرے نالہ کو اثر دینا تھا
یار کے منہہ میں جو بخشے دندان	موتیوں سے اسی بھر دینا تھا
پھیرتے مجھسے نہ گردن مغرور	سر ترے پاؤن پہ دھر دینا تھا
مال دینا تھا نہ قارون کا رو	صاحب جود کو زر دینا تھا
یار کرتا تھا صفا دانتوں کی	خضر کو آب گہر دینا تھا
ساقی دور ہمارا ساغر	بادۂ عیش سے بھر دینا تھا
خاک پا کا تری ای نور نگاہ	سرمہ منظور نظر دینا تھا
دی تھی گر فوج الم سے پیکار	دل غمگین کو ظفر دینا تھا
داغ ہمکو رخ محبوب کو حسن	دیا جو مد نظر دینا تھا

گو بجا ہے تجھے خفا اعظم سے
دل کا مطلب تجھیں کر دینا تھا

طرفۃ العین میں کیا رنگ بدلتے دیکھا	چشم سے اشک لہو ہو کے نکلتے دیکھا

بیقرار وہ جو ہن کو تمھارے نہ سنبھلتے دیکھا
دلکو بیتاب کلیجہ کو اوچھلتے دیکھا

دلکو ہمسے رہ الفت مین سنبھالا نہ گیا
تمکو اٹکھیلیون کی چال جو چلتے دیکھا

ایک صورت سے زمانہ کو نہ دیکھا ہمنے
اسکو حربا کی طرح رنگ بدلتے دیکھا

شعلۂ آتش الفت مین بڑی حدت ہے
سرکا گودا اسی گرمی سے پگھلتے دیکھا

دل نہ کسطرح گرے چاہ ذقن مین تیرے
جسکے عارض پہ نگاہون کو پھسلتے دیکھا

پے سیر باغ مین پھرتا تو پھرا مین لیکن
دل بیتاب کسی جا نہ بہلتے دیکھا

رخت ہستی تو ابھی تک نہیں پہنا ہمنے
مجکو کسنے مرے جامہ سے نکلتے دیکھا

کیون زمین پر نہ گرین انکھ سے اطفال سرشک
بستر ناز کے پاؤن کو مچلتے دیکھا

کوئی وارفتہ رفتار نہ ہو دنیا مین
پہر وہ ٹھوکر ہے کہ جسمین نہ سنبھلتے دیکھا

پاؤن مین آماس کے چھالے ہوۓ ساتھی پیدا
ایکدن مین پہر تجھ ہوتے پھسلتے دیکھا

فقر و فاقہ مین بھی اعظم کی ہی شیرین تقریر
پانی لی لب سے اپنے شہد اوگلتے دیکھا ؞

بے صراحی مے سے میکش آشنا کیونکر ہوا
گر نہین ساقی تو مے ساقی مزا کیونکر ہوا

جذبۂ شوق زلیخا کا اثر تو دیکھئے
چاہ یوسف پر گذار قافلہ کیونکر ہوا

دسترس پہلے کیا جعد سیاہ یار پر
حیدری ہون میرے تابع اژدہا کیونکر ہوا

غیر کے دہوکے بلایا رات مجکو یار نے
ورنہ جو اپنے تھی تو میرا مدعا کیونکر ہوا

دل لگانا نہ کر و یا تیر نگاہ ناز کا
دیکھئے تو مین وفا طینت فدا کیونکر ہوا

ہون تنہا صحرای وحشت مین جو مجھسے چھپا
چاک تا دامن گریبان قبا کیونکر ہوا

گیسوئے لیلی یہہ کہتے تھے کہ سودا کا مرے
قیس دیوانے سے پر یا سلسلہ کیونکر ہوا

ہم یہہ کہتے ہین تیرے خنجر سے سینہ دیکھکر
چشمہ خورشید مین آب بقا کیونکر ہوا

پیرہن پہنے مجھے دیکھا تو مجنون نے کہا
تجکو عریان ازل شوق قبا کیونکر ہوا

ہم کبھی عرض تمنا کے لئے کہتے نہین
پر لب خاموش میرا بے دعا کیونکر ہوا

بیخبر اعظم تو تہا راز دہان یار سے
آج یہہ آگاہ اسرار خدا کیونکر ہوا

پاؤن پر سے یاران آفت زدہ منکر اوٹھا
اپنے دیوانون کو اے رشک پری ٹھکرا اوٹھا

اے فلک تو نے جو چاک دامن محشر اوٹھا
پر نہ پہنچا دستہ تیری نوش کالب اوٹھا

اے جب بیکس پہلو نے میرے قاتل کے خنجر
پیچھے پیچھے ہی لیا دستے لگے خنجر اوٹھا

ہو گئی ہے کثرت سجدہ سے سپہ چسپیدہ گی
بی ارادہ میرے سر سا تہ سنگ در اوٹھا

رہروون کو منزل مقصود کو تیرا
جب اوٹھا ای خاک تیری راہ کی گوہر اوٹھا

رہ زر روشن دیدہ مشتاق مین تاریک ہے
اے صبا جلدی نقاب چہرہ انور اوٹھا

مین وہ مجنون ہون کہ میرے دست وحشت خیز سے
لیگئے غنچا وکانون کی میرے نشتر اوٹھا

گر رسائی چرخ پر ہو گی تری طرار کی
بیتکلف برق کی شعلہ آتشکا چادر اوٹھا

مین وہ بیکس ہون کہ جا بیٹھا اگر میخانہ مین
خود بخود میری شیشہ اوٹھا ساغر اوٹھا

بیٹھنا اہل دون کو بہر بے وعدہ عمر اتو نکو جا
پر اپنے پاؤن کو اندر سے باہر اوٹھا

قول اعظم بھی ہی میخانہ میں اس طرح
ساقیا شیشہ بھر لے ساقی کو بھر اٹھا

فقط میں ہی وہ سمجھے جام ہی سے ہو گیا — ساقیا ان پیشتر ساغر کے جام بھی ہو گیا
عیسیٰ کی طرح سیکڑوں مردے جلا دیئے — میخانہ بھی لب ہلاتے ہی ہو گیا
میں وہ ہوں بادہ نوش کہ بار خوشی سے مست — میخانہ میں شراب منگاتی ہی ہو گیا
یارب ترے طفیل امید قبول کا — دلکو یقین ہلال سنانی ہی ہو گیا
واللہ تمکو پاس ہے ایسا ضعیف کا — ظالم قصور مند ستانی ہی ہو گیا
مشغل میں ہی ہوا تو ہوئی رات بھی اجی — دن تو تمام زلف گندھاتی ہی ہو گیا
کیا خوب تھے تو یار کے گھر میں گئے تھے آج — جو مطلب دلی تھا وہ جاتی ہی ہو گیا
پہنچے کسی کے دلکو سہلاتے ہم خرام — اپنا تو کام پاؤں دباتی ہی ہو گیا
ہاتھوں آگئے تو تنگر وحشیوں چاک اس کا — انگشت و انفرنیب دکھاتی ہی ہو گیا
آگی کسکے منہ تنے نہ کھولا لب ہان — حرف طلب زبان پہ لاتی ہی ہو گیا

یارب مقاصد دل اعظم ترے طفیل
دست دعا ہی میرا اٹھاتی ہی ہو گیا

وہان یار کا مطلب عیان مطلق نہیں ہوتا — زبان کو یا نہیں جو لی بیان مطلق نہیں ہوتا
اٹھا یا اسطرح ناطاقتی نے گنج غم لیتے — سمجھے کسی جانب روان مطلق نہیں ہوتا
آتے ہیں میں قصور سے ہی یا رہی ہم نگو — کہیں ہیں سے شہر ایسا ارشاد ان مطلق نہیں ہوتا

وحشت آشنا ہو نہیں کہ صحرا میں غبار اپنا
شریک گرد کاروان مطلق نہیں ہوتا

یا ہی وان کو مطلب شاعری کا کیونکہ عشق ہو
زمین ہو آپ ہی یا ہیں آسمان مطلق نہیں ہوتا

نصیب ایسا کیا بیمار ہی چشم فسونگر نے
مرا شال کبھی ... ان مطلق نہیں ہوتا

دیا ہی داغ کیا سرو مہر بے زمانہ کی
مرا قصہ کبھی کم ... ستان مطلق نہیں ہوتا

یہہ صورت بی حجابی کی ادا سے ہوگئی اشکم
کہ میرے اوسکے پردہ درمیان مطلق نہیں ہوتا

چشمۂ خضر ترا چاہ زنخدان نکلا
اس کنوئیں میں ... حیوان نکلا

خوب سا لو ہاتھ کی شمشیر کا بران نکلا
تیری دیوار کے ... شہیدان نکلا

دست وحشت نے کفن تک بھی نہ رکھا باقی
کنج مرقد سے جو نکلا تو میں عریان نکلا

وہ میں اپنے شب ... باقی
نا ... نکلا نہ کبھی ... نشان نکلا

... دیوانی بھی سو دیکے سر تک جا ب
اسطرف سے جو ... تخت سلیمان نکلا

... ہاتھ سے نہایت چمن ہستی نے
ہم ... گلزار ... زندان نکلا

کیا سو ... گل میں جو قبا گل کو ملی
میں تو اس ... جیون ... عریان نکلا

... کو بھی ... دیکھکے لوگون نے کہا
وہ مہتاب میں خورشید درخشان نکلا

... دیکھا ... دیکھا ہے
آئینہ بھی تری رخسار کا حیران نکلا

... نے بھیجا مجھے سادہ مکتوب
جو لفافہ کو جو کھولا تو زر افشان نکلا

... کو ... میں مجھے
... ہم سو وہ ... نکلا

غیرت تہا میں الیا میری جانب اعظم
نہ تو ہندو کوئی نکلا نہ مسلمان نکلا

کیا مرتبہ ہی خاک در بو تراب کا
ذرون کے واسطے ہی شرف آفتاب کا

تم طفل ہو تمہیں تو خوف نہ تھا انقلاب کا
اب رنگ لا رہا ہی زمانہ شباب کا

تو لی بیٹھا کئے نہ ہمارہ حباب کا
زیبا ہی تمکو تاج سر آفتاب کا

وہ نجیب ہیں ترے نہ پڑے ہے ہم تو آجکل
لکھتے ہین ماجرا دل پر اضطراب کا

کعبہ مین جبکہ دوش نبی پر قدم رکھا
عرش خدا پہ ہاتھ گیا بو تراب کا

تحریر کیا اوسکے چہرۂ روشن کی کیجئے
مضمون ڈھونڈئیے شرف آفتاب کا

حیرت سے مین خموش وہ چپ ہین غرور سے
یہان منہ سوال کا نہ وہان منہ جواب کا

وہی جلال وہی تجلی وہی جمال
سب آپکو کمال ملا آفتاب کا

ہی میکشون کا دیر خرابات مین ہجوم
دلوا دو ایک ایک پیالہ شراب کا

بوسہ عطا کرے نکرے اختیار ہے
مالک ہی یار دولت حسن و شباب کا

صبح شب فراق کی کس کو امید تھی
داغ جگر نے کام کیا آفتاب کا

پرزے اوڑائینگے وہ خط اشتیاق کے
قاصد امیدوار رہیگا جواب کا

بعد فنا زمین سے بھی اوٹھا نہ زلزلہ
پردہ تو رہگیا دل پر اضطراب کا

در انکا ہے یا ہے عرش عظیم ہے
گھر انکا ہے یا کہ ہے گھر آفتاب کا

جاری ہی چشم علی الاتصال ہے
سیکھا ہی آنسوؤن نے چلن موج آب کا

اعظم کو مغفرت کا یقین ہے سبب یہ ہے
ہے آسرا رسول خدا کی جناب کا

نہ تو مے تھی نہ صراحی تھی نہ پیمانہ تھا
یہیں اوس روز سے خاک در میخانہ تھا

ترک ملنا نہ کر اسی جان ذرا غور تو کر
ہو غالب سے تمہارے ترے یارانہ تھا

جب دل نشین ہمیں رہتا تھا خیال رخ یار
خانہ دل آج ہمارا تھا پری خانہ تھا

عشق میں لیلے و شیدان سے ہو یا پیہ گرد
ہیں مجنون کی طرح سے کوئی دیوانہ تھا

کیسی ہمت کہ دل شیخ و برہمن پہ کبھی
ناگوارا نہ مرا مذہب رندانہ تھا

ہر جگہ چاہیئے عاشق کو خیال رخ یار
طور موسیٰ کے لیئے جلوہ جانانہ تھا

ہم تھی عاشق ترے او غیرت سرو گلشن
نہ تو بلبل تھی نہ قمری تھی نہ پروانہ تھا

میکدہ سے جو ابھی جھومتا جاتا تھا چلا
یہ خرابات نشین اعظم مستانہ تھا

ترا در دار الشفا ہو گیا
دل زار کا بدلا ہو گیا

تماشا ہے گل کیا سے کیا ہو گیا
عجب انقلاب ہوا ہو گیا

طریقے کو اعظم کے کیا ہو گیا
بڑا زاہد بنتا پارسا ہو گیا

ادا تمنا الفت کے فرصت نہیں
گلہ بھی بہت سا اگلا ہو گیا

ہوا اوسکے عارض پہ سبزہ نمود
مرا غنچہ دل ہرا ہو گیا

ترے راہ میں جسنے رکھا قدم
وہ کونین میں پیشوا ہو گیا

نگاہوں سے چلمن میں دیکھا ادہن / اسی اوٹ میں مدعا ہو گیا
وہ جس کارواں کے ہوئے رہ بیاں تہے / تو یوسف کا وہ قافلہ ہو گیا
تصور میں دانتوں کے روئے جو ہم / تو آنسو دُر بے بہا ہو گیا
ہوا اونکے دشنام سے دلکو چین / ہمارے لئے سم دوا ہو گیا
نکرنے میں باتوں کے تہی گفتگو / وہ بولے تو سب فیصلہ ہو گیا
جہاں باد صرصر کا تہا انتظام / وہاں بندوبست صبا ہو گیا
خزاں کا ہوا کوچ آئی بہار / چمن سبز و صحرا ہرا ہو گیا
جو مرتا ہے عاشق تو کہتے ہیں وہ / فدائی ہمارا فدا ہو گیا
عجب طرح کی دی یہہ گرہ آپ نے / کلی گل کی بند قبا ہو گیا
ملاحت ہی شیریں لبوں میں نہیں / نمک قند سے بہی سوا ہو گیا
بلایا ہمیں بام پر یار نے / بلندی پہ بخت رسا ہو گیا
ہوا اونکے جانے سے گہر کا یہہ حال / در و بام وحشت سرا ہو گیا

گیا میکدہ سے حرم کی طرف
خدا جانے اعظم کو کیا ہو گیا

کسی تیر بخت رسا نے دیا / یہہ رتبہ بہی کو خدا نے دیا
تمہارے پریشان کو آرام جان / نہ سنبل نہ زلف رسا نے دیا
ہوا خال وہ دفتر عشق میں / جو نقطہ کہ کلک قضا نے دیا

شکایت نہین ہمکو اغیار کی ۔ مجھے غم مرے آشنا نے دیا
ہوا دست نگین پہ مرجانکا تنک ۔ ہمین صاف دہوکہا حنا نے دیا
سکہائی مروت ہمین یار نے ۔ وفا کا سبق بیوفا نے دیا
نہ ملتا کسیکو ہمارا سراغ ۔ ہمکو پتا نقش پا نے دیا
کوئی کر سکا دل شدا بنا لہو ۔ مرا ساتہہ برگ حنا نے دیا
پیغمبر سے کہتا ہے اعظم ہمین ۔ نبی مصطفا ہمکو خدا نے دیا
دیار پرجا کے مرجائینگے ۔ اگر ہمکو قفس قضا نے دیا
گرہ وصل مین بہی نہ ہمسے کہلی ۔ بڑا پیچ بند قبا نے دیا
نبا دینگے سو نبھا بت اعظم ۔ اگر حوصلہ کچہہ خدا نے دیا

یا سیکہ جو ستم سے جو سنبھل جاونگا ۔ شہر مین ہین بتا ہین رستے کا نکل جاونگا
گر کبھی وحشت دل ہی تو نہین وانی ۔ پہاڑ کر اپنے کفن کو مین نکل جاونگا
چار دن کے یہہ جدا ہے ہین تپ فرقت کے ۔ شربت وصل ملیگا تو سنبھل جاونگا
مرض عشق نے حالت یہہ مری پہنچائی ۔ کیا سمجہا تہا کہ دو دن مین بہل جاونگا
تیری وحشت چہ باتین ہین کہ با تو نے تیری ۔ لاکہہ افسردہ طبیعت ہون بہل جاونگا
آتش عشق جو ایسی ہے تو مانند حنا ۔ آگ مین اپنی یقین ہے کہ مین جل جاونگا

زندگانی سے بہت تنگ ہون مین ابی اعظم
کوئی قاتل ہو مین مشتاق اجل جاونگا

قیدی بیداد ہوں میں کس ستم ایجاد کا
نالہ زنجیر میں انداز ہے بیداد کا

برق کیوں چمکی سبب کیا سیل کی بنیاد کا
گھر بنا بھی تو نہیں مجھ خانماں برباد کا

کیا سبب بتلائے سوز دل ناشاد کا
داغ حسرت رہگیا بزم خراب آباد کا

بل کمر کھاتی ہی نازک ہی بدن جلاد کا
بوجھ کیونکر اوٹھہ سکیگا خنجر فولاد کا

کوئی گلرو ہے تو کوئی رشک ہے شمشاد کا
کیا تماشا ہی بہار گلشن ایجاد کا

بوالہوس وہ ہیں جنہیں ہے حوصلہ فریاد کا
ہم تو شکوہ بھی نہیں لاتے تری بیداد کا

شل کو بھی چلنا پڑیگا پل سے اوپر حشر میں
جانچیگا اعمال پوچھا جائیگا داد کا

ہوں وہ دیوانہ میں گم گشتہ کہ ملنے کی نہیں
ہوش کھو دیگی رگ سودا میری فصاد کا

آہ ظالم نالاں ہوا ہے جب سے یک کارواں
نام لے سکتا نہیں شور جرس فریاد کا

قسمت میں ہی وہ زلف گرہ گیر دیکھنا
ای شانہ ہیں مرا خط تقدیر دیکھنا

جبدن نصیب ہو تری تصویر دیکھنا
اوس روز میرا جلوہ تقدیر دیکھنا

ترکے سے تیرگی شب دیجور کی سی ہے
روز فراق یار کی تاثیر دیکھنا

لیلی کو کھولنے دو ذرا گیسوے دراز
مجنون کے بند بند میں زنجیر دیکھنا

آنکھوں کی آرزو ہے ذرا کیجیے نگاہ
یہہ چاہتی ہیں آپکی تصویر دیکھنا

پیوستہ ہو وا آبدار ہی مژگان کا دور دور
نامرد کے بھی ہاتھ میں شمشیر دیکھنا

دلمیں حرم بتوں کا گذرنے تو دو خیال
کعبہ میں جلوہ بت بے پیر دیکھنا

ابر کرم کو کھینچے ایما سے شست شو
سولا مراد خوبان تقصیر دیکھنا

ہر سال اوس پری کو مبارک کہ جیسون
سودائیون کے پانؤن مین زنجیر دیکھنا

منظور ہے مرقع ہستی کی دید سے
ہر ایک رنگ مین تیری تصویر دیکھنا

یون ہی ہوا رہیگی جو فصل بہار مین
پاؤن مین ہوشیار کے زنجیر دیکھنا

غبت کی آنکھ سے نہ تیون تیر نگاہ کر
اے بیخبر گلشن دہر کے تصویر دیکھنا

خالی نہ جائیگا مری ابرو کمان کا وار
جو تیر دیکھنا سے شمشیر دیکھنا

مجھکو وطن سے دشت نوردی نصیب ہوئی
اے قیس کا تھا نہ تقدیر دیکھنا

سرمہ کریگا خاک کف پاکو یا علے ؛
اعظم کا اعتقاد مرے پیر دیکھنا ؛

سر پر کیا ہے مین لیا آسمان اوٹھا
تجھ ناتوان سے ضعف مین بار گران اوٹھا

تقدیر سے جو سیر کو مین خستہ جان اوٹھا
لالہ سے داغ باغ سے لایا خزان اوٹھا

شکوہ نہ کر زمین پہ جو رہنے کا شوق ہے
خاموش بیٹھ کر ستم آسمان اوٹھا

آتی صدا ہے خندہ گل آج باغ سے
بیٹھا عمل بہار کا دور خزان اوٹھا

رہ جا گیا مرا دل نازک فراق مین
اس پھول سے نہ صدمہ باد خزان اوٹھا

قربان تمہیہ ہونیکو چلا رہا ہے دل
ترکش سے تیر گوشہ سے لاؤ کمان اوٹھا

ہستو نیاز مند ہے آپکے سدا
پیرا پہ سے تہ ناز دل ناتوان اوٹھا

ایدا یہی چلن جائینگے روز فراق کی
صدمہ بھی لین گے موت کا ہم نیم جان اوٹھا

جذب دل نے دی یہ زلیخا کو تہنیت
لی مصر کی طرف قدم کاروان اوٹھا

دعوی ہمارے قتل کا اوسنے نہ کیجیو
تا کہہ نہ دین وکیل ہاتھ سے خنجر کہان اوٹھا

تب ہی ہزار آنکہ کے سینہ کے اوس گال کو
پہیرے دہن سے دور کے لائے زبان اوٹھا

تشبیہ دی جو گیسو کے عنبر شمیم کو
سنبل کے پیچ پیچ سے خوشبو دہوان اوٹھا

اوسکو ہما کے اپنی سگ جانان بچائیو
پہونچے نہ جلتے تیرے استخوان اوٹھا

یارے گفتگو ہے تو کچھ ذکر حشر کر
غافل خدا کے واسطے لطف بیان اوٹھا

اوس گل کی خوبیون پہ جو ہنسنے کیا حلف
بلبل نے بہی لیا ورق بوستان اوٹھا

حقدار کا ہوا نہ تیرے در پہ حق تلف
مجکو بٹھا لیا تو سگ آستان اوٹھا

اعظم وہ ماہ آتا ہے محفل میں کبھی
فراش سے یہ کہہ کہ فرش کتان اوٹھا

ظاہر وہ ہوئیگا تیری امتحان ہو جائیگا
دیکھکر تجکو کبھی ٹکڑے کتان ہو جائیگا

زندہ اعجاز لب سارا جہان ہو جائیگا
تم کہو گے قم مسیحائی زبان ہو جائیگا

وہ عزیز مصر خوبی ہے تو اپنی یوسف لقا
تجہہ سے شیدا کا روان کا کاروان ہو جائیگا

رونق دشت جنون وحشی کہ اب مجنون کے بعد
قیس کا جنگل ہے جو ہو کا مکان ہو جائیگا

سیج پہ سنگے گلے سویا نہ کہ اپنی گلبدن
جسم نازک میں رگ گل کا نشان ہو جائیگا

ہون وہ سرگردان کہ پاؤن سے ہمراہ
خضر راہ منزل مقصد روان ہو جائیگا

کان تک نا فہم کے اوسکو نہ پہنچا الغرض
گوہر مضمون عبث گوش گران ہو جائیگا

احتیاج التماس دل نہیں تیرے حضور
حال تجھ پہ سب قیافہ سے عیاں ہو جائیگا

فاش میں ہو جو تیری شمشیر آبگوں کا ذکر
بند حلقوم عدو سے آنکا رواں ہو جائیگا

تیری گردن لوگ سمجھینگے بیاض صبح حشر
رخ پہ خورشید قیامت کا گماں ہو جائیگا

اک نہ اک دن اے مسیحا یونہی تیرے ہاتھ سے
ہمکو اعجاز ید بیضا عیاں ہو جائیگا

سرخ جوڑا پہنے سیر بوستاں کو جائیگے
سرو قامت رشک نخل ارغواں ہو جائیگا

گر کبھی کثرت حسینوں کی تھی تو دیکھنا
غیرت ملک پری ہندوستاں ہو جائیگا

منزل مقصد کو پہنچا دیگی تیری جستجو
دھیان تیرا خضر راہ گمرہاں ہو جائیگا

دامن باد صبا پھاڑینگے ہم گر نجد میں
لیلی مجنوں کے پردہ درمیاں ہو جائیگا

مصر کنعانی میں اے یوسف تو ہی دل غمزدہ
بندہ بے زر تیرا پیر و جواں ہو جائیگا

گر حلاوت چاہتا ہے اے سگ جاناں تو کہا
ورنہ تشنہ کچھ دنوں میں استخواں ہو جائیگا

عارض روشن پہ سایہ رنگ گیسو کا نہ ڈال
چھپکر خور پردہ شب میں نہاں ہو جائیگا

وصل کی شب جسم سے جامہ کو کر ڈالونگا چاک
پردہ شرم و حیا گر درمیاں ہو جائیگا

آئیگی ساعت جب اپنی اختر اقبال کی
کچھ کا کچھ دم بھر میں دور آسماں ہو جائیگا

مرقد اعظم علی رونق فزائی سے تری
رشک نوزائے گلستان جناں ہو جائیگا

جو وطن میں میں رہے وطن نہ رہا
تو قضا سے تھی مرا بن نہ رہا

جو جہان میں خستہ بدن نہ رہا
گل و باغ خوبوں کا چمن نہ رہا

جو بدن میں یہ روح بدن نہ رہی | کسی کام کی صورت تن نہ رہی
جو چمن میں نسیم چمن نہ رہے | تو مراد یہ رنگ چمن نہ رہا
ترے ہی قدم سے تھی جلوہ گری | مجھے کہتے تھے رونق شہر سبھی
جو سکونت خاص مری نہ رہی | تو وہ حال سواد وطن نہ رہا
کوئی ہوتا ہے مفلس و تہی دست | یہاں خالی ہی ہو رہا کا جسم ہی
مری ہوش حواس نے شکل کہی | کوئی سکہ داغ بدن نہ رہا
نہ تو لاف کیا نہ گزاف کیا | دل یار کو عذر سے صاف کیا
مرا ایسا گناہ معاف کیا | کہ جبین پہ نشان شکن نہ رہا
ترے در کا جو خاک نشین ہے کوئی | تو وہ صاحب تاج و نگین ہے کوئی
تری راہ میں ایسا نہیں ہے کوئی | کہ بگاڑ کے انکو بن نہ رہا
ہی ہوا چمن میں یہ انکی اثر | کھلے جاتے ہیں خود لب غنچہ جگر
ہوئے باغ جہاں میں نہال بشر | کسی جسم میں داغ کہن نہ رہا
کبھی ملتے تھے دل کو نہ زیر قدم | کبھی کاہے کو کرتے تھے یہ ستم
یہ کہینگے تمہاری ہی سر کی قسم | کہ تمہارا قد سیم چلن نہ رہا
تری قد کا جو اوسکو خیال ہوا | دل قمری باغ نہال ہوا
یہ سنا ہی کہ اوسکا ہلال ہوا | کہ تعشق سرو چمن نہ رہا
نہ تو جسم ضعیف میں تاب رہی | نہ تو طاقت عہد شباب رہی

نہ جوانی تھا نہ عذاب رہی
کوئی نسخہ ضعف کا بن نہ رہا

تری عارض و لب کی نہ بہتی ہوا
کہ تلاش میں اوسکی نہ کون پھرا

جو جلب میں کہیں جلب نہ رہا
تو ہمیں ہیں تا ہیل ہمیں نہ رہا

جو ملک سے میں گرم سخن میں ہوا
تیرا ذکر زبان و دہن میں ہوا

تو خوشی سے تنگ بدن میں ہوا
کوئی دم بھی درست کفن نہ رہا

ترا شہرہ حسن و جمال ہوا
تجھے اوج شرف پہ کمال ہوا

ترے رخ پہ جو جلوہ جمال ہوا
تو فروغ ہیل میں نہ رہا

ترے حجب میں ما بکر ناز و ادا
ہوا آگے کہیں جو خیال ترا

مرے ہوش نہ تجھے سکیا بن بچا
دل عیش فزا میں چمن نہ رہا

مجھے اہل وطن سے گزند ہوئے
مجھے رسم خوبوں کی پسند ہوئے

مجھے چشم غزال کمند ہوئے
میرے دل کو خیال وطن نہ رہا

اسی پیچ میں سالہا سال رہا
کبھی راز کمر نہ کھلا نہ کھلا

مگر ان جو زبان سے کلام سنا
تو وہ جو دہن میں سخن نہ رہا

اسی لالی نہار سیہ رنگ تو کیا
میرے جسم و جگر کا سیہ رنگ کیا

کہیں مرہم زخم بدن نہ رہا
کہیں تپ نہ داغ کہن نہ رہا

نہیں اعظم خستہ جگر کی خبر
کہ نکل گیا وحشت دل سے کدھر

پھرے اوسکی تلاش میں شام و سحر
کوئی دشت و جبال و چمن نہ رہا

ساقی نے دیا جام مئی بیخبری کا
اب ہوش ہے شیشہ کا نہ شیشہ کی پری کا

پامال زمانہ ہے تری عشوہ گری کا
بیکار ترے سامنے غمزہ ہے پری کا

پاؤن سے قدم پھیر دیا کبک دری کا
سر کاٹ دیا آپکے بازو نے پری کا

نہ پاؤن کا کھٹکا ہی نہ آشفتہ سری کا
دیوانہ ہون دیوانون کی مین بیخبری کا

کیا جانیے کیا مصلحت وقت ہے اسمین
مت پوچھیے احوال مری بیخبری کا

اسباب خرد ڈوب گیا دشت جنون مین
سامان مہیا ہوا خشکی مین تری کا

کہتا ہے مرا اشک روان گرکے زمین پر
مین چشم کی کشتی مین مسافر ہون تری کا

بیہوش ہوا آمد محبوب کو سنکر
بندہ متحمل نہوا خوش خبری کا

صیاد دیئے ہاتھون مین نشیمن ہے ہمارا
شکوہ نہین پابندی سے بال و پری کا

افسوس کہ یہہ بھی ہوا تاثیر سے خالی
پایا ہے ثمر نالہ نے بے اثری کا

اس طرح سے کے دل نے کیا شور تپیدہ
دم بند ہوا نالۂ مرغ سحری کا

ہر ظلم رسیدہ ہے ترے جور سے راضی
شکوہ نہین کرتا کوئی بیداد گری کا

ہے دل مین کیے آتش سوداے محبت
پروا نہین اندازہ ہے داغ جگری کا

اسرار کہلا پردۂ معراج کا ہمکو
منظور رہا اظہار کمال بشری کا

دیدار کا طالب ہے مرا دیدۂ بینا
مشتاق ہے گوش شنوا خوش خبری کا

سکان سماوات نے بھی اسکو سنا ہے
اوڑتا ہے فسانہ مری بے بال و پری کا

رویا ہے تصور مین کسی چشم کے آگے اعظم

باقی ہے اثر دیدہ گریان مین تری کا

بے ٹھکانے ہے عجب طرح کا سودا اپنا	نہ تو زندان ہے کہین اپنا نہ صحرا اپنا
دام گیسو سے چھٹے ہٹ گیا کھٹکا اپنا	فارغ البال ہوئے بیچ کے سودا اپنا
کس پہ امید ہو کس پر ہو بھروسا اپنا	آج کے دن کوئی اپنا ہے نہ فردا اپنا
ہفت خلوت مین جو دیکھا کوئی بینا اپنا	رکھ لیا یوسف صدیق نے پردا اپنا
کن کی آواز کا مقصود ہے جلوہ اپنا	بات کی بات مین نکلا ہے نتیجہ اپنا
گوش گل کو وہ سناتے ہین فسانہ اپنا	چشم نرگس کو دکھاتے ہین تماشا اپنا
اوس طریقہ کا مین سالک ہون محمد کی قسم	خضر حسن راہ چلین چھوڑ کے رستا اپنا
میرے جامہ سے مجھے ہونے نہ دینا باہر	لیے سے یار جو منظور ہے پردہ اپنا
ہین عجب منزل ہستی مین ہما کے ساتھی	قافلہ مین کوئی سنتے نہین غوغا اپنا
ہے جگہ مالک و مملوک کا ہوتا ہے بیان	کہین چرچا ہے تمہارا کہین چرچا اپنا
پختہ کاران جنون مین میری گنتی ہوتے	خام رہجائے نہ دیوانون مین سودا اپنا
ہم بھی ہین گلشن عالم مین نہال قدرت	چمن آراستہ جہان ہے چمن آرا اپنا
وصل مین کوئی خوشی ہجر مین کوئی غمناکی	کچھ اجارہ نہین مقسوم ہی اپنا اپنا
کس طرح اپنے بیگانون کو بیگانہ سمجھون	کام اپنے کیے نہ آدمی تو وہ کیسا اپنا
وصل کی شب نے کیا کام خرابے دن کا	اونکو سے پردا کیا کھل گیا پردا اپنا
خون رولاتا ہے ابھی سے مجھے [illegible]	رنگ کھلاتا ہے اندیشۂ فردا اپنا

ہون وہ مجنون کہ میری خاکمین بہی ہے جنون
اوٹھکے گرد پڑتا ہے صحرامین بگولا اپنا

اسلیے وہ مجھے سوا نہین ہونے دیتے
میرے پردے کو سمجھتے ہین وہ پردا اپنا

بحر کونین مین ہین اسکے محمد مالک
نوح کو سونپ دیا ہمنے سفینہ اپنا

پاون قائم ہین تو قائم ہی بپا یا نگری
سر سلامت ہے تو موجود ہے سودا اپنا

اسی فتنا سی تم روز قیامت کے سوا
حشر ایک اور بپا کرتے ہو برپا اپنا

اون کو پایا ہے جو مصروف سماعت انخطم
ملتجی حال بیان کرتے ہین اپنا اپنا ٢

منظور دیکھنا ہے نہ خط کا نہ خال کا
مد نظر ہے دور سے جلوہ جمال کا

کوئی نہین شریک ہی شانہ کے حال کا
گیسو حجاب مانگتا ہے بال بال کا

غش آگیا تمہین بھی جناب کلیم طور
دیکھا گیا نہ آپ سے جلوہ جمال کا

درکار ہو جو آپ کو پوشاک کے لیے
اوتری فلک سے نیلی گریبان ہلال کا

ہر قید سے اسیر کو ہوتی ہے مخلصی
پابند جو ہوتا نہین گیسو کے جال کا

جوبن نیا دکھاتے وہ کہتے ہین بار بار
یہ پھل ہی باغ حسن کے تازہ نہال کا

گمگشتگی بخت تمنا سی کھل گئے
ٹہرا ملا جواب جو سید ہے سوال کا

تا بر نگہ سے لیتے ہو تم کار دام و تیغ
نظرون سے کاٹتے ہو کلیجہ غزال کا

آئینہ آگے آگے سکندر لیے چلین
منظور دیکھنا ہے اونہین اپنی چال کا

موجود جانتا ہون مین اگلی پچھلی بیتین
ماضی سے اتصال سمجھتا ہون حال کا

دوڑے ہین تیری چشم کے سودین بقدر
سنہہ تک پہنچ گیا ہی کلیجہ غزال کا

ہو بہی چکین فراق کے ایام ختم ہی
اللہ پہر دکہا دیتے زمانہ وصال کا

سینہ مین داغ الفت زلف سیہ نہین
سکہ ہمارے پاس ہی ہونیکے مال کا

غمناک مجکو دیکہنے والے سمجہ گئے
چہپتا نہین چہپانے سے چہرہ ملال کا

دریاب روزگار کو مین جانتا ہون خوب
جمشید بنگیا ہون زمانہ کے حال کا

حلت بہی ہی شراب کی حرمت مین شک نہین
ای زاہد وکباب ہے لقمہ حلال کا

طاؤس و کبک دیکہہ کے تیرا خرام ناز
انداز بہول بہول گئے اپنی چال کا

غصہ تمہارا کہنچتا ہے کہان شیشہ کی
آنکہین لگا لیتے ہین کلیجہ غزال کا

کہتے ہین بت بہی پردہ ناقوس مین
پتلا بنا ہوا ہے یہہ حسن و جمال کا

کر دے صبا جو خاک شہیدان کو ایکجا
تودہ ہو آسمان کی برابر [illegible] کا

اعظم کی ذات خاص غنیمت ہے دوستو
یہہ ایک آدمی ہے ہزارون کمال کا

مقصود تک گذر مجہے دشوار ہو گیا
قسمت کا پہیر راہ مین دیوار ہو گیا

قحط شراب جب سے کہ ای یار ہو گیا
مست مئی شباب بہی ہوشیار ہو گیا

لکہہ لکہہ کے اوسکی سبزۂ عارض کا ماجرا
بندہ بہی کاتب خط گلزار ہو گیا

کیا جانے کسکا ہاتہہ لگی پہیر [illegible]
پابیدہ پہول پہول کے پر خار ہو گیا

افسوس اون دنون در مضمون [illegible]
ناپید جن دنون مین خریدار ہو گیا

داغون ہی سے بہر گیا دل غیرتِ فزاے گل — یہہ خانہ باغ دیکہنے کو طیار ہو گیا

بحرِ جہان مین سر کا بہتیرا چہر پاؤن مین — میرا جہاز آب سے کے اگر پار ہو گیا

چکر دیا اوسے میری قسمت کے پہیر نے — تلوؤن مین خار صورتِ پرکار ہو گیا

گیسو کہلے جو عارضِ رشکِ بہار پر — پیدا چمن مین سنبلِ تاتار ہو گیا

صیاد کی طرح کوئی سنتا نہین اسے — نالہ صدا سے مرغِ گرفتار ہو گیا

جوشِ بہار باغ کا اس سال ہی یہہ رنگ — کانٹا بہی دشت کا گلِ بیخار ہو گیا

اون ابرؤن کے سینے جو جو کہینچی رقم — مضمون تیغ لڑنے کو طیار ہو گیا

رونق پر اندنون ہی بہارِ شبابِ یار — عارض کا رنگ غیرتِ گلزار ہو گیا

باہر کی کیا خبر ہے مرے محوِ ناز کو — کیا جانے وہ کہ کیا لبِ دیوار ہو گیا

سمجھے ہماری دستِ درازی کی آرزو — سینہ تمہارا محرمِ اسرار ہو گیا

گذرے اونکی جوشِ جوانی سے ہاتہ پاؤن — سرکو غرورِ حسن سزاوار ہو گیا

یوسف شناس لوگ زمانہ سے اوٹہ گئے — بازارِ مصر زنگ کا بازار ہو گیا

اوسنے طلسمِ جام مین دنیا کی سیر کی — جمشید اپنے دور کا میخوار ہو گیا

کیا فیض ہے زمانہ دولت کا آپکے — جو مفلسِ ازل تہا وہ زردار ہو گیا

بیطرح آپ کستے ہین آعظم کو بار بار
جوہر سے کیا یہہ آدمی تلوار ہو گیا

یہان ضعف کی شدت سے سر اپنا نہین اوٹہتا — وہان نازکی ایسی ہے کہ خنجر نہین اوٹہتا

اچھا جو نقاب رخ انور نہیں اوٹھتا ۔ تو دید کا مشتاق بھی دن بھر نہیں اوٹھتا
زانو کی تمنا ہے یہان سر نہیں اوٹھتا ۔ دامان ہاتھ سے اقبال کے افسر نہیں اوٹھتا
ہوٹون مین جنبش ہی کبھی پی نہیں سکتا ۔ ہاتھون نہین سہہ رعشہ ہے کہ ساغر نہیں اوٹھتا
اوسکو بھی کیا آپکی رفتار نے پامال ۔ ٹھوکر سے بھی ہنگامہ محشر نہیں اوٹھتا
طفلی مین چلے گھٹنیون اب جھک گئی گردن ۔ تب پاؤن نہ اوٹھتے تھی تو اب سر نہیں اوٹھتا
کچھ بہر کے بچون کو وہ رکھتے ہین زمین پر ۔ انکھیلیون سے پاؤن برابر نہیں اوٹھتا
جاتا نہین دل سے رخ رنگین کا تصور ۔ خاطر سے خیال گل احمر نہیں اوٹھتا
رہجاتا ہے مردونکا زمانہ مین فسانہ ۔ وہ آپ تو اوٹھہ جاتے ہین جوہر نہیں اوٹھتا
پابند کیا میرے خیالات سے لیا ۔ آغوش تصور سے وہ دلبر نہیں اوٹھتا
سکا نہ فی تعظیم نہ اوٹھے تو نہ اوٹھیے ۔ کچھ بیٹھنے سے داب پیمبر نہیں اوٹھتا
خدا بہ جیسے کس طرح اوس حجرہ نشین کو ۔ سدرہ سے تو جبریل کا شہپر نہیں اوٹھتا
آئینے کا میرے پاس ارادہ نہین کرتے ۔ کیا پاؤن ابد ہراہی مری دلبر نہیں اوٹھتا

دن رات رہا کرتا ہے ایک بت کا تصور
اعظم میرے سینہ سے یہ پتھر نہیں اوٹھتا

دیکھتے ہی دیکھتے طرفہ تماشا ہو گیا ۔ طور پر جلوہ ہوا بیہوش موسی ہو گیا
چاہنے والا سر بازار رسوا ہو گیا ۔ ہم تماشائی ہوئی تمکو تماشا ہو گیا
سحر ہم راز نہانی سے بھی اب جھینپنے لگے ۔ سب سے پردا اٹھا اونہین میسے بھی پردا ہو گیا

ابتدا سے غیب کا احوال پوشیدہ رہا
راز کچھ کھلنے نپایا تھا کہ پردا ہوگیا

رنج دوری کو وصال یار نے زائل کیا
کچھ دنون کی زندگی باقی تھی جینا ہوگیا

منہہ دکھانیکو کہا مین نے تو فرمانے لگے
وعدۂ فردا نہین گذرا تقاضا ہوگیا

کھینچ لیتا ہے اوسے خورشید جذب شوق سے
شبنم گل اوس گل تر کا پسینا ہوگیا

مشتعل ہونے نہ پایا تھا جمال فرق دل
مین اودہین رو رو ون سے سرگرم تمنا ہوگیا

حسن کے بازار مین پھرتا ہوا گھبرا یا ہوا
جنس دل اسکے بیچنے کا مجکو سودا ہوگیا

گرمی فصل جوانی کی بہی باری ہوگئی
اس بخار عارضی کا بہی اتارا ہوگیا

اوس صنم کے سامنے کہولی جو نادانی نے زبان
بولنے سے بند ناقوس کلیسا ہوگیا

سیم آنکھون سے نکلتے ہی میری ناگہ ہو گیا
زخم دلکی چور کا بہی کہوج پیدا ہوگیا

عاشقون کے ملک دلکا کچھ نپوچھو بندوبست
بادشاہ حسن کے قبضہ مین سارا ہوگیا

بحر عصیان سی نہ تھی اعظم کسی صورت نجات
کشتئ آل محمد کا سہارا ہوگیا +

سینہ مین تیرا تیر جو پیوستہ رہیگا
ممتاز شہیدون مین وہ دل خستہ رہیگا

سر دہن یار کہلا ہی نہ کہلے گا
اس راز کو سنتے ہین کہ سربستہ رہیگا

پیدا نہین دنیا مین جواب دہن تنگ
غنچہ کی زبان پر بہی یہہ جستہ رہیگا

جانباز نہ سمجہے گا کوئی بخدا جہری بند
یا ہر کسی پہلو سے اگر دستہ رہیگا

وحشت کو میری دیکہ کے کہتا ہی تہہ صیاد
یہہ صید بہی مرگ بہی پر بستہ رہیگا

دکھلائیگا میرا دل صدچاک تماشا | ہاتھون مین حسینون کے یہہ گلدستہ رہیگا
دن رات یہہ کہتکا ہی کہ وہ ترک جفاکار | اک تک مجھے بوہی کی طرح کستا رہیگا

آعظم کو تیرے ساتھہ ہے دعوای غلامی
دل بستہ ہے خدمت مین کمربستہ رہیگا

کیا غم جگر کسیکا رہا یا نکل گیا | تیرا تو تیر غمزۂ سفاک چل گیا
حسرت سے بہول صانع نقش ازل گیا | دہوکے سے یار نور کے سانچے مین ڈہل گیا
سودائیون کے سر سے جنون کا خلل گیا | اچہا ہوا بہار کا موسم بدل گیا
نظارۂ جمال فقط غش پہ ٹل گیا | بیہوش ہو کے طور پہ موسی سنبہل گیا
تاثیر سے یہ رخصت فصل بہار کی | شیشون سے بہہ کے بادۂ گلگون نکلگیا
ٹہری نظر نہ یار کے رخسار صاف پر | پائی نگاہ محو تماشا پہسل گیا
درپردہ ہی یہہ لیلی پردہ نشین کو فکر | جامہ مین اپنے قیس نہ پایا نکل گیا
آئندہ سال پر ہی مری دیوانگی رہے | اب کے تو ای جنون مین بہک کر سنبہل گیا
تاثیر ہے لہو مین ہمارے بہار کی | وہ گل ہوا جو پاؤن سے کانٹا نکل گیا
دربر تمہارے شوق کے مارے خوشی سے ہو | پاؤن سے تندرست تو پہلو سے شل گیا
پائی نجات جنبش ابرو سے یار سے | دل سے کہٹک کہٹک کے یہہ کانٹا نکلگیا
نالہ کو نارسا نہ سمجہو غریب کے | تڑپا جو یہہ تو بام فلک پر اوچہل گیا
کیا تفرقہ ہے برق جمال و جلال مین | نمرود کی آگ بجہی طور جل گیا

آیا ہمارے سامنے جو وہ طفل حیلہ ساز
دو چار گام راہ چلا اور مچل گیا

ہمسر کوئی نہ اور دکھائی دیا اوسے
خورشید مہر یار سے بگڑی ابل گیا

دل ہو گیا گداز بتان کنشت کا
اعظم ہماری آہ سے پتھر پگھل گیا

فرعون سے عصا بھی تو اژدر نہ بن سکا
وہ کیا خدا بنا جو پیمبر نہ بن سکا

کیونکر کہوں کہ تمسے پیمبر نہ بن سکا
پھر آپ سی بھی انکا ہمسر نہ بن سکا

کوئی نہ کر سکا خط لوح جبین درست
بگڑا ہوا کسی کا مقدر نہ بن سکا

جنہجلا کے ہنسنے داغ دیا اوسکو آگ سے
جو آبلہ کہ رشک گل تر نہ بن سکا

جبتک دکھائی آنکھ نہ برق جلال نے
سر پہ کسی سے طور کا پتھر نہ بن سکا

اسکے سوا کہ خاطر عاشق کو توڑیے
تمسے کچھہ اور اوس پری پیکر نہ بن سکا

سیل حوادثات زمانہ کے ہاتھ سے
ایسا بگڑ گیا کہ پھر اگھر نہ بن سکا

برپا کیا جو آپکے طرز خرام نے
کچھہ بند و بست فتنہ محشر نہ بن سکا

ایکدن ادا ہوئی نہ کبھی وقت پہ نماز
جو کام تھا ہمیں پہ مقرر نہ بن سکا

ان بلبلوں کے درد دل زار کا علاج
کچھہ بھی سوا آہ کے مکرر نہ بن سکا

حیران رہ گئے اوسے صدا دیکھکر
ابرو سے اشتیاق میں خنجر نہ بن سکا

حیرت میں دیکھہ دیکھہ کے نقاش رہ گیا
خاکا بھی تیرا اس تن لاغر نہ بن سکا

دل ہو سکت کی بھی یا سیم تن کا ہو نہ وصل
اکسیر طلا ہی مگر زر نہ بن سکا

حدا فصل گل میں ہوا آپ بیہواس
دیوان گان عشق کا زیور نہ بن سکا

ہمسے وہ کام ہو سکے کہ عقبا بخیر ہو
اس سے ہتی خدا سے اندر نہ بن سکا

جلوہ میں روشنی میں چمک میں جمال میں
خورشید تیری رخ کی برابر نہ بن سکا

آنکھ اٹھاکے جو دیتا ہے جلوہ میں سا قیا
کیا اسکے دم سے واسطے سا غر نہ بن سکا

وہ کہتے جا رہے ہیں الطاف نمایاں کیا کیا
ہم فراموش کیے جاتے ہیں احساں کیا کیا

ہم سے ہیں چھوٹا ہے تو خوشی کیا مانیے
لوٹتا ہے درِ محبوب کا درباں کیا کیا

کہہ رہی ہے وہ گلشن میں چلا ہے کیسے
سر پر اٹھا رہا ہے گل و ریحاں کیا کیا

ہم تو الفت کی کہتے ہیں کہ دیوانوں نے
خوب آباد کیے خانۂ زنداں کیا کیا

جا ملی عیش ہے فریدون [illegible]
قصر سینا رہیں ویران ہیں ایواں کیا کیا

سن لیا ہے جو تیرے دیدۂ تر کا احوال
آکے دنیا نہ کوئی اندیشۂ طوفاں کیا کیا

کبھی دریا سے علاقہ ہے کبھی صحرا سے
تار تار آتے ہیں جنوں میں گریباں کیا کیا

کبھی محفل میں تمہاری ہوا اسکو رشک
آرزو مند ہے شمع شبستاں کیا کیا

کبھی صاف نکھرتی ہیں ملت اصول
ہاتھ سے مرقد میں کے کا رنمایاں کیا کیا

دیکھا پا جو تیرے لعل سے زیب کا رنگ
خوش ہوا ہے اقلیم بدخشاں کیا کیا

نہ سکندر کی ہے حشمت ہے نہ دارا کی شکوہ
ہمکو قسمت نے کیا بے سروساماں کیا کیا

اُس پری رو کا جو دیکھا ہے مجھے دیوانہ
تنگ لیتا ہے بغل میں مجھے زنداں کیا کیا

اپنا مشتاق عنادل کو جو سن پایا ہے
ناز کرتی ہے بہار گل خندان کیا کیا

بے سبب ہجر کے صدمے ہیں جھیلے اعظم
میری تقدیر میں ہتی رنج فراوان کیا کیا

چاندنی راتمیں یاد آتا ہی جب آن کیا کیا
داغ دیتا ہی جمال مہ تابان کیا کیا

رو دئے ہون اسقدر ہی بارش باران بلا
شیشے ہی دو کہین ہائی گریبان کیا کیا

وصل ہوویگا کسی پردہ نشین کا مجھکو
رات ہنستا تھا چراغ تہ دامان کیا کیا

اب تری چاہ میں ہی آبرو آب حیات
جوش کہاتا ہی پڑا چشمۂ حیوان کیا کیا

اوسکی قدرت سے ہی حسینان جہان ظاہر
لعل و گوہر کے بنے ہین لب و دندان کیا کیا

حال ہے کوئی صحرائے جنونکا پوچھے
ہمنے دیکھے ہین ان آنکھوں سے بیابان کیا کیا

جسم سے میرے اندھیری روح کو بہولا دم
قید سے چھوٹ کے ہی خواہش زندان کیا کیا

دل نشانہ جو تمہاری نگہ ناز کا تھا
میرے پہلو سے نکالی گئی پیکان کیا کیا

پھاڑ کر پھینک دیا ہی فصل جنون آنے سے پہلے
ورنہ پھر تنگ کریگا ہمیں گریبان کیا کیا

ہم بھی سائل ہیں ہاتھ ہی پہیلا سائل تیرا
ہیں تیرے لطف سے پہلے ہی سوداان کیا کیا

نہ تو زاہد ہی تیری راہ سے باہر ہی شیخ
آگئے تیرے طریقے میں مسلمان کیا کیا

چھپ کے پاس اوسکے گئی اونکو بلایا اعظم
ہمنے پردے میں کئے کار نمایان کیا کیا

خانہ زند آ کے دروازہ کا کھٹکا کھل گیا
حشر برپا ہو گیا یا بند سودا کھل گیا

آپکی نازک کمر کا صاف عقدا کھل گیا
ہیچ ہی معدوم ہی ایسے کمر کا کھل گیا

عالم وحشت مین ہمنی پہاڑ کر دستار کو
پاؤن کا چھالا جو باندہا داغ سودا کھل گیا

سب خوشی سی دے دیا اونکو عصائے معجزہ
جب شعیب باخدا کو حال موسیٰ کھل گیا

پستی ہمت نے کی اسباب عز تمکین کمی
ٹوپیان بنتی لگین سر سر سے شملا کھل گیا

ہمسی استغنا یہہ کہتی ہی کہ باندہا جائیگا
گر کسی کیے سامنے دست تمنا کھل گیا

دیکھکر فیض بہار باغ کی زرریزیان
گانٹھہ مین غنچہ کی بہی جو کچھ بندہا تہا کھل گیا

کس قدر تاثیر تہی میری زبان عجز مین
یہان دعا کی وان در عرش معلا کھل گیا

کیون نہو دے یوسف صدیق کو اوسکا لحاظ
جسکے اوپر ہفت خلوتکا بہی پردا کھل گیا

بے تکلف وصل اسما زمانہ مین نہین
جب کوئی محرم نظر آیا تو سینہ کھل گیا

جب ارادہ ہو چلے جاؤ تمہارا واسطے
ہو سنو دروازۂ فردوس کبکا کھل گیا

زلف کے سودے مین اعظم مہر فرما سے تیری آج
کیا بلا خوشبو ہی کس کافر کا جوڑا کھل گیا

لو ہوا سے محمل لیلیٰ کا پردا کھل گیا
شکر کے سجدے کری مجنون نصیبا کھل گیا

اہل دنیا کی حقیقت کوئی ہمسے پوچھئے
ہین وہ آئینہ ہون جسمین حال سبکا کھل گیا

بطن مادر سی نکلتی ہی بندہی روتی ہی
آتی ہی دنیا مین دنیا کا نتیجا کھل گیا

دہر فتنے ناگنین دوڑین دل مشتاق پر
زلف کیا کھولی سپید صبحکا بیاز کھل گیا

بولی زلف یار سے کی ہمسری بیفائدہ
عیب جتنے تہا عنبر سارا کا سارا کھل گیا

کوئی بھی پورا نہ اوترا امتحانِ عشق مین
جو کہ تھی ثابت قدم اونکا بھی عقدہ کھل گیا

زمزمہ سنجی تو کرتے ہین نوا سنجانِ باغ
بول سکنے کی نہین گر منہہ ہمارا کھل گیا

بندِ محرم کی گرہ پر تھا بہت اونکو غرور
جب ہوے گستاخ تیرے ہاتھ عقدہ کھل گیا

دل کی بیتابی نے ضبطِ آہ کی فرصت نہ دی
عشق نے رسوا کیا رازِ نہفتہ کھل گیا

حسنِ یوسف کا نظر آیا جو تجکو خواب مین
کیون زلیخا دیدۂ محوِ تماشا کھل گیا

منطقے تکرارِ اثبات و نفی مین رہ گئے
اوس دہن سے آگئی آواز عقدہ کھل گیا

بات بھی پوچھی نہ میری عالمِ تکلیف مین
مجکو یارون کا بہروسا تہا بہروسا کھل گیا

ٹکڑے ٹکڑے دیکھنے والونکے سینے ہوگئے
تو تمہاری جامہ زیبی کا بھی پردا کھل گیا

منزلِ مقصد کو جا پہنچے تو آسایش ملے
جب کمر کہلنے کا وقت آیا تو تسمہ کھل گیا

دل مین آئے خط سے جو تہا طولِ بیانِ اشتیاق
خط کے لکھنے کے لیے کاغذ کا دستہ کھل گیا

عشقِ گیسو مین دل ملول ہوا
اِس بلا کا کہان نزول ہوا

پاؤن تک گیسوے دراز آئے
میرے سودا کو اور طول ہوا

سیکڑون داغ آسمان نے دیے
اِس دنی سے بھی حصول ہوا

دل کا کوئی نہ مشتری ٹھہرا
میرا سودا بھی نا قبول ہوا

نہوا رائگان غبار میرا
طوطیائی نگاہ غول ہوا

رنگ لایا جو آبلہ ٹوٹا
سینہ شگوفہ کھلا تو پھول ہوا

دل کی تہمت مین گالیونکی ہوا | اور کیا آپ سے حصول ہوا
دی کسینی کبھی نہ داد سخن | بولنا بھی میرا فضول ہوا
جسمین باد صبا نہین آتی | اوس چمن مین میرا نزول ہوا
جو چلا آپ کے طریقہ پر | خضر کا مرتبہ حصول ہوا
جور دلبر سے ہو گیا لب شکر | رنج مین بھی نہین ملول ہوا
عشقبازو نمین ہو گئی گنتی | بید لو نمین میرا شمول ہوا

دل شگفتہ ہوا نہ اعظم کا
یہہ شگوفہ کبھی نہ پھول ہوا

اوسی طرح جیسے مسکرا کر کے آنا | وہی گل کا جلوہ دکھا کر کے آنا
ان آنکھونکو جادو بنا کر کے آنا | جو آنا تو سہرا لگا کر کے آنا
نگاہ تصور مین آگئے ہمارے | کسی دن تو پردہ اوٹھا کر کے آنا
سے چلے ہو نہانیکا کر کے ارادہ | دولہن اپکو اب بنا کر کے آنا
کہا اہل ہستی سے اہل عدم نے | جو دنیا سی بستر اوٹھا کر کے آنا
متاع جہان چھوڑ آنا جہان سے | یہہ سودا ٹھکانی لگا کر کے آنا
نہ رکھنا قدم غیر کے گلکون مین | یہہ حرف غلط بھی مٹا کر کے آنا
تمہین کوئی دیکھی اگر چشم بد سے | نگاہونسی اوسکو گرا کر کے آنا
لگا لیجیو پہلے ہی یہہ باتو نمین ہمکو | رقیبون کو بتا بتا کر کے آنا

گدا کو سوا بوریہ کے کبھی نے | لباط التکلف بچھاتے نہ دیکھا

پڑے کنج میں آپ رہتی ہیں اعظم
کبھی انکو مسکراتے نہ دیکھا

چرچا ملائکہ مین ہے آہِ بلند کا | نالہ فلک رسا ہے دلِ دردمند کا
اللہ رے مزاج بتِ خود پسند کا | پوچھا کبھی نہ حال کسی دردمند کا
مقسوم تو ملا ہے تمہین ارجمند کا | پر دل عطا ہوا ہے کسی خود پسند کا
زیادہ آنکھ جب تمہاری نظر پڑے | زیادہ دل جو ہوئے تمہاری پسند کا
بازار حسن مین کوئی لیتا نہین اٹھے | سودا اگر ہوا ہی دل ناپسند کا
بوسہ مین اپنے ہاتھ کے لونگا شب وصال | عقدہ یہ کھول دینگی جو مجرم کے بند کا
جب سامنا ہوا ہی تو بادبہار سے | آگے قدم بڑا ہی تمہارے سمند کا
پابند مجکو عشق کے پھندے مین کر دیا | دیکھو سلوک خاطرِ مشکل پسند کا
اودن گیسو کے پیچ مین اولجھا دیا ہی | تقدیر نے شکار کیا کس کمند کا
رکھتی ہین آدمی کی رگ پی سی الجھی | عقدہ کھلا ہوا ہی او نہین بند بند کا
سر سی اوتار کے وہ جلا تی ہین انگھین | چمکا ہوا ہے خوب نصیبا سپند کا
ہوتی سی ای ورنہ اثر دیکھا ہو | رہتا ہی را تدن مجھی کھٹکا گزند کا

اعظم کی آرزو پہ ذرا کیجئے نگاہ
تپلا نبا ہوا ہے دل مستمند کا

غم نہو دے اگر جدائی کا
لطف حاصل ہو آشنائی کا

دی خبر گل کی ہمصفیروں نے
پہر نہ فریاد یار ہائی کا

جام جمشید جسکو کہتے ہین
میرا کاسہ ہی وہ گدائی کا

عیب میرے جو پارسا دیکہو
نام پہر لیے نہ پارسائی کا

عزم ہی میرے نالۂ دل کا
عرش اعلی ملک رسائی کا

کیون نہ پہر تراشتا فرہاد
تہا محل زور آزمائی کا

وصل کا دن بہی آنیوالا ہے
غم نہین ہے شب جدائی کا

میری قسمت کہلی کہ قاتل کو
شوق ہی تیغ آزمائی کا

میری تربت پہ نخل مرجان ہے
کشتہ ہون پنجہ حنائی کا

ہی سراپا بتو ہنر تم مین
عیب گر ہی تو بیوفائی کا

آگیے آگے میرے چلنے نالا
اسکو رتبہ ہی پیشوائی کا

باغ دنیا مین کچہہ بہلائی کر
ثمرہ اچہا نہین برائی کا

آئینہ کو بہی حیرتی دیکہا
رخ دلبر تری صفائی کا

بادہ کش بت پرست بندۂ عشق
رند مشرب ہون نہین خدائی کا

پیر در بوتراب پیر اعظم
مجکو دعوی ہے جبہہ سائی کا

کیا وصف نگاہ یار کو درد زبان کیسا
ہوا مین دیکہتے ہی دیکہتے جادو بیان کیسا

ٹھکانا پوچھنا بیجا ہی ہم خانہ بدوش شوق کا
مکان کیسا جگہہ کیسی پتہ کیسا نشان کیسا

بگولہ کی طرح جس قافلہ مین پریشان تھا
رہا سرگشتہ صحرا غبار کاروان کیسا

لگادی آتش افسردی گردونے تو اتنا
اوڑایا سوختہ کر کے میری گھر کا دہوان کیسا

شب غم بیقراری سی ہمارے دل نے فرمایا
کہ ای نادان مصیبت مین بہلا ضبط فغان کیسا

ادہر وہ چستی مین عاشقونکی دلکو گہیرے ہے
ادہر ماتہا رگڑوا تا ہے سنگ آستان کیسا

دم عرض تمنائی دہی لب ہلا نہین جاتا
میری غیرت نے مجکو کردیا ہے بیزبان کیسا

ہوائی ناموافق ہی طلاطم ہی قیامتکا
میر اسپر اتباہی مین پڑا ہی الامان کیسا

قطعہ

نہ وہ طاق فریدون ہے نہ کیخسرو کا ایوان ہے
پڑا ہی ڈہوکر دونین آج کسسر انکا مکان کیسا

سر فغفور حسن کا ماجرا لوگونکو ظاہر ہے
کہ مدت تک رہا ہی پائمال سروان کیسا

زمین پر اسکی بکہرے تہی جن لوگونکی نخوت سے
لگاہونسی گرایا آسمان نے ناگہان کیسا

قیامت ہے زمانہ مین ہمارے دلکی نالونسے
یہ دیوانہ رہا کرتا ہی سرگرم فغان کیسا

نشان قافلہ کیا پوچھتے ہو اہل فنا کا
جرس اس راہ مین کیسا غبار کاروان کیسا

سراپائی صنم کی ظاہر و باطن سے واقف ہون
کہلا ہے حال سب مجہپر عیان کیسا نہان کیسا

کیا اللہ نے ثابت قدم جنکو مصیبت مین
وہی طی کر گئے آخر طریق امتحان کیسا

خدا نے کسقدر نازک بنایا ہی حسینونکو
کمر ہوتی نہین پیدا یقین جانو دہان کیسا

زمین کوی جانان مجہسی چہڑوائی قیامت نے
الہی تفرقہ پرداز ہی یہہ آسمان کیسا

کیا بے آبرو مجکو میری انکہون نے روکر
ہوا اشک فتادہ کی طرح مین رایگان کیسا

مری صحبت جو خوش آئی تو وہ کہنے لگے ہنسکر
ارے اعظم بڑہاپی مین تجہی پایا جوان کیسا

وہ ستمگر ہے مرے جان کا خواہان کیسا
ہو رہا ہون ہدف ناوک مژگان کیسا

مین وہ عریان ازل ہون کہ سمجہتا ہی نہین
جیب و دامان کسی کہتے ہین گریبان کیسا

نہ تو داغ سر سودا ہے نہ پادنبہ و رم
ہوش نے مجکو کیا بے سر و سامان کیسا

صبح تک ہجر کی شب کو نہین جینے دیتی
پہر کر دیتی ہی شام شب ہجران کیسا

رات بہر چہرۂ روشن کا دیکہا کر جلوہ
داغ دیتی ہی مجہی شمع شبستان کیسا

سو ستم گلمین کیا چاک نہ جینے دامن
ای جنون آج ہی وہ سیر بیابان کیسا

قید خانہ مین سہ مصر کی کہتی تہی بہار
رشک گلزار ہی یوسف ترا زندان کیسا

کوئی جینے کا روادار نہین دنیا مین
ہو گیا دشمن جان عالم امکان کیسا

سایۂ بید بیابان مین بہایا مجہکو
ہو گیا وحشت جنون خیز کا احسان کیسا

حشر کا خوف غلامونکو محمد کے نہین
نوح کے ساتہہ ہی اندیشۂ طوفان کیسا

میری گردش مجہی لے آئی ہی اوس صحرا مین
کاروان پہرتا ہی اوس دشت مین حیران کیسا

ہاتہہ آجائے اگر قلزم رحمت کا زلال
حضرت خضر کہین چشمۂ حیوان کیسا

آج ای بیخبرو جام کو کیا روتے ہو
ہو گیا خانۂ جمشید بہی ویران کیسا

چاک کرنے مین اسی دست جنون پر نظر
تنگ دیوانونکو کرتا ہی گریبان کیسا

جسم سے روح گئی بہرتی ہوئی دم میرا
مجہسے راہی گیا بار ہی میرا مہمان کیسا

بے ثباتی جو نظر آئی تو نرگس کی طرح
مین ہوا گلشن ایجاد مین حیران کیسا

رزق مقسوم عدم سے مجھے لایا اعظم
کر دیا دانۂ قسمت نے پریشان کیسا

گرہ زلفون نے پکڑ رکہی ادہر دلربا لایا
حلب مین خود فروشندہ مرا مشک خطا لایا

پہر اگر دشت وحشت سی مین دیوانہ تو سن لینا
نہ ثابت پیرہن لایا نہ دامان قبا لایا

قیامت تک کسی امید بہی اوسکے پیچھے آئیگی
اوسی لایا ہمارا جذبۂ دل یا خدا لایا

صدائے صور اسرافیل کی دلکو تمنا تہی
کسی پازیب کے جہنکار مین جاکر سنا لایا

طریق آمد مکتوب تو کی بند ہوتی ہے
نہ لایا نامہ بر نامہ تو خط پیک صبا لایا

اسیر حلقۂ گیسو ہوا قید کا بہی دیوانہ
قیامت اور اپنے سر پہ پابند بلا لایا

ہمی وحدت کا دم بہتا نہ ہستی مین تہا کسے
بجا ہی دل عجب شیشہ بغل مین پارسا لایا

دل حاسد لہو کیونکر نہووے میری شوخی سے
اونہین مہندی لگانیکے بہانے سے مین لگا لایا

زبان عرض تمنا مین خجالت سے کہلی تہی
لب اظہار تک مین کس تامل سے دعا لایا

دم تزئین جو دیکہا مائل سرمہ اون آنکہونکو
کلیم طور جا کر طور پر سے طوطیا لایا

جو دیکہی منزلت اوس نے تیرے بیمار الفت کی
شفا خانہ سے اپنے عیسیٰ مریم دوا لایا

ارادہ گر کہ شور نے کیا میری توسن لینا
پکڑ کر کان شیر نر کے نیستان سے اوٹہا لایا

عجب تاثیر ایسے رنگین ادا ہی تیرے ہاتہونمین
چہوا جس پیڑ کا پتا وہی رنگ حنا لایا

اوسی کہا اہل محشر صادق الاقرار کہتے ہین
جو کوئی وعدۂ میثاق دنیا مین بجا لایا

خدا ونہی کا تیری زندگی بہر دم بہر آئے ــ جو حق بندگی تہا بندہ بے زبجا لایا

اثر پایا جو اوس مٹی مین شان بو ترابی کا
زیارت سی بہرا اعظم تو خاک کربلا لایا

ہمنے جو تمسے کہا تہا وہ تقاضا تو نہ تہا ــ عرض حال دل شیدا تہی اجبار تو نہ تہا
دیکہنا اونکی طرف کام ہمارا تو نہ تہا ــ چشم موسیٰ تو نہ تہی دیدۂ بینا تو نہ تہا
خار صحرا سے جنون نے مجہی کہٹکا تو نہ تہا ــ کوئی برچہی تو نہین تہی کوئی بہالا تو نہ تہا
ہان اشارے تو کرینگے کہ گنہگار ہین ہم ــ پہر کبہی ایکو رستہ مین پکارا تو نہ تہا
کیون نہ ہم گلشن ہستی مین عدم سے آتے ــ اوس چمن مین گل بلبل کا نظارا تو نہ تہا
دل نہ دیتا جو اوسے مین تو بہلا کیا کرتا ــ خانۂ دل کا میرے پاس قبالا تو نہ تہا
عرض تجہسے جو نکرتا تو مین کسسے کرتا ــ یا علی مجہکو کوئی اور سہارا تو نہ تہا
ساحل بحر محبت کو جو پوچہی کوئی سے ــ دیکہو طوفان بہی گواہی کہ کنارا تو نہ تہا
بے دہڑک کیون نہ سناتا اونہین کچی پکی ــ کوئی کہتا جسے مجہسے مین وہ نوالا تو نہ تہا
ہو گیا ہے جو ہوہوم مین تا حق کا حجاب ــ ورنہ آگے میری تیری کبہی پردا تو نہ تہا
مین وہ نالا ہون کہ جبتک نہوا تہا پیدا ــ اس قدر عالم امکان تہہ و بالا تو نہ تہا
جو کوئی دیکہتا ہے سو عارض رنگین دیکہا ــ کہتا ہی سیر چمن مین یہ تماشا تو نہ تہا
مجہسے خلوت مین چلی آنیکی تہمت نہ کرو ــ وہ فرشتی تہی میری ساتہہ مین تنہا تو نہ تہا
ابہی زمین لپٹ اپنا جیسے کیا تونے فشار ــ اسطرح سے کبہی آغوش مین پالا تو نہ تہا

ملک بین یار تری نقد سخن آجاتا
سول لیے سینے مین اعظم کے خسارا تو نہ تہا
خیال جانان مین جان دینا خیال حسن حسین مین جینا
انہین سے رغبت انہین سے الفت انہین مین مرنا انہین مین جینا
ہماری پوچہو تو با خدا ہین یقین مین مرنا یقین مین جینا
بتون کی کیا ہی کہ ان بتون کو نہ دین مین مرنا نہ دین مین جینا
تمہاری صورت کے دیکہنے سے ہماری ہوتی ہی زندگانی
ہمارا لکہا ہوا ہے گویا تمہاری لوح جبین مین جینا
رقیب تیرے ہلاک کرنیکو کہہ رہے ہین مدام تم سے
ہماری پوچہو تو ہے تمہاری ہی ہان مین مرنا نہین مین جینا
بغیر اوسکے جو خضر لاکر اوسے زلال حیات دیتے
کبہی گوارا نہ قیس کرتا فراق محمل نشین مین جینا
نگہہ کے مارے ہوؤن کو اوسکے لبون نے بخشے حیات تازہ
اثر ہے دونو طرح کا رخ مین کہین ہین مرنا کہین ہین جینا
بسر کرون گا مین کوئی جنت نشان جانان مین زندگانی
میرے مقدر مین لکہدیا ہے ریاض خلد برین مین جینا
کبہی جو سدرہ تلک بہی جاوین تمہارے کوچہ کی مرنیوالے

کبہی گوارا نہ اونکو ہوئے مقام روح الامین مین جینا
گدا کی مرگ وحیات دونون بری ہین دنیا کی دغدغہ سے
نہ فکر طبل و علم مین مرنا نہ شوق تاج و نگین مین جینا
حیات بعد فنا بہی مرقد مین چین لیتے رہینگے اعظم
اصول دین سے بیان کرنیکو ہوگا بیشک زمین مین جینا

جسنے تصویر سے دیکھا رخ زیبا تیرا
زندگی بہر وہ رہا محو تماشا تیرا

ہمکو معلوم یہہ ہوتا ہی کہ اس گیسوے یار
ایکدن سر پہ بلا لائیگا سودا تیرا

کچہہ کہا جا سے دم عرض تمنا مجہسے
ہم بہروسا نہین رکہتے کبہی یا تیرا

تیرے جنگل کو جو دیکھا تو یہہ مجنون نے کہا
جی دہلتا ہی بلا خیز ہے صحرا تیرا

آگیا دیکہتے ہی دیکہتے محشر نزدیک
کس قدر طول ہوا وعدہ فردا تیرا

آپ بہی دوڑتا ہی ہمکو بہی دوڑاتا ہے
پڑگیا ہے دل بیتاب کو لپکا تیرا

اونکی تقریر سے یہہ شفقتہ مژگان سے
چہید ئے تیر کے پیکان سے کلیجہ تیرا

آدم اسواسطے گلزار جنان سے آئے
قابل دید تہا دنیا مین تماشا تیرا

راز تیرا کبہی کہلنے کا نہین دنیا نے
دامن دشت مین رہجائیگا پردا تیرا

کاروان مصر مین لاتا ہے کہینچ انکو
خواب سہا نظر آتا ہے زلیخا تیرا

روح کو جسم سے آزاد کیا جاتا ہے
زندگانی سے بہت تنگ ہے شیدا تیرا

تونے ای جلوۂ دنیا بہت دوڑایا
مرگیا دہوپ مین سر گرم تمنا تیرا

یہہ تو کہنا کہ میں پردے میں ہاں کرتا ہوں
دیکھہ لیتا ہی تجھے دیکھنے والا تیرا

اسلیے دلمیں جگہ دی ہی ترے بیٹھنے کو
بوالہوس دیکھنے پاتین نہ تماشا تیرا

اپنے جانے سے ہم اسواسطے با سر ہوتے
تھا یہہ منظور کہ کھل جاے نہ پردا تیرا

تجھسے اکبات ہی ای دل نہ کبھی جا دیکھ
منہ کہلیگا نہ دم عرض تمنا تیرا

آرزومند کو دیدار سے محروم نہ رکھہ
ہمہ تن دیدۂ مشتاق ہی بندا تیرا

دل دہڑکتا ہی میرا جنبش مژگان سے تجھے
نیش عقرب کیطرح رستا ہی کہٹکا تیرا

سامنے جاتا نہیں اسسبب بنکا غافل
لوگ ناحق کو کہا کرتے ہیں سیدا تیرا

اسمیں گرسوا شرحذبہ کامل اعظم
کام نکلے دل بیتاب سے کیا تیرا

پڑگیا گر عکس اونکی آتشین رخسار کا
برق کوہ طور سا یہ بنگیا دیوار کا

نام آتا ہی جو بوی نافۂ تاتار کا
صاف محمول خطا کرتا ہی جوڑا یار کا

کلمہ خوان کے واسطے غازہ ہی رخسار کا
پہول پائے اگر اونکے گلے کے ہار کا

ڈہونڈہے جاتے تہے ادہر یوسف کے سودے کے لیے
تھا خریداروں کو سودا اسکے بازار کا

ساکنان خلد کو بھی دیکھنے کی آرزو
نام جنت میں جو سن پایا ہی کوچی یار کا

اوٹھکے میں جاؤں در دولت سرا کے کسطرح
یا علی مجکو وسیلہ ہی ترے دربار کا

مرد میدان دلدل چالاک و تیغ آبدار
نام تیرا تیر سے گہوڑے کا تیری تلوار کا

جسنے تیرے کوچۂ جنت فزا کی سیر کی
لطف نظارہ ملا فردوس کے گلزار کا

روشنی دیکھی جو تیری عارض پر نور کی
دیدۂ خورشید روزن بنگیا دیوار کا

سیر کیسیکے لیے تم مصر میں جاؤ اگر
گلشن فردوس ہو وے راستہ بازار کا

صاحب معراج نے رکھا جو کاندھے پر قدم
آسمان تک پایہ پہنچا حیدر کرار کا

نور چشم میر کنعان آئی آنکھوں کی حضور
حضرت یعقوب کو ہی حوصلہ دیدار کا

شکر کر تیغے ہیں ہان پھر اقبال تیرا
زخم جو بہرے ہیں تو بہرے ہیں دم تلوار کا

آئینہ کی پشت سے سیماب و تڑجا ابہی
عکس پڑجاوی جو تیری آتشین رخسار کا

ان بتونکا دل ہی آہن سے بہی سختی میں فزون
لائی ہیں پتہ سا پتہر کو نیچے کہسار کا

حکم کیون ناخن تراشونے کا ای آصف ہوا
بند کسدن سینے کہولا تہا قبائی یار کا

حال از خود رفتگان کا کیا کسی کیا جائیگا
پاؤنکا چہالا پڑیگا آبلہ ہو جائیگا

اوسکے آگے آپ کہو بیٹھینگے جو سودائی ہے
طول سودا گرفتار بلا ہو جائیگا

باغ میں ہمراہ چلنے کو کہا ہی یارنے
اب نہال آرزو کے دل ہرا ہو جائیگا

اسقدر کنج قناعت میں جو تجکو یار ہے
کیا سر شیرازہ میرا بوریہ ہو جائیگا

مستمند ونکی دعا کو گر ملا حسن قبول
لب تلک آتی ہی آتی مدعا ہو جائیگا

ایک شیدا ہمیں پہلے ہی سے معلوم تہا
ایک ایکدن تو کسی پر مبتلا ہو جائیگا

نالۂ دل اونکی کانون تک نہ پہنچیگا کبہی
گردش قسمت سی وہ بہی نارسا ہو جائیگا

جوڑکر ہاتہون کو اونکی سامنے ہم جائینگے
آرزوے وصل کا مطلب ادا ہو جائیگا

غش مجھے آتا ہو سی کیطرح سے یا نہیں
تم نقاب اولٹو تو یہ عقدہ بھی وا ہو جائیگا

ناز کی رفتار گر یونہیں چلیں گے خوش خرام
رفتہ رفتہ دل کسیکا مبتلا ہو جائیگا

عشق گیسو کا ہماری دیسے جائیگا نہیں
یہ اسی سودے میں پابند بلا ہو جائیگا

دیکھئے دیکھنا جسکا ہی منظور نگاہ
سینہ سینے سے پردہ دور کیا جو وا ہو جائیگا

ہنس کے ٹالیگا سنیگے اوسکو گر ہم غنچہ نہیں
آہ آتش بار سے کار صبا ہو جائیگا

رخصت سے بھی نہ پھیر بدن پر دیکھنا
گر کہیں بخیہ چاک قبا ہو جائیگا

تیری بے پروائیوں سے جان ہم دیجائیگا
دو شمشیر تغافل سے گلا ہو جائیگا

آپ جاوینگے تو اوسمیں ہیں ہی گھر نہیں
گھر ہمارا آپکے وحشت سرا ہو جائیگا

بادشاہ بحر و بر بھی جائیگا زیر زمین
الست ایسا ایکدن بخت رسا ہو جائیگا

یا علی اعظم ہو وے مہربانی کی نگاہ
آپکے لطف و کرم کا آسرا ہو جائیگا

اسیر حلقۂ گیسو بنا سے گا پھر کیا
بلا کے پیچ میں اید ل پھنسائیگا پھر کیا

بھرم سے ہستی موہوم میں جو پڑ آیا
میر النصیب مجھے اب دکھائیگا پھر کیا

جو تیغ ناز سے تم کاٹ لوگے سر میرا
نیاز مند قدم پر جھکائیگا پھر کیا

جیسے کہ حسرت الفت نے کر دیا خاموش
زبان پہ حرف تمنا وہ لائیگا پھر کیا

جو پاؤں توڑ کے بیٹھے تمہاری کوچہ میں
تو اوسکو دور نہ گردوں پھرائیگا پھر کیا

ابھی تو بیٹھ گئے ہیں خدا خدا کر کے
ہیوں سے شوقیں پا پیدل اوٹھائیگا پھر کیا

یہہ سوچ کر میرا اسباب لیگئے دشمن
کہ اپنے ہوش مین دیوانہ آئیگا پہر کیا

جو زندگی مین نکالی نہ آرزو دل کی
وہ بعد مرگ بہلا کام آئیگا پہر کیا

عذاب نار سے بیغم ہین سوختہ تیرے
جلے ہوونکو شعلۂ آتش جلائیگا پہر کیا

اسیطرح جو رہین بیوفا بتان تیرے
کوئی کسی سے بہلا دل لگائیگا پہر کیا

مین کل کہونگا اگر آج تمنے ٹال دیا
زبان پہ حرف تمنا نہ آئیگا پہر کیا

خیال یہہ ہی نہ یوسف سے بہائیون نے کیا
کہ یہہ عزیز نہ کنعان مین آئیگا پہر کیا

ابہی تو پاک اسی کر چکا ہون ای ساقی
اسیری لباس کو دہبا لگائیگا پہر کیا

کہا یہہ گیسون والون نے ابتو جانے دو
ہماری دام مین اعظم نہ آئیگا پہر کیا

دہان یار کا مسئلہ عیان مطلق نہین ہوتا
زبان گویا نہین ہوتی بیان مطلق نہین ہوتا

تپ دوری نے ایسی آتش فرقت لگائی ہی
جلا جاتا ہے دل لیکن دہوان مطلق نہین ہوتا

وہ فرقت آشنا ہین ہم کہ صحرا مین غبار اپنا
شریک گرد راہ کاروان مطلق نہین ہوتا

ریاضی دان کو مطلب شاعری کا کیونکر حاصل ہو
زمین ہوتی ہی دیکہین آسمان مطلق نہین ہوتا

پڑا ہون اسطرح مین گوشۂ کنج قناعت مین
تصور بہی کسی جانب وہان مطلق نہین ہوتا

وہان تم بادہ نوشی غیر کی صحبت مین کرتے ہو
یہان ذوق شراب ارغوان مطلق نہین ہوتا

کہان تک ہم سہینگے آشنا ہو کسکے دشمن ہو
تمہارا حال کچھہ ہم پر عیان مطلق نہین ہوتا

نہین بیتاب کرتی ہی دل نالان کو تنہائی
کسیکے رونے سے گرم فغان مطلق نہین ہوتا

جو کوئی خرچ کردیتا ہے کچھ عقبی کی سودے مین
سوا سود کے اوسکو زیان مطلق نہین ہوتا

سفر در پیش ہے اوس راستہ کا اہل دنیا کو
جہان ہے غبار کاروان مطلق نہین ہوتا

ضعیف ایسا کیا ہی گردش چشم فسونگر نے
سرشک دل بھی آنکھون سے روان مطلق نہین ہوتا

یہ صورت بیحجابی کی تو قسمت نے دکھائی ہے
کہ پیرا اوسکے پردہ درمیان مطلق نہین ہوتا

جو کر جاتے ہین جلدی منزل ہستی سے چلنے مین
اونھین لگ گوشئی پاس ہمرہان مطلق نہین ہوتا

ٹھکانا پوچھتے کیا ہو عدم کو جانیوالونکا
پتا ملتا نہین پیدا نشان مطلق نہین ہوتا

ادہر سے ہم نگاہ لطف کی امید رکھتے ہین
ہمارے حال پر جو مہربان مطلق نہین ہوتا

لکھا ہی سرد مہری کا زمانہ نے جو افسانا
تو وہ قصہ بھی گرم داستان مطلق نہین ہوتا

کسی محبوب کو کامل نہ پایا ہمنے الفت مین
تمہین پر بیوفائیکا گمان مطلق نہین ہوتا

جو روتا ہون غم سبط رسول اللہ مین اعظم
میرا اشک فتادہ رائگان مطلق نہین ہوتا

بتلا نشان وادیٔ وحشت کی ڈہاپکا
ای قیس مین امین ہون جنگل کی ناپکا

کامل ہمارے شوق کو ہونے تو دیجیے
پیغام آپسے وہ کرینگی ملاپ کا

فرزند ہما نا شدنی گر ہوا تو کیا
بیٹا وہی جو نام کرے اپنے باپ کا

مجھپر بھی التفات کی فرمائیے نگاہ
مین بھی نیازمند ہون مدت سے آپکا

محشر مین ای کریم پڑیگا تجھی سے کام
بیٹے کا باپ ہوگا نہ فرزند باپ کا

ہووے نہ اعتبار تو اعظم سے پوچھ لو •

سب لیے ہے ہین نام وظیفہ مین آپکا

کیا آپ نے انداز نکالا ہی ادا کا | خلوت مین تو پردا نہ ہی شرم و حیا کا
فرماؤ یہ ہی دست جنون جلد خبر لے | احباب مجھے کرتے ہین پابند قبا کا
گلشن مین بندہی ہی جو ہوا آگل و بلبل | ہستی کا تماشا ہے شگوفہ ہی صبا کا
وہ کرتے ہین وہان زینت دامن کا انجام | ہم کرتے ہین یہان چاک گریبان قبا کا
اوس برق تجلی نے لگایا جو چمن میرا | رشک شجر طور ہوا نخل حنا کا
اپنے ہمین جاہ کی حقیقت نہین معلوم | پر غور ہے وہ جا نظر آتا ہی ریا کا
ای عشوہ گر وجا لینے فدا ہو گیا عاشق | ناتم تو کر و کشتہ انداز و ادا کا
طاؤس چمن بو سیتے ہین اسے قدمین | مجکو بھی تمنا ہی لب طمی کی صدا کا
نفرت ہی رہی صورت دیدار طلب سے | بہولے ہیں ہی ہمنے کبھی غرفہ سنّا کا
اب جلد ہو اچھا ہے ہین کام ہمارے | ہوتا ہی گذر اب اجابت پہ دعا کا
واللہ تو عشوہ گری ختم ہے تمہین | تم طرز اوڑالا ہے ہو بہو بجلی ادا کا
آنکھون مین سما یا ہے جمال رخ تابان | چمکا ہی ستارا میری تقدیر رسا کا
شفاف نظر آتا ہی سیماب کی مانند | جوہر دل بیتاب مین ہی صدق و صفا کا

اعظم کی حقیقت کو نہ پوچھو کہ تمہین بہی
احوال تو معلوم ہے اوس بے سر و پا کا

طوفان بپا کیا رہ نے محشر مچا دیا | خوابندگان کنج لحد کو جگا دیا

یوسف کو مول لیکے زلیخا نی یہہ کہا
اچھا مجھے نصیب نے سودا اولا دیا

تھا ہی نادہند کوئی دوسرا نہین
لیکن کبہی نہ تمنے دل مبتلا دیا

سودا ہے زلف یار کی دلمین جگہہ ہوے
قسمت نے کس بلا کو میرا گہر بتا دیا

تو نے ہمین بہار مین عریان کیا جنون
دامان آرزو مین گل مدعا دیا

آیا نہ کوئی اوسکے اوٹہانیکو واسطے
تمنے جبین نگاہ سے اپنے گرا دیا

پانی پہاڑ کو میرے نالون نے کر دیا
آنکھون نے ہجر یار مین دریا بہا دیا

دامن مین میرے یار نے پی جہاڑ کر آب
کس پارسا کے رخت مین دہبا لگا دیا

گہر چلا گئی میرے دل سے اختیار کی
تمکو اوٹہا کے پاس ہمارے بٹہا دیا

کس درد کی دوا ہی تو اے مسیح بہار
تو نے تو اور روگ جنون کا لگا دیا

لیلی جو دشت نجد مین آئی تو دوڑ کے
محمل کا جذب قیس نے پردا اوٹہا دیا

دیسے ہمارے یہہ بہی تمنا نکل گئی
آنکھون نے اس جہان کا تماشا دکہا دیا

کچھ اور تو نہ پستی ہمت سے ہو سکا
یوسف کو بہائیون نے کنوئین مین گرا دیا

قسمت نے اسمین شوق بہرا تیری عشق کا
پہوٹے سے میرے دلمین بڑا [illegible] دیا

ابتک حیا ہی یار کو مشتاق دید سے
دیکہا ہمین تو دوڑ کے پردا گرا دیا

جو لوگ تیرے بام سے اوترے تو یہہ کہا
قسمت نے آسمان سے زمین پر گرا دیا

ساقی ہمین بہی ساغر جم کے طلسم نے
جام جہان نما کا تماشا دکہا دیا

کیا جانیے کہ دلمین اوٹہا کس بلا کا درد

آعظم کی آہ نے تو کلیجا ہلا دیا

موجود نا ہونون کی ہمرکا نشان ہوا
پردے مین تہا جو راز نہانی عیان ہوا

واماندگان کو بانگ جرس کا گمان ہوا
مین نالہ کش جو ہمسفر کاروان ہوا

شیرین کے اشتیاق مین جبکا زیان ہوا
فرہاد کا ریاضت عبث رائگان ہوا

محرم کے بند ٹوٹ گئے میرے ہاتہہ سے
کیا جرم اتفاق سے یہہ ناگہان ہوا

تہمت لگائی بوسہ عارض کی یار نے
نخل مراد مین بہی شگوفہ عیان ہوا

انگلی دبا کی موہنہہ مین خاموش رہگیا
حسین سے ہماری کم سخنی کا بیان ہوا

چاہا تو دور کر دیا چاہا تا بلالیا
مین آدمی ہوا کہ سگ آستان ہوا

پہونچال میری تپش کو جکڑ دیا کبہی
میرے لیے زمین کے تلے آسمان ہوا

جب حی کی سمت ناقہ محمل نشین چلا
لیلی کے اشتیاق مین مجنون روان ہوا

ہمسا کوئی نہوگا وفادار دوسرا
الفت کی معرکہ مین اگر امتحان ہوا

وہ بہی رہے نہ قافلے سے جو بچہڑ گئے
واماندگان کا کوچ پس کاروان ہوا

دل کی طرح سے شیشہ مے ہم لیتے تہے
یہہ راز محتسب کے نہ اوپر عیان ہوا

اوس سے لیے گلون کا ذکر کیا مین نے آلکا
مین اور عندلیب چمن ہمزبان ہوا

تہک تہک کے بیٹھ بیٹھہ گئے لوگ راہ مین
پیدا نشان منزل مقصد کہان ہوا

آئی بہار پہر چمن روزگار مین
آباد عندلیب کا پہر آشیان ہوا

پہولون کی صبح پر جو وہ سوبا شمبال
جسم لطیف مین رگ گل کا نشان ہوا

جب بڑھ گیا شمار شہیدان عشق کا ۔ تب اونکی تیغ ناز کا جوہر عیان ہوا

تھا جسکو عشق گیسوے زنار بند کا ۔ تا تار سے وہ وارد ہندوستان ہوا

ہوتا نہ منطقی سے میری بات کا جواب
اعظم بجا ہوا کہ جو تو بے زبان ہوا

پیش نظر ہے عارض گلرنگ یار کا ۔ آنکھوں کو سامنا ہے ہمیشہ بہار کا

صحرا میں دھوپ چھپنے لگا یا ہے غار کا ۔ سودا ہوا ہے نشتر مژگان یار کا

وعدہ پہ وہ مسیح نہ آیا تو دیکھنا ۔ آنکھوں کو اور روگ لگا انتظار کا

اوڑکر میرا غبار شریک صبا ہوا ۔ تھا خاکسار رستہ دیا خاکسار کا

گیسو کے اشتیاق میں چھوڑا سواد ملک ۔ سودا ہوا ہے سنبل مشک تتار کا

سیر بہار باغ جہاں کی ہوس رہی ۔ ہم داغ دیکھتے چمن روزگار کا

سودائیو جو داغ جنون کی نمود ہو ۔ غنچہ ہوا ہے بھی شگوفہ بہار کا

پہونچے تمہارے کوچۂ جنت نظیر تک ۔ انجام ہو بخیر ہمارے غبار کا

اعظم کو آپ اپنے غلاموں میں لیجئے
اتنا سوال ہے دل امیدوار کا

فرط الم سے حیرتی تصویر بنکر رہ گیا ۔ رنج کا پتلا دل دلگیر بنکر رہ گیا

نالۂ آتش فشان نے کسقدر پایا فروغ ۔ آسمان پر جاکے ہی تنویر بنکر رہ گیا

ہو سکا میرا نہ ایسا ایک بیڑی بھی درست ۔ کچھ ادھورا حلقۂ زنجیر بنکر رہ گیا

گر اسی صورت رہی صید افگنوں کی آرزو
ہیں کسی فتراک میں نخچیر بنکر رہ گیا

آتے آتے پھر گیا رستہ سے وہ خورشید رو
ماہ کامل نیر تقدیر بنکر رہ گیا

ہو سکا ہم سے نہ وصف زلف پیچان بسکہ
ہر سخن الجھی ہوئی تقریر بنکر رہ گیا

لاکھ دھویا پر نہ چھوٹا خنجر سفاک سے
خون ہمارا جوہر شمشیر بنکر رہ گیا

مجھ کو گرفتار محبت نے جو پایا باغ میں
عشق پیچا صورت تصویر بنکر رہ گیا

وہ گرمی جھیلے ہوئے ہونگیں کہ سیر دشت کا
ہر بگولا آہنی زنجیر بن کر رہ گیا

خواہش دل کے لیے چاروں طرف کو دوڑتا
ساتھ میرے گردش تقدیر بنکر رہ گیا

رکھدیا جو طاق پر نقشہ دہان یار کا
معجزہ سے غنچہ تصویر بنکر رہ گیا

کربلا جاتا ہوا اعظم کا توسن پھیرو
خادم سرداب شبیر بنکر رہ گیا

تری مستی کے سودے میں نہیں ہے ہوش نیلم کا
سنا کرتے ہیں افسانہ ہمارے گوش نیلم کا

شراب سرخ پر سبزی کا طرہ چاہیے ساقی
کہلے گا ساغر گلرنگ پر سرپوش نیلم کا

اسے نیرنگ کہتے ہیں کہ عکس خط ساقی سے
پیالا ہو گیا ہنگام ناؤ نوش نیلم کا

ہزاروں لطف آرائش دکھائی حسن نے
فقط چندا کیا تھا اوسنے زیب گوش نیلم کا

ہماری بیقراری نے ہمیں پتھر بنایا ہی
تڑپنے کے سبب سے ہو گیا آغوش نیلم کا

جواہر ہیں جو تیرے پاس تو کسکام کے غافل
بھروسا کر جواہر کا نہ اے بیہوش نیلم کا

جواہر کار ہے گا زندگی بھر جو صدا باقی
نکل جاویگا دم سے ساتھ سارا جوش نیلم کا

تمہارا چہرہ رنگین ہے آفتاب نیا — یہہ انقلاب تو ہے اے فلک جناب نیا
سوال وصل مین حرف قبول فرمایا — نکل گیا دہن یار سے جواب نیا
سمٹ سکے سنہ نکہین انکو بیٹھ پر لینا — شب وصال نہ کر بیٹھنا حجاب نیا
بنا کے ایک دل بیقرار پہلو مین — لگا دیا ہی میری جان کو عذاب نیا
ترا مرید ہون پرہیزگار ہو ساقی — نکال میرے لیے کا نشہ شراب نیا
طریق شہر خموشان مین جا لگے کاہیں — اسی مکان سے ہی خوابیدگان کا خواب نیا
ہمارے خانہ دل سے نکال دے اسکو — خدا کرے بت بیداد پر عذاب نیا
بہت ہین اور بہی دنیا مین نوجوان معشوق — فقط تمہین نہ نہین عالم شباب نیا
لباس مین نہین رہتا ہی آدمی اپنے — جہان مین عشق و محبت کا ہی عذاب نیا
مرے ہوؤن کو لگا ہو لینے کیجیے زندہ — دکھائیے کوئی اعجاز ہی جناب نیا
کہا نہ تمنے کبہی ہمسے راز دیرینہ — سمجھہ گئے کہ یہہ ہی خانمان خراب نیا
تیری جبین ترے چہرے کو لوگ کہتے ہین — یہہ آسمان نیا ہی یہہ آفتاب نیا
کسیکے خانہ دلکو بہی کیجیے آباد — بنائیے کوئی کعبہ ہے ثواب نیا
خفا ہو جیسے اب میرے بیقرار سے — نہ ہین نیا نہ نیا دل نہ اضطراب نیا
عطا ہے قیمت دلہین نہ کیجیے جھگڑا — وہ پیش کیجیے گر ہو کوئی حساب نیا
شب وصال جو پردہ اوٹھا کے منہہ دیکھا — نظر پڑا مہ تابان تہ نقاب نیا
ہمارے لوٹنے پر لوٹ لوٹ جاوگے — کہو گئے ہی یہہ تماشا اضطراب نیا

یقین ہووے تو پھر چلکی دیکھیے اعظم
جہان مین وا نہ قسمت نیا ہی آب نیا

شاہد معنی رنگین کا شناسا نہ رہا — حسن بندش کا کوئی دیکھنے والا نہ رہا
لطف رنگینی مضمون مصحف نہ رہا — اس جواہر کا زمانہ مین شناسا نہ رہا
نخلبندان سخن آج بھی ہین دنیا مین — یہ نہ سمجھو کہ چمن مین چمن آرا نہ رہا
فکر رنگین کو توڑ ہے یاد بجز رنگینی کا — پر کری کیا کہ کوئی دیکھنے والا نہ رہا
کس بھروسے پہ کری اس مین کوئی غواصی — بحر اشعار مین تنکے کا سہارا نہ رہا
ہاتھ دہو بیٹھے ہین یوسف کی خریداری سے — کیا کرین مصر کے بازار مین سودا نہ رہا
ہجر کی رات بھی تقدیر نے زندہ رکھا — ہم تو سمجھے تھے کہ اندیشہ فردا نہ رہا
غیر سے ربط کیا غیر کا دل لے بیٹھے — ای میری جان تمہین دہیان ہمارا نہ رہا
ہم جنون مین بھی گرے در پہ گرتے ما تہا — کب نہین پھر سر آیا وہ سودا نہ رہا
الصنم تیشے بھی یون دیتے نکالا ہمکو — یہ تو کعبہ مین نشان بت ترسا نہ رہا
دم نزع جو مجھے گھر سے نکلوا بھی چکے — کون دیکھے گا جو مین دیکھنے والا نہ رہا
بند محرم سے کھلے ہاتھ سے نا محرم کے — غیر سے اوس بت بیباک کو پردا نہ رہا
اضطراب دل بیتاب جو دیکھا تکیا — آ کے دم بھر سرے بالین پہ مسیحا نہ رہا
بے سبب ہین نہین گستاخ ہوا یا تو نہ — پیر سے ابو ہین لب عرض تمنا نہ رہا
فارغ البال کیا ہے سرو سامانی نے — مال دنیا نہ رہا چند دنا کا نہ رہا

حشر کے وعدۂ دیدار سے ہم بھی خوش ہیں
خیر اچھا ہے ہمیشہ کا تقاضا نہ رہا

شعر پڑھتا ہون تو فرماتے ہین سنتے والے
ذکر کچھ اور کرو یار یہہ چرچا نہ رہا

مجکو دکھلا کے رقیبون سے نظر بازی کیجے
شوخ چشمی ہی ہے ہین آنکھ کا پردا نہ رہا

مطلع

کونسی رات تیری زلف کا سودا نہ رہا
کون سے دن ہے خیال رخ زیبا نہ رہا

آج داغ سر آمادۂ سودا نہ رہا
خیر اچھا ہوا گردش کا ستارا نہ رہا

آرزو پر ہوئی اوس دم ہمین قدرت اعظم
جبکہ قابو مین دل محو تماشا نہ رہا

مین انتظار ہی دل حیران مین رہگیا
کم بخت جا کے کوچۂ جانان مین رہگیا

ہم سے اسیر قید سے چھوٹے تو کیا ہوا
دیوانگی کا ذکر تو زندان مین رہگیا

جو لعل بے بہا تھی وہ پہونچے تھے پاس یار
جو قیمتی نہ تھا وہ بدخشان مین رہگیا

کچھ دیکھنے دیا نہ مجھے اشتیاق نے
مین تو محبت لب و دندان مین رہگیا

دامن کو مین نہ پھاڑ سکا آہ کیا کرون
ناطاقتی سے ہاتھ گریبان مین رہگیا

برباد کیا ہمین مین جہان خراب مین
آباد کون عالم امکان مین رہگیا

ضبط فغان سے ہی آہ نہ آئی لبون تلک
نالون کا حوصلہ دل نالان مین رہگیا

کھٹکا جو پیرہن سے ہمین تھا وہی ہوا
دامن اولجھکے خار بیابان مین رہگیا

ملت کا اختلاف دوئی سے نہ مٹ سکا
آخر نفاق گبر و مسلمان مین رہگیا

برسات بھی بہانہ تھی ساقی گذر گئی
مین آرزوئے بادۂ ریحان مین رہگیا

کاریگری سے یار نے دہو یا میرا لہو
دہبا بہی دیکہنے کو نہ دامن میں رہ گیا

اغیار کا قیام ہوا کوئی یار میں
عفریت جا کے ملک سلیمان میں رہ گیا

تہا وہ میں اپنی روح رواں کو نکر سکا
اتنا قصور پیکر انسان میں رہ گیا

اس بات کی جنون سے شکایت نہیں ہی
رخت حیات کیون تن عریان میں رہ گیا

وحشت ختن میں اوڑکے نہ پہونچی ہمارے [illegible]
سرمہ کا شوق چشم غزالان میں رہ گیا

آعظم کو انتظار رہا جسکا رات بہر
وہ صبح تک بناؤ کے سامان میں رہ گیا

صاف مطلب دل مشتاق کا کہولا گیا
اونکے آگے کبہی بوسے کبہی بولا گیا

سر سے داغ سر آمادہ سودا نہ ہٹا
ایکمدت سیر سے پاؤن نہیں پہولا گیا

آپنے کی میری جس روز ہی خاطر شکنی
زندگی بہر میری خاطر سے ملولا گیا

دین میں بہی تہی خریدار مجہے سنجیدہ
میں وہ دانہ تہا جو بازار میں تولا گیا

گنج گوہر بہی کئی بار بمقدار سے ملے
پر میری ہمت مردانہ سے رولا گیا

وصل میں ناخن تدبیر بہت کام آئے
کونسا عقدہ پنہان تہا جو کہولا گیا

حال باتون ہی میں بہاتے تیرے غمخوارون کا
تجہسے آعظم دل احباب ٹٹولا گیا

بارہا سنگ فسان پر ترا خنجر اوترا
پر تغافل کے سبب سے نہ کوئی سر اوترا

وہ سواری سی جو اغیار کے گہر پر اوترا
دل مایوس میں اندوہ کا لشکر اوترا

جوہری چہانتے ہین خاک تیرے کوچہ کی
اونکی نظرون مین چڑہا ہی تیرا گوہر اوترا

پیچھے ہین پڑتے ہین احسان تری رزاقیکا
من و سلوا ہی تیری فیض سے گھر گھر اوترا

وصل مین خاک نکلتی مری دلکی حسرت
آپکا غصہ بیجا تو نہ دم بہر اوترا

خط دیا یا نہ لیا خیر شکایت تو یہ ہے
کہ تری ہاتہ سے بازو سے کبوتر اوترا

مفلسی مین بہی دولہن اسکو بنا رکہا ہے
شاہد فکر کا ابتک نہین زیور اوترا

کبھی نہ آنکہ سے ہوا چشم سیہ کا سودا
کسنی دیکہا ہی کہ جادو سی فسونگر اوترا

قلزم فکر مین اسطرح لگائی غوطے
جسطرح سے کوئی دریا مین شناور اوترا

ہم ضعیفون پہ ہوئی دست جنونکی امداد
ٹکڑے ٹکڑے ہو سکے لباس تن لاغر اوترا

ٹہل گئی پہلوی دایہ مین تری رزاقی
دودہ پایا تو کہا رزق مقدر اوترا

کشتنی جیسا میسر نہوا قاتل کو
طاق نسیان پہ سر سے بعد نہ خنجر اوترا

تمکو کہاتون پہ چڑہاتا ہی کوئی راتونکو
نظر آتا ہی سحر کو رخ انور اوترا

عطر سازون نے لیا عطر بنا نیکے لیئے
شب کا پہنا ہوا پھولون کا جو زیور اوترا

پیرہن گلکا لیا نیکے لیئے باد بہار
لیگئی نکہت رخصت تن اطہر اوترا

اپنی صورت ہوئی جو دیکہنی منظور ہمین
آئینہ طاق سے اوترا تو مکدر اوترا

نارسائی پہ ہے مکتوب کی دیکہو اعظم
آشیانہ سے زمین پر نہ کبوتر اوترا

تمہارے فیض قدم نے چمن مین کام کیا
زمین باغ کو بہی آسمان مقام کیا

شگفتگی گل تر کا انتظام کیا
چمن طراز نے باد صبا کا کام کیا

یہ بیخودی کا سبب تھا کہ ہمنے ساقی سے
شراب خانہ میں جاکر سوال جام کیا

مدینہ و نجف و کربلا و بیت اللہ
خدا نے اوج میں انکو فلک مقام کیا

قیام حشر میں ظالمو غضب ہوگا
ستم کشوں نے جو دعوائے انتقام کیا

تمہیں بتاؤ کہ راہب نے اور زاہد نے
کیسے حرم میں کسی دیر میں سلام کیا

ہماری دل کو لیا یار نے لگا ہو نہیں
ہمیں پہ آنکھ لگانیکا اہتمام کیا

رخ حبیب سے شکوہ جو اٹھہ گیا پردا
تو نور حسن نے کار مہ تمام کیا

تمہاری گیسوی عنبر فشان کی نکہت نے
شمیم نافۂ مشک ختن کا کام کیا

اسیطرح کی اگر ہے بتو خداوندی
ہمیں سے بندۂ درگاہ نے سلام کیا

دہری جہاکی تماشا دیکھا دیا اوسنے
جو یان کہاکہ تو سوسن کو لا انعام کیا

عدم سے آکی نذر ہوگئے ہیں ہستی میں
مقام خوف جہان ہے وہیں مقام کیا

کمال اوج جو دیکھا رسول اکبر کا
ادب سے دوڑ کی اقبال نے سلام کیا

تری زبان کی معجز بیانیاں سنکر
سنا کی بلبل تصویر نے کلام کیا

متاع عشرت و حرمت عطا ہوئی ہمکو
تمہاری جود و کرم نے ہمیں غلام کیا

رخ سحر نہ دیکھا یا نہ خود تمام ہوئی
ہمارا کام شب ہجر نے تمام کیا

مجھے دیا ہے اللہ نے شرف اعظم
نبی کا آل نبی کا مجھے غلام کیا

وہ مشتاقون کو ترساتا رہیگا | فقط انداز دکھلاتا رہی گا
وہ موتی ہاتھہ سے کہو یا گیا ہے | جو ہر سو ہون خاک چہنواتا رہیگا
ترقی پر رہیگا حسن جبتک | ادا و ناز سکھلاتا رہیگا
ہماری ہاتھہ کی گر دستگیری | یہہ تیری زلف سلجہاتا رہیگا
اگر چاہون گا مین کچہہ بانہ بیگا | یقین ہی گا نہ ٹہہ کا جاتا رہیگا
وہ دم بہر بہی نہ ٹہریگا تیرے پاس | رہیگا بہی تو اکتاتا رہیگا
برائی مین کرینگے پیار تمکو | ہمارا شوق کیا جاتا رہیگا
رہیگا دل میرا جب قافلہ مین | جرس کیطرح چلاتا رہیگا
خزان بہی ہوگی فصل گل بہی ہوگی | زمانہ رنگ دکھلاتا رہیگا
جواب آرزو ملنا تو معلوم | وہ ہمطلب کی فرماتا رہیگا
کھنچے کی گر ہماری دلکی صورت | مرقع روز کہلاتا رہیگا
رہیگا کچہہ دنون حسن جوانی | یہہ عالم ایکدن جاتا رہیگا
عدم کا راستہ ہوگا وہ سدا | کوئی آتا کوئی جاتا رہیگا
ادہر لیجے کی جو دن آدیکھیگے | تیرا جوبن غضب ڈھاتا رہیگا

رہا اعظم جو سودا گیسون کا
بلا سر پر سے لاتا رہیگا

لوٹنا طائران بسمل کا | کھیل ہے بیقراری دل کا

نہ کھلا عشق حسن کامل کا
راز پنہاں رہا مرے دل کا

متحمل ہے جور قاتل کا
حوصلہ دیکھئے مرے دل کا

جب بگڑنی لگی ہوائے چمن
ہوش اڑنی لگا عنادل کا

نجد میں حی کا قافلہ لایا
دیکھئے جذب قیس کے دل کا

ناز کھینچا یہ سے لیلے نے
آج پردہ اٹھے نہ محمل کا

پاؤں دھونے نہ آئی جب تک
پاک دامن ہوا نہ ساحل کا

اب جو چھوٹنی کی دیتا ہے
دم بدم ٹوٹنا سلاسل کا

ہوش میں آئی جنون نے لا مجکو
کام کرنا پڑیگا عاقل کا

آگ کا جس جگہہ ٹھکانا تھا
جسم میں وہ مقام تھا دل کا

دیکھہ کر مجکو اہل سیاہ
راستہ بھولتے ہیں منزل کا

زخم کاری لگا تو چوم لیا
قبضہ خنجر کا ہاتھہ قاتل کا

جب نہ درد کا کسینی نالہ کو
حوصلہ بڑھ گیا سلاسل کا

جلد دامن کو دھو بیٹھے ورنہ
رنگ لاویگا خون بسمل کا

دستگیری جو مرتضیٰ علی کی
پاؤں ٹوٹا ہماری مشکل کا

کسکو امید تھی پہنچنے کی
لیگیا اشتیاق منزل کا

ضبط اشکو نکا ہو جو مدنگاہ
بند ہی بند رخنہ دل کا

آمد آمد بہار کی سنکر
غم غلط ہو گیا عنادل کا

قید ہستی میں ہم رہے جبتک — تھا شور نالۂ دل کا
آپ زندانیوں سے پوچھی تو — غل سنا تھا کبھی سلاسل کا
آتش گل تیرا ٹھکانہ ہے — گھر سلامت رہی عنادل کا
ٹوٹتا ہی بدن بدن میرا — ذرہ ہی ہاتھ پاؤں ہلکا
چلتے چلتے جو تھک گئی اعظم
نظر آیا سواد منزل کا

روز ازل جو پیکر انسانکو سر ملا — جو جسقدر تھا در خور اوسی قدر ملا
جسکو غبار روضۂ خیر البشر ملا — آنکھوں کو روشنی ہوئی کحل البصر ملا
ڈھونڈھا تو تجھکو کرون مین دل نے جگر ملا — تیر نگاہ ناز میں اپنا جگر ملا
اللفت پڑا ہے ذائقہ دوستی کو چکھ — میٹھا جو چاہتا ہے تو دونی شکر ملا
معشوق بھی ملی تو مین نازنین ملے — نازک بدن کوئی کوئی نازک کمر ملا
بالکل ہوئی خراب عمارت کی آرزو — جب یہ سنا کہ خاک میں کسرا کا گھر ملا
فیاض سے بخیل بھی ہوتا ہے فیض یاب — موسیٰ ہی کا سبب تھا جو قارون کو زر ملا
کم کا گلہ کیا نہ زیادہ طلب کیا — سکائی اوسمین راہ جو زاد سفر ملا
استغنا کیے جو صانع قدرت نے منعم — سودا بھرا تھا جسمین وہ ہے ہاکو سر ملا
ڈوبا تھا خط جو آب ندامت کے درمیان — تر دامنوں کو نامۂ عصیاں بھی تر ملا
خانہ بدوش روح کیے باعث آدمی — جب مر گیا تو خاک میں رہنے کو گھر ملا

تاریک رات مین جو ہوئی یار کی تلاش
چمکے میرے نصیب وہ رشک قمر ملا

آئینے مین بے سبب نہین اوسنی لگائی چشم
بیشک دعا کی حرز کو باب اثر ملا

چپتے سے یار رکھتا ہی خم ٹہوک ٹہوک کی
کچھہ حوصلہ جو ہو تو کمر سے کمر ملا

آیا جو خط یار تو ہمکو یقین ہوا
تعویذ حرز نسخہ درد جگر ملا

آعظم تمام صاحب جوہر ہین آدمی
دنیا مین بے ہنر نہ تجہی کو ہنر ملا

پہنچا کوئی جو بندہ سے لے کر بلا ہوا
پایا ارم مین قصر زبرجد بنا ہوا

ستے جو برخلاف ہوا ای رسول پاک
سیدھا گیا سقر کو وہ مرتد بنا ہوا

بنیاد ہی زمین سے صنوبر کی باغ مین
اوترا ہی آسمان سے تیرا قد بنا ہوا

غم جانتا ہے میری دل بیقرار کو
بیٹھا ہون اپنے گہر مین سر آمد بنا ہوا

بندہ ہی اوسکی ہمہ تن چشم آرزو
جس جا ہی نقش پای محمد بنا ہوا

بعد فنا جو قبر پہ اونکا گذر ہوا
بگڑے ہمارا دیکھ کے مرقد بنا ہوا

ممکن ہے کوئی وادی وحشت نہ بن سکے
مین تو ابہی ہون واقف سرحد بنا ہوا

منت میری زبان سے کرتی ہین اود
مین سر سے پاؤن تک ہون خوشامد بنا ہوا

ایدل خفا ہوئی وہ تری اضطراب سے
ظالم بگڑ گیا میرا مقصد بنا ہوا

بنت ری کا محتسب نے پیالا کیا خراب
توڑا ہمارا جام زبرجد بنا ہوا

سرمہ ہی چشم حور و ملک مین پانک خاک
ہے جس زمین پہ روضہ احمد بنا ہوا

بوسہ دیا تو ای میری دلدار کیا ہوا
اسمین بھلا خسارۂ سرکار کیا ہوا

بگڑا میرا مزاج جو ٹھنڈی ہوا چلی
سودا ہوا بہار کا آثار کیا ہوا

ایسا ہما ہے شوق سے بیباک کر دیا
اب پوچھیے نقاب رخ یار کیا ہوا

رکھتا ہی اسطرح سے کوئی راہ مین قدم
دیکھو تو حال عاشق رفتار کیا ہوا

عاشق زوال حسن مین پوچھینگے آپسے
وہ ناز دلفریب میری یار کیا ہوا

اب عشق کا پتہ ہے نہ ہی حسن کا پتا
وہ دل کدھر گیا وہ دل آزار کیا ہوا

دیوان در مینا یار سے نے اچھا کیا حجاب
تو بند وبست رخنۂ دیوار کیا ہوا

عبرت یہہ کہتی ہے لحد بادشاہ سے
جو دبدبہ تمہارا آپکا سرکار کیا ہوا

جب دن ہوا تمام تو آئی شب وصال
اعظم کو رد ذبح سزاوار کیا ہوا

محیط جام کو بزم شراب مین دیکھا
اسی کا دور جہان شراب مین دیکھا

جو نور یار کے حسن شباب مین دیکھا
نہ طور مین نہ رخ آفتاب مین دیکھا

نہ کی کسی نے کسیدن ہماری دلجوئی
ہزار بار ہمین اضطراب مین دیکھا

خیال باندھ کے سوتے تو دیکھتے انکو
ہمین تو نیند نہ آئی نہ خواب مین دیکھا

وہین سے کوچہ جنت کا راستہ پایا
عجیب فیض در بوتراب مین دیکھا

سمند ناز تمہارا ہوا مین پھر آیا
میرا غبار جو لپٹا رکاب مین دیکھا

اثر سے عشق کے لیلی بھی ہو گئی بیتاب
کمال قیس کو جب اضطراب مین دیکھا

رخ اونکا راتکو اچھی طرح نہ دیکھ سکے
سحر کو روشنی آفتاب مین دیکھا

غرور حسن سے بیباک ہوگئی ایسے
کبھی نہ آپکا چہرہ نقاب مین دیکھا

ہوئی ضعیف تو طاقت نہ تھی مجھے ابلا
مزاج اور ہی اس انقلاب مین دیکھا

شب وصال جو زلفونکو چھو لیا مین نے
تمام رات اونھین پیچ و تاب مین دیکھا

کیے جو آپنے ناموسکا تیان عمل
تمھین کہو کہ ہمین کس حساب مین دیکھا

کبھی نہ جانب قبلہ بسر نیاز جھکا
کبھی نہ پاؤن کو راہ ثواب مین دیکھا

یقین نہین مجھے اعظم کی پارسائی کا
اوسی تو آج ہی بزم شرابمین دیکھا

نظر اوٹھا کے نہ دیر خراب کو دیکھا
کبھی جو آنکھ تو ہم نے حباب کو دیکھا

ہوا ہے موسم و دور شراب کو دیکھا
چمن مین پھول فلک پر سحاب کو دیکھا

بلا مین کی نہ بیری عباس نے مددگاری
حمایت خلف بوتراب کو دیکھا

اوٹھایا پردۂ عارض کو آرزو نے مری
سوال کر کے رخ لاجواب کو دیکھا

کہا کسی نے یہ بوڑھا ہی چاہتا ہی تمھین
کبھی مجھے کبھی اپنے شباب کو دیکھا

سر اغیار جو تھا گرد راہ کیے پھرا اون
سوار رخش ادا کو عتاب ہمکو دیکھا

رہے حضور تو پردے مین بھی کھلی نیند ون
نقاب مین بھی نہ بند نقاب کو دیکھا

ہمارے شوق نے جامہ سے کر دیا باہر
شب وصال تمھارے حجاب کو دیکھا

ہزار شکر میرا انتظار کام آیا
نگاہ شوق نے خط کے جوابکو دیکھا

کسیکے چہرۂ روشن کے دھیان مین اعظم
تمام رات رخ ماہتاب کو دیکھا

شکوہ ہی رفتگان مقام بعید کا — ایسے گئی کہ خط بھی نہ بھیجا رسید کا
ہر چند مستحق ہون عذاب شدید کا — پر آسرا ہی بخشش رب مجید کا
شادی کی دھوم آج کنشت بتان مین ہے — برپا ہی حشر خون مسلمانکی عید کا
جلوی مین آفتاب بنا میری واسطے — دیکھو کمال نیر بخت سعید کا
ہر چند مجھ فقیر کا بستر نہین درست — تکیہ ہی پر حمایت رب مجید کا
اپنی کہین گے اونکی زبانی سنین گے ہم — موقع کہین ملیگا جو گفت و شنید کا
وہ آتے آتے فاتحہ خوانی کو پھر گئے — ذرہ چمک کے رہگیا خاک شہید کا
آسان نہین ہے چشمۂ حیوانکی جستجو — مشکل ہی ڈھونڈھنا دہن ناپدید کا
اب دیکھنے کو آئیے دم بھر کیواسطے — آنکھون مین دم ہے آپکے مشتاق دید کا
سن لیجئے کہ نخل تمنا ہرا ہوا — جھونکا چلا کوئی جو ہوائے امید کا
ہم مست لڑکھڑا ہی تو ساقی نے یہ کہا — ای پیر ہاتھ تھامئی اپنے مرید کا
قلاش دوسرا نہین مجھسا حریص قوت — توشہ لیا فقیر نے بابا فرید کا
وقت سوال ای دل مستغنی المزاج — مالک تو ہی ہی قفل دہن کی کلید کا
قاصد کا کام لیجئے پیک خیال سے — بیٹھے کریگا دور کے رستہ بعید کا
داہو رہی ہین نرگس بیمار کیطرح — آنکھونکو اور روگ لگا اونکی دید کا

سے آپ سے جو خانۂ دل کیا مجال ہے
لکھوا لیا ہے تمنے قبالہ خرید کا

موقع تو خوب یار سے ملنے کا ملگیا
اعظم کو کیا سعید ہوا روز عید کا

خبر نہیں کہ کہا ہے نے اضطراب میں کیا
نہ یہہ سنا کہ کہا یار نے جواب میں کیا

ابھی ہی قاتل عالم ہو تم لڑکپن میں
غضب کروگے ستم ڈھاؤ گے شباب میں کیا

بنے بگڑتے ہیں بگڑے ہوئے سنورتے ہیں
تمہیں بتاؤ کہ ہوتا ہی انقلاب میں کیا

کبھی جلیگا نہ سینہ حرارت دل سے
لگے گی آگ بھلا برج آفتاب میں کیا

خموشی لب اظہار کا سنا ہی حال
بھلا کہیں گے سخن آفریں جواب میں کیا

چھپا سکے ہیں نہ چھپے اونکی عارض پرنور
تمام رات چمکتے رہے نقاب میں کیا

گرانی دیتا ہی پست و بلند دنیا کا
قدم بڑھا کی دیر میں ہم رہ ثواب میں کیا

بدن حرارت درد نہاں سے جلتا ہے
دل برشتہ نے ڈالا ہمیں عذاب میں کیا

جو بادہ کش ہیں اونہیں کیا غم تہی دستی
نہ بہک دیگا کوئی کا نشہ شراب میں کیا

نکھیگا ابھی کیا نظیر باغ ارم
نہ آئیگا میرے خانہ خراب میں کیا

فنا کیے بعد رہے چین سے زمین کے تلے
جوار مرقد ابو تراب میں کیا

ہوئی جہان میں نہ اہل جہانکو آسائش
کسی کو چین ملی خانہ خراب میں کیا

مغالطہ میں پڑا ہوں میں ناتوانی سے
خبر نہیں ہی کہ لپٹا ہی فرش خواب میں کیا

بلا گیا نہ مریض فراق سے دن بھر
تڑپ کی رات بسر کی تھی اضطراب میں کیا

کہلی ثبوت دہن مین نہ منطقی کی زبان | جگہہ سخن کے ہی تقریر لاجواب مین کیا

تمام عمر مین دم بہر جو ملگیا وہ بہم
بس اور چاہیے اعظم کو اضطراب مین کیا

سو سو طرح سے کیجیے پردا نقاب کا | لیکن کبہی نہ حسن چہپے گا حجاب کا
ساغر جو ہمنے پہینک دیا تہا شراب کا | ساقی اوسی کمال ملا آفتاب کا
بدلا ہوا ہی رنگ ہوا سی سحاب کا | ساقی چلے چمن مین پیالہ شراب کا
اب اندنون تو کیجیے پردا نقاب کا | کچہہ بندوبست کیجیے حسن شباب کا
پہر سینہ کیجیے سپر گستاخ ہاتہہ سے | اوڑجائی جہنکیون مین نہ جوبن جناب کا
درد دل حزین سے جگر ہوگیا لہو | تہا رنگ آج اشک روان مین شہاب کا
دن بہر جلا کرے جو تمہاری تلاش مین | لادی کوئی کہان سے جگر آفتاب کا
توڑین گے ہم جو سلسلہ اشک چشم نم | خشکی مین ڈوب جائیگا بیڑا حباب کا
صحبت جو دیکہتا ہون کہین بادہ نوش کی | ملتا ہی کچہہ پتا میری بزم خراب کا
می بے گزک چڑہا گیے پوچہی نہ اوسکو بات | بہونا شرابیون نے کلیجہ کباب کا
نغمہ جہان تہا زمزمہ سنجان باغ کا | آج اوس چمن مین شور مچا ہی غراب کا
اوسجادہ پر ہی بادۂ انگور کا قلم | جس طاق پر مقام بنا تہا کتاب کا
اہل عدم بہی کرنے لگے مجہسے احتراز | بگڑا ہوا تہا مین جو جہان خراب کا
ہمنے تمہارے سامنے دیکہا ہی بانظیر | منہ زرد ہوگیا ہی گل آفتاب کا

تنکا بھی بے کہے نہ سکیگا اوٹھائیو
اعظم خیال چاہیے روز حساب کا

کا نہ ہے یہ ڈوپٹہ تو ہی ٹکانہ کسیکا
در پردہ ہوا آپسے یارا نہ کسیکا

سمجھانا بھی ہے سودے جانا نہ کسیکا
تم چھوڑ کے بیٹھو گے نہ یارانہ کسیکا

خورشید کا بچہ ہو کہ شاخ شجر طور
لاؤں نا ترے گیسو کے لیے شانہ کسیکا

ساقی نے کہا کیوں مجھے مردود ٹھہرایا
شیشہ کوئی توڑا ہی نہ پیمانہ کسیکا

ہو جائی تو ہو جائے میری ترک ملاقات
چھوڑو نہ میرے واسطے یارانہ کسیکا

تم کر لیے ہو آباد کسی اور کے گھر کو
برباد ہوا جاتا ہے کاشانہ کسیکا

وہ رات کو کہتا تھا میری سنکی کہانی
ایسا نہ سنا تھا کبھی افسانہ کسیکا

یوسف جو ہوئی قید تو کہتی تھی زلیخا
زندان نظر آتا ہے میری خانہ کسیکا

ساقی نے مئی صاف و کدر سبکو عطا کی
ہمکو نہ دیا ایک بھی پیمانہ کسیکا

کھلتی ہی تو آجاتی ہی تو دوش کے اوپر
ای زلف نہ ہو کچہ جائے کہیں شانہ کسیکا

ای پیر مغان ہوش تجھے ہے کہ نہیں ہے
دیتا ہی کسی اور کو پیمانہ کسیکا

نہ ربط کسی سے نہ جدائی ہے کسی سے
بندہ نہ یگانہ ہے نہ بیگانہ کسیکا

ہوشیار قدم خانہ خمار مین رکھنا
توڑے نہ سبو لغزش مستانہ کسیکا

کس ناز سے ساقی نے کہا انکو ہے
لیلے میرے ہاتھوں نہیں ہی پیمانہ کسیکا

دیکھا جو بے مجھے سعد عرض تمنا
خود چھیڑ دیا یار نے افسانہ کسیکا

کہتا ہی جو آتا ہے میرے دشمن مجنون — ہی خوب جنون خیز یہہ ویرانہ کسیکا
ہر چند کہ سودائیونکو قید مین رکہا — قابو مین نہ آیا دل دیوانہ کسیکا
کرتے ہین یہہ اظہار شناسائی خط جام — ہی ساغر جمشید بہی پیمانہ کسیکا
دل غمکدہ کا سہتا نا ہی خوشی آ نہین سکتی — ممکن ہے کہ چہینے کوئی کاشانہ کسیکا
تم دوستی غیر پہ بہولے ہو میری جان — نبہنے کا نہین آپسے یارانہ کسیکا
میخانہ مین ہے کیون میرے آنیکی منادی — کیا چہین لیا ہاتہہ سے پیمانہ کسیکا
مفلس کو بہی خیرات مین دی بادہ گلگون — دل توڑا نہ اپنے ساقی میخانہ کسیکا
رہنے کی جگہہ خانہ بدوشون کی نہ پوچہو — مسکن ہے نہ منزل ہی نہ کاشانہ کسیکا
جس طرح ہے یہہ خانہ دنیا سے سدہارے — یون کوچ ہو اپنے سر و سامانہ کسیکا
برباد ہوئی ایوان فریدون کہان حال — نہ قصر رہیگا نہ یہہ کاشانہ کسیکا
چاہیے کہ رہے عالم فانی مین سبکدوش — احسان نہ اوٹہا ہمت مردانہ کسیکا
موسی کو غش آئے کہ گرے طور پہ بجلی — تو پاس نہ کر جلوہ جانانہ کسیکا
آواز بہی اسکی کوئی بیہودہ نہ سمجہے — دم بہرتا ہے ناقوس صنم خانہ کسیکا
روندا جو اسے روندینگے وہ اون خلق کے — کچہہ پہول نہ تہا سبزہ بیگانہ کسیکا

عادت جو کرو ناز اوٹہانی کی تو اعظم
کچہہ روز نبہی آپسے یارانہ کسیکا

رشک چراغ طور دہ جانانہ ہوگیا — عاشق مزاج صورت پروانہ ہوگیا

جلوون سے ہینے مانگ کی بی مجھ بہی سے — دست طلب بہیرے لیے ہمپا نہ ہوگیا
کیا پوچھتے ہو طالع خفتہ کا ماجرا — خوابیدگان خاک کا افسانہ ہوگیا
جا نمین بہی یہ فیض ہی بادۂ بہار سے — ہشیار رہیے لباس مین دیوانہ ہوگیا
گردن جہکی یہ دست درازی سے سر سے — سر سے بہی کچہ بلند مرا شانہ ہوگیا
ہر بہینے سے جا بجا کے بہلا کیا تمہیں ملا — ہان یہ ملا کہ غیر سے یارانہ ہوگیا
دیسی ہی ہوئی ہی یار سے مجکو مفارقت — مجھسے جدا مرا دل دیوانہ ہوگیا
تقدیر مین لکہی تہی ہمارے برشتگی — دل جلوۂ جمال کا پروانہ ہوگیا

ای یار ہمنے خوب سنا ہی کہ اندنون
اعظم سے اور آپ سے یارانہ ہوگیا

شرم رو سیاہ مین رکہنا — یا الہی پناہ مین رکہنا
نقش خرام ناز پا گہہ — جادۂ رسم و راہ مین رکہنا
سر پہ اچہلا ہے دیوانہ — ای نگولو نگاہ مین رکہنا
دہیان رکہنا ہی منہ پاسکا — کسوی کا نشانہ راہ مین رکہنا
جسم کہتے تو ہو گنہگار ہو — دہیان فرد گناہ مین رکہنا
تم چلے آتے ہو ہمارے پاس — غیر کو اشتباہ مین رکہنا
دیکہتے ہین بری نگاہ سے — چشم بد مین نگاہ مین رکہنا
نسبت حسن عارض جانان — روشنی مہر و ماہ مین رکہنا

گر دیا ہی مجھی دل نالان — اثر جذب آہ مین رکھنا
عرض شاہ جنون سے کرتا ہون — میری عزت نگاہ مین رکھنا
عقل و ہوش و خرد نہون باہم — تفرقہ اس سپاہ مین رکھنا
جسم رکھنا نہ میرا جامہ مین — سر نہ میرا کلاہ مین رکھنا
ای میری یار اپنے اعظم کو — زمرۂ خیر خواہ مین رکھنا

خرام ناز سے دل سیتے ہو راہی کا — غرور سر مین سمایا ہی کج کلاہی کا
قلم لکھے تو لب لعل گو شگاف نہ — ابھی تو رنگ بدل جائیگا سیاہی کا
کترا یہ تھا میری گردن کی طوق کا لوہا — گلا تو زیور جنگی بنا سپاہی کا
میری دعا سے ترقی ہوئی ہی جو بنکی — تمہارے ہاتھ نتیجہ ہے خیر خواہی کا
بڑھی ذقن سے خط روئی یار کی قیمت — زیادہ ہوتا ہی محصول کشت چاہی کا
تمہارے دزدکشون کے لیے گزک ہووے — اگر کباب " ہو سر سو ریگ ماہی کا
جو قدردان کوئی جوہر شناس تہا نکلا — بنا دینگیا بگڑی ہوئی سپاہی کا
میرے جہاز کا ہی ناخدا رسول خدا — نہ ڈوبنے کا الم ہے نہ غم تباہی کا
انہین بنائے رضامند ظالمو کر تو — ستم کشون کا ارادہ ہے دادخواہی کا
وہ بے نقاب ہی آئے تو ہم نہ دیکھ سکے — گلہ ہے دیدۂ بینا کی کم نگاہی کا
قسم ہے کعبہ مقصد کی آدمی تو کیا — تمہارا نام وظیفہ ہے مور و ماہی کا
یہان تلک ہوئی کسرا کی خانہ بربادی — ستان ہی بیٹھ گیا ہی جلوس شاہی کا

خدا نے تاج شفاعت عطا کیا انکو
جزا کا دن ہے محمدؐ کی بادشاہی کا

پڑا ہوں سوچ حوادث کی ٹھوکروں کے تلے
مجھے جہاز کہا چاہیے تباہی کا

ہمارے جرم خطا کے ثبوت کو اعظم
قرار عضو بدن نے دیا گواہی کا

مشکل مری حل ہوگی ہے ورد ثنا انکا
ہے نام ید اللہ مرے عقدہ کشا کا

مولا کو جو پوچھے گا کوئی تو میں کہونگا
مولا مرا مولا ہے شہنشاہ و گدا کا

حاصل ہے تجھے اوسکی غلاموں کی غلامی
کونین میں دم بھرتے ہیں سب اوسکی ولا کا

پیدا جو نبی اوسکا نہ ہوتا تو نہ ہوتا
اخلاط میں آدم کی گذر آب و ہوا کا

وہ ہے میرا مولا مطب فیض میں جسکے
جاری ہے مسیحا کی طرح حکم شفا کا

آہن کی گدازی کی لیے ہمسر داؤد
حامل صفت حضرت ایوب بلا کا

مہمان نوازی میں خلیل جزو اوکا
اخلاق میں ہم خلق رسول دوسرا کا

ہر وقت رہے تابع فرمان الٰہی
دم بھرتے رہے احمد مرسل کی ولا کا

آنکھوں سے پیمبر کا بجا لاتے ہیں ارشاد
کہتے ہیں کہ ہے حکم نبی حکم خدا کا

گلزار میں اوسکا رخ گلرنگ جو دیکھیں
بلبل کی طرح شوق ہو غنچوں کو نوا کا

بے فصل جو چاہے کہ بہار آئی چمن میں
تو کام وہ لے باد مخالف سے صبا کا

طوفان میں ہوا نوح کی کشتی کا نگہبان
دریا میں محافظ ہوا یونس کی بقا کا

ہر طرح ہے اسرار الٰہی سے خبردار
ہر راز میں ہمراز رسول دوسرا کا

سلمان کو بیابان میں ازرہ کی بچایا
اوس شیر سے جو شیر تھا صحرائے بلا کا

سائل کو نہ پھیرا کبھی دروازے سے محروم
غم کھاتا تھا فاقہ جو سنا تھا غربا کا

آزاد کیے قید مصیبت سے ہزاروں
خود بندہ رہا حلقۂ تسلیم و رضا کا

روزہ میں بھی بیٹھے رہے فاقے سے ولیکن
حصہ کیا سائل کو عطا اپنی غذا کا

خاک در دولت کو جو پاتے ہوں اوٹھا کے
داماں وہ بھرے گوہر مقصد سے قبا کا

آنکھوں سے لگا دیں اوسے ارباب بصارت
نقشہ نظر آجائے جو نقش کف پا کا

حشمت کو جو پوچھو تو شہنشاہ دو عالم
دیکھو جو فقیری کو تو مرشد فقرا کا

جو حشمت دنیا کا طلبگار ہوا دیں سے
اسباب وہیں ہاتھ لگے تاج و لوا کا

ہر ایک تلفظ میں ادا کرتے ہیں تقریر
کر دیتے ہیں لب بند جہاں کے فصحا کا

گر واسطۂ قبلۂ حاجات نہ ہوتا
ہوتا نہ گذر باب اجابت پہ دعا کا

کہتے تھے کہ ہے حلۂ جنت مجھے کافی
پابند ہوں جامہ کا عبا کا نہ قبا کا

سمجھے ہو تو خاموش نہ سمجھے ہو تو سن لو
لو نام بھی لیتا ہوں شہنشاہ علا کا

اللہ کا ہمنام علی نام ہے اوسکا
ساقی بھی اوسے کہتے ہیں کوثر کے عطا کا

وہ نام ہے زخمی کے لیے مرہم جاں بخش
وہ نام ہے تعویذ مریضوں کی شفا کا

وہ نام علاج دل بیمار حزیں ہے
وہ نام دوا ہے مرض ہوش ربا کا

اعظم کی بھی احوال پہ اب کیجیے الطاف
پابند ہے یہ رنج و مصیبت کا بلا کا

مولا میرے اب مجھکو عطا کیجیے تسکین
کھٹکا نہ رہے دل میں یہ خوف و رجا کا

تیز پروازی کو جذب شوق شہپر ہوگیا — خط بہار اقوت بال کبوتر ہوگیا
جو کہ اسفل تہا وہ اعلی کی برابر ہوگیا — آبلہ داغ سر سودا کی ہمسر ہوگیا
جادۂ رہ زلف کے سودے مین اژدر ہوگیا — وادی وحشت مین صحرا کے ابر تر ہوگیا
ابروؤن نے خوب لکہین صفحہ رخ پر سین — حسن مطلع مطلع اول سے بہتر ہوگیا
ایک ساعت بہی نہین ٹلتا دل ناکام سے — ان بتون کا دہیان بہی چہاتی کا پتہر ہوگیا
عکس نقشون کا نہا نہین جمع یا وہ سر کرا — زانونکی آئینہ مین صفا جوہر ہوگیا
کیا کہون تجہسے عزیز دسر گذشت حسن عشق — مین دل و جان سے نثار ناز دلبر ہوگیا
جرعہ می سے ہوئی ثابت خطا تم کشی — یہہ صغیرہ بہی کبیرہ کی برابر ہوگیا
ناتوانی سے ہوا ہون مین وہ پابند بلا — حلقہ نقش قدم بہی جسکو لنگر ہوگیا
دیر کے حیرتکدہ مین ہو نہین الیساز شت کار — آئینہ بہی جسکی صورت سے مکدر ہوگیا
اوسکی تر گانکی تصور کا اثر تو دیکہیئے — عارضہ ناسور کا سینہ کے اندر ہوگیا
صاف طینت وہ بنایا ہی مجہی اللہ نے — دل مرا دیکہا سکندر نے تو ششدر ہوگیا
سختی ایام ایسی ہے کہ گلباز مین ہو بل — آتے آتے مجہہ تلک رستی مین پتہر ہوگیا
وقت بد مین جو میرا نیک معبد ہوتا — وصل کا روز شب ہجر گذر کر ہوتا
صبحدم گر نہ عیان وہ رخ انور ہوتا — ہجر کا دن شب یلدا کی برابر ہوتا
بیٹہا تخت عدالت پہ جو سلطان بہار — باد صرصر کا قدم باغ کے باہر ہوتا
صاف طینت اوسی ارباب صفا ٹہیرا تے — آئینہ داری مین تیری جو سکندر ہوتا

نازکی اُنکو پہنچنے کی جو طاقت دیتی
ابھی حاضر گُل شاداب کا زیور ہوتا

ای صبا نالۂ بلبل مین جو ہوتی تاثیر
دست گلچین تہِ دامان گُل تر ہوتا

رحل و قرآن اُدہی ارباب نظر ٹہراتے
میرے زانو پہ اگر یار تیرا سر ہوتا

حسن بازو مین رہا آپکی اتنا نقصان
آپ تو رشک پریزاد بہی گر پر ہوتا

انقلاب خم گردون جو دکہاتا نیرنگ
ہاتہہ مین محتسب و دیکے ساغر ہوتا

مین نہوتا جو تیرے بیٹھے سرو سا بانو نیز
کون شیفتۂ زلف سمنبر ہوتا

آج سودا یہہ چڑہا تہا تیری دیوانے کو
پہوڑتا سر کو اگر ہاتہہ مین پتہر ہوتا

سارے جہگڑے ہین فقط دل کے سبب ای اخطر
یہہ نہوتا تو کسیکے نہ کوئی شر ہوتا

میکشو تیکھے پاؤن کو سہتی ہی فانوس شراب
میرے ہاتہونکے لیئے ہی قوت بازو شراب

مے کی پینے کا جو بی ساقی ہوا اتفاق
بہگئی ہی آنکہہ سے ہو ہوکی سب آتش شراب

اپنی آنکہو سے بوقت میکشی کہتے ہین وہ
کر اشارون سے طلب ای نرگس جادو شراب

اپنی مجلس مین اکیلی اسکو پینا ہی حرام
میکشو پائین نہین بے ساقی مہرو شراب

آج ای ساقی کرینگے صاف میخانہ کو ہم
دیکہو باقی نہ رہیگا کوئی چلو شراب

میکشی میری کہٹکتی ہی نگاہ غیر مین
کاسۂ چشم حریفان مین بہی ای چہو شراب

جب کبہی آتی ہی تیری جعد مشکین کی ہوا
کرتی ہی پیدا شمیم نافۂ آہو شراب

پی تری ساتہ مئے مینا کی کہاتا ہون قسم
حلق سے میری نہین اُترے گی ای خوشرو شراب

کرتی ہی تہی صبا شاداب گلشن اس لیئے
پہول کی کہچوا کے پیتا ہی مرا مہرو شراب

زہر قاتل ہی مریض دردِ فرقت کے لیے
ساقیا ہمنی تو جانا تہا کہ ہی دارو شراب

سنتے تھے ہم کی دوستی تاثیر سے خالی نہین
کرتی ہی تسخیر میخوار دنکو بی جادو شراب

بادۂ دلکش ہوا ساقی نہی خلوت مین طلب
آج گوشہ مین پئیگا وہ کہان ابرو شراب

اسطرح کا دور بہی ہمکو دکہا ای آسمان
سرطرف ساقی نظر آوی مجھی ہر سو شراب

اب ضعیفی مین تو اعظم بادۂ گلگون کو چہوڑ
کب تک ای مرد خرابات پیئیگا تو شراب

آشوب روزگار عجب فتنہ زا عجب
تہذیب سے ملا ہے ہمین دلربا عجب

شوقِ جمال حور سے تجھکو تو کیا عجب
اللہ نے دیا ہے دل پارسا عجب

صدمے اوٹہا رہا ہی دل مبتلا عجب
سوداے زلف مین ہی یہ دل مبتلا عجب

ہمکو جدا عجب ہے اونہین ہے جدا عجب
تاثیر اشتیاق کا ہی ماجرا عجب

خیبر مین مرتضی کا ید اللہ لقب ہوا
کرتا تہا کار دست شہ لافتا عجب

جذب خیال قیس سے صحرا نجد مین
ہو وے درود ناقۂ لیلی تو کیا عجب

تکلیف ہو رہی ہے جہان خضر سا ملے
رہنے کو اس سفر مین ملی ہی سرا عجب

ہوتی ہی دیر کہولنی مین دستِ شوق کو
سیکھی ہی تمنی بند بند قبا عجب

شوخی گئی نہ خون شہیدان ناز کی
دامن مین قاتلون کی یہ دہبا لگا عجب

کچہہ روشنی ہوئی مرے بخت سیاہ مین
ہو جاے انقلاب مقدر تو کیا عجب

دروازۂ قبول سے آویگی با مراد
موٹہ سے نکل کی کام کریگی دعا عجب

جیسے ہوا ہے کعبۂ ابرو کا سامنا
ہون بقرار صورت قبلہ نما عجب

الفت ہماری آپکی مشہور ہو گئی
باہم کیے اتفاق کا ہی ماجرا عجب

جہو کا ضرور باد مخالف کا چل گیا
ہی آج عندلیب چمن کی صدا عجب

کہتا ہون اونکی قامت رنگین کو دیکھکر
شاداب ہی نہال گل مدعا عجب

ابرو سے نے دلکو قتل کیا کوئی عشق میں
غنچہ عجب شہید عجب کربلا عجب

اوڑتے ہین ہوش خوف سے ایسے الالم
دنیا مین چل رہی ہی مخالف ہوا عجب

بندہ نواز لاف زنونکا حساب کیا
اعظم ہی پاس آپکے ایک باوفا عجب

جلوہ گر ہی رخنۂ دیوار و در سے آفتاب
گہر مرا ہی پرتو رخ سے کیے اختری آفتاب

وصل کی شب کیا کٹی اوٹھا زمانہ ہوگیا
صبح کی ہوتے ہوا غائب نظر سے آفتاب

دشت پیمائی مین یون کٹتا ہی مجھہ وحشی کا دن
پاؤن سے کانٹی گڑے تہی بین سر پہ ہے آفتاب

کہتا ہون کیون سے وہ نکلتی ہین کہ دروازہ کی راہ
دیکھیے ہوتا ہی اب پیدا کدہر سے آفتاب

ہجر مین مجھہ تیرہ قسمت کو ہی یکسان رات دن
دور رہتا ہی میرے آنکھون پہر سے آفتاب

میری پہلو سے جو اوٹھکر صبح کو جاتے تھے تم
سب کہین تھے آج نکلا ہی کدہر سے آفتاب

شبنم گل بلبلے سمجھو رہین کہ اوسکو دیکھکر
بہا گیا ہی جنبش مژگان تر سے آفتاب

خاک کو دیکھا تو ہمنی اپنی ساقی سے کہا
تیری قدر لینے عیان ہوگا شجر سے آفتاب

چال مین بھی ای حسینو سبزی کرتے ہو تم
سر اوٹھانے سے ہو گراتی ہو نظر سے آفتاب

آج جو تشریف لائے ہو سیر دریا میں — یہہ تو فرماؤ کہ نکلا ہے کدھر سے آفتاب

پڑ گئی گر چھینٹ آب ابر رحمت بار کی — سرد کر دیوینگے ہم داماں تر سے آفتاب

اوسکے کوچہ میں چمکتا ہی ہمارا داغ دل — متصل ہی ان دنوں برج قمر سے آفتاب

کانپتا ہوں ہاتھ نکلے جا رہے سینے میں آہ سرد سے — ہاتھ آوے تو لگاؤں میں جگر سے آفتاب

دیکھیے تو لطف ہر موسم کا دکھلاتے ہیں ہم — دلیے سردی چشم سے بارش جگر سے آفتاب

دھوپ تو کیا الفلک ہیں گنہگار روز حشر ہوں — خرچ سی جسکے جلا دینگے کو ہر سے آفتاب

دلیں گر ایسے تھے ہو دے حب یوز جیحون — شش جہت کے دیکھنے کو روزن در سے آفتاب

مت کرو دعوی کہ ہم قابو میں آ سکتے نہیں — تم تو کیا تسخیر ہوتا ہی بشر سے آفتاب

تیرگی چھائی ہے یہہ روز فراق یار کی — مجکو آتا ہی نظر کالا سپر سے آفتاب

فیض گر تیرا نہیں اسکو تو کسکا فیض ہے — روشنی لایا ہی کہدے کسکے گھر سے آفتاب

کسقدر میری سیہ کاری سے نفرت ہے اسے — بچ کے چلتا ہے ہماری رہگذر سے آفتاب

روشنی داغ سودا پر ہمیں بھی ناز ہے — ننگ کہتے ہیں آپ ہم اپنے ہنر سے آفتاب

سرد ہو جائیگا اے اعظم جو گھٹکا ہی اوسے
دور تر رہتا ہے میری چشم تر سے آفتاب

تا در تاثیر گر پہنچی فغان عندلیب — غنچہ گل کی بغل میں ہو مکان عندلیب

مجکو سکھلاوے اگر کوئی فغان عندلیب — عرش پر برپا کرے گویا نشان عندلیب

جسے کہتی ہیں ہماری زمزمہ پردازیاں — آدمی تم ہو یہ کہتے ہو زبان عندلیب

باغمین جب تک کہ تم تشریف لیجاتے نہین
اضطرابی مین پڑی رہتی ہی جان عندلیب

بیٹھتے ہین کانپتے ہین وہ سب بی ہوئی گر گئے
پوچھتے کیا ہو تجاہل سے بیان عندلیب

دیکھکر اوسکو گلستان سے اوڑ آتا ایصبا
بو تہی گل کے ساتھہ ہی روح روان عندلیب

باغبان کیونکے نہین نخل گل تر باغمین
گاڑتے ہین صحن گلشن مین نشان عندلیب

نالۂ عشاق سے وہ جی خوشی اونکو ہوئی
کہلکہلا کے خوب ہسن سنکر فغان عندلیب

دیکھتے ہو تم تو ملتی ہی گلو نکو آبرو
بولتے ہو تم تو بڑہ جاتی ہے شان عندلیب

اہل عالم اپنے اپنے حالمین نالان ہین سب
ہی بجا دنیا کو کہئے بوستان عندلیب

آتش گل سے جلا کر پیسئے اسکو اگر
کیمیا ہو جائے خاک استخوان عندلیب

طفل غنچہ پہر لگے بڑہنے چمن مین دن بدن
پہر ترقی پر ہوا بخت جوان عندلیب

ولہ

شاخ سرو شمشاد کی ہی آشیان عندلیب
دلمین قمری کی کہٹکتا ہی نشان عندلیب

شمع رو گلچین ہین کا عشق جو سینہ سپر تہا
دل پتنگے کا ملا مجکو زبان عندلیب

اوڈنیہ تک پہولون کا ہی اونکی نزاکت دیکھکر
تیر نالے سے کی ہی مجہپر گمان عندلیب

سیر گلشن کو نہ پہرے رنگین ادا جایا نکر
دیکھکر تجکو پہڑک جاتی ہی جان عندلیب

جو سکر سے سے گرو آتا ہی وہ رنگین ادا
آتش گل سے جلاتا ہی زبان عندلیب

رات کہتا تہا یہ گلچین عاشق نواز
ہم سنین گے قصہ خوان سے داستان عندلیب

اسقدر عارض ہوئی خوف خزان سے آذر کی
جائیے گر لیجئے سب استخوان عندلیب

یہہ اشارہ ہے کہ رہی ہے گرمیِ فصلِ بہار
آتشِ گل سے پہونکدیگی آشیانِ عندلیب

کون ہے باغِ جہاں میں دسرا تیری سوا
دلربائی کا خستہ آرامِ جانِ عندلیب

سنتے ہی ہیں اڑا لیں زمزمہ پردازیاں
ہاتہہ یاروں کے لگی جنبشِ دکان عندلیب

آسمان پر جا کے ای آعظم بنے تیرِ شہاب
رنگ لائے نالۂ آتش فشان عندلیب

پہرنا تہا اپنے خوب ہیں عریان بدن خراب
پہنا کی دوستوں نے کیا پیرہن خراب

جب یہہ گئی تو ہو گئی اعضا کے تن خراب
کی آخرش کو روح نے یہہ انجمن خراب

اکدن تو سوئے عالمِ بالا نگاہ کر
مدت سے ہی ہی شہر ہے یہ چرخِ کہن خراب

چلنے کا حکم بادِ بہاری کو دیجیے
سرسبز کیجیے اوسے جو ہو چمن خراب

گیسو کو جلد کہولیے ای یار ہو چلے
تبت خراب و چین خراب و ختن خراب

تیوری پہ بل نہ ڈالیے آئینہ دیکہیے
ماتہی کا حسن کرتی ہے چین و شکن خراب

غافل عدم کو منزلِ ہستی سے دیکہکر
پہرنا ہی ملکِ غیر میں کبتو ہو وطن خراب

انداز سے نہ ہو جیے باہر دمِ خرام
ورنہ یہہ رفتہ رفتہ کریگا چلن خراب

غیروں کے ساتہہ سیج پہ سو کر عبث مجہے
تم بہی خراب پہول بہی چار چمن خراب

بوسیدہ ہڈیوں سے نکلتی ہی یہہ صدا
کیا کیا لطیف و صاف سوئے ہیں تن خراب

دہان گیسو دنکو تم تو بنا لیے ہو سحر
یہاں کر رہی ہے زلف شکن در شکن خراب

خوشبو ہے اپنی ناز ہے اوس گلبدن کو اسقدر
کہتا ہے عطر ملکے کریں بدن خراب

تر دامنی سے داغ لگا یا غضب کیا
دھبے گناہ کے لگے کرنے بدن خراب

جی ڈوب ڈوب جانی لگا اشتیاق میں
کرنے لگے اب الفت چاہ ذقن خراب

کہنا تھا ہمکو جامہ ہستی کو دیکھکر
لائے ہمارے واسطے کیوں پیرہن خراب

کعبہ میں اور کنشت میں ہیں تیرے واسطے
زاہد ادھر خراب اودھر برہمن خراب

پیرا ہمارا اسکی محبت میں رنگ گیا
یوسف کی طرح سے ہوا پیرہن خراب

دوڑائیے نہ منزل ہستی میں اسقدر
کیا اسمیں فائدہ ہے کہ ہوں بیوطن خراب

وحشت یہ کہہ رہی ہے کہ آباد کیجیے
اعظم بہت دنوں سے ہے مجنوں کا بن خراب

عشق میں گلکے اگر دیکھے صفائی عندلیب
باغباں غنچوں پہ پھر کیسے خفا کیا عندلیب

عاشقوں نے گر محبت سے بچھی ہی گلیاں
ہو لیے دیکر زر گلکو بہائی عندلیب

حشر میں کس کس کا دعویٰ میرا گلچیں ہیں
خون بہا میرا ہی ہے اور خون بہائے عندلیب

باغ عالم میں ہیں ہم بھی ایک گلچیں شگفتہ
ماجرا اپنا بھی ہے ہم ماجرائے عندلیب

عاشق و معشوق میں اخلاص باہم چاہیے
گل پہ ہو بلبل فدا اور گل فدائے عندلیب

دیکھیے کیا غیب کے پردہ سے گل ہے پھولتا
عرش تک جاتے گئے ہیں نالہائے عندلیب

غم نہیں صیاد آنکلے جو بے پروا کئی
باغ میں گلچیں نچاتے ہے رضائے عندلیب

باغ سے کود رہوں اسی بصفران گھر
کان تک میرے پہونچتے ہی صدائے عندلیب

درد پہلو میں گل سے ہوا کرتا ہی
روغن گل چاہیے بہر دوائے عندلیب

خیر گذری آنکھ بھی پنجۂ صیاد سے
دام ٹوٹا لگئی سر سے بلائی عندلیب

فصل جاتی رہی نبھائی بھلی ہی وہ مر گئی
کیا بقائی گل سے ہی کم تھی بقائی عندلیب

الگل رعنا بہا گھر تو گلچین سے بیچے
اور یوں صیاد سے ہیں خونبہائی عندلیب

واقعی ہم جنس کو ہم جنس سے ہوتا لگاؤ
یار گل کا آشنا ہیں آشنائی عندلیب

غنچۂ گل کے چٹکنے سے پریشان ہے دماغ
شور محشر ہے نزاکت سے نوائی عندلیب

چاک پیراہن کرینگے گل بھی اسکی گشتگی
پہنچی گر باب اجابت پر دعائی عندلیب

اگ میں دام و قفس کو رکھ کے ہو جا فقیر
گر سنے صیاد اغظم نالہائے عندلیب

جسکو ہے تیرے عارض پرنور سے مطلب
رکھتا ہی بھلا کب وہ رخ حور سے مطلب

تم ایسے ہو اعجاز نما یار جو چاہو
عیسی کا لکھا تو لب رنجور سے مطلب

اک جام میں کھل جاتا ہے احوال دو عالم
کونین کا پوچھو دل مخمور سے مطلب

جب وصل کا اقرار لیا زلف دکھائی
جانا کہی اوسکا شب دیجور سے مطلب

موسی کیطرح کوہ پہ مجکو نہ پھراؤ
دیدار کا طالب ہوں نہیں طور سے مطلب

موقع کی جگہہ اہل غرض کو نہیں چارہ
اظہار کیا چاہیے منظور سے مطلب

کافر ہوں اداگر نکروں سجدۂ خالق
نکلے جو میرا اوس بت مغرور سے مطلب

پڑ جائیگی داغ سر دا مین جنون اور
بگڑ لیگا میرا مرہم کافور سے مطلب

بجت تمہیں منظور تھی لوگو نکو دکھانی
لینا تھا غرض مہہ سر فغفور سے مطلب

ساقی تری اعجاز سے ہم بادہ کشون کا
کیا صاف نکل آیا ہی انگور سے مطلب

اعظم کی تمنا ہی کہ اے خالق داور
بندیکا کبھی نکلے کسی دستور سے مطلب

جانباز کو ہے ابرو خمدار سے مطلب
خنجر سے غرض کچھ ہے نہ تلوار سے مطلب

ہون قیس تو ہی وادی پرخار سے مطلب
فرہاد جو ہون مین تو ہی کہسار سے مطلب

آیا شب تیرہ مین جو تو بام سے اودہر
خورشید کا نکلے تیرے رخسار سے مطلب

یہ عقدۂ لاحل نہ سلجھنا تہا نہ سلجھا
اولجھا ہی رہا گیسوے خمدار سے مطلب

وحشت مین بہی الکا نہین رتقا ہی اکاہم
پاؤن نکا نکلتا ہی سر خار سے مطلب

تجھ بن جو نظر کی تو خزان بن ہوئی سیر
بلبل کا ہوا عارض گلنار سے مطلب

سچ ہے یہ حقیقت کہ دم عرض تمنا
نکلا نہ ہمارے لب اظہار سے مطلب

آتا ہی اندھیرے مین وہ خورشید سے باہر
مین نور کا لیتا ہون شب تار سے مطلب

اعظم سے وسیلہ کو جو پوچھا تو یہ بولا
احمد سے ہے یا حیدر کرار سے مطلب

کس شوخ جنبش خلخال کیا چلتے وقت
تمنے انداز نکالا یہ نیا چلنے وقت

قصد آنیکا جو کرتا ہی مری بالین پہ شوخ
ناز کہتا ہے کہ ہلوا دو حنا چلتے وقت

پاس آتا ہی تو یہلی ہی یہ کہتا ہی وہ
لوگ دنیا نہ کہے مرد خدا چلتے وقت

سیر گلزار کو بیجا نکلے ہمکو او سدن
ٹھنڈی ٹھنڈی چلے جسدن ہوا چلتے وقت

ناز ترغیب سے دیتا ہے اوسی وقت خرام / فتنۂ حشر کو ٹہوکر سے جگا چلتے وقت
تم شکایت نکرو وصل میں غیر یا انکی / باندہ ہی دینگے ہمیں بند قبا چلتے وقت
عرض احوال کی رہیگی ہی حسرت دلمیں / ملتفت ہی نہیں ہوتا وہ ذرا چلتے وقت
صبح ہوتے ہوے دل کہول کے لپٹے مجہسے / ہیں یہ اوسکی کوی پروا نہ رہا چلتے وقت
اوسکا رستہ میں ہی ممکن ہے نہیں نظارۂ حسن / سر اوٹہایا نہیں ملتی ہی حنا چلتے وقت
اور مجہسے چاک گریبان نہیے تو کچہہ ہو نہ سکا / رو دیا تہام کے دامان قبا چلتے وقت

وہ جو جاتے ہیں تو ہو جاتا ہے سکتۂ اعظم
ہوش رہتے نہیں اپنے تو بجا چلتے وقت

اوسکی گلی میں جاتا ہے آہ جگر بہت / نزدیک رہگیا ہے مقام اثر بہت
زینت پسند ہووے طبیعت جو یار کی / کانوں کی واسطے ہیں مہیا گہر بہت
شام فراق یار کے کٹنے کے واسطے / سیفی پڑہا کیا ہوں میں وقت سحر بہت
تو نے کیا اسے چہپا نہیں پہٹرتا نہیں قمر / شتشے نے سیکڑوں میں اوٹہایا ہے سر بہت
سینہ میں دل تہا بر میں تنگ تہیں جان تہی / لائے تہے ہم عدم سے متاع سفر بہت
اوس غیرت چمن کے گہر کا پتہ ملا / مدت تلک خراب پہرا نامہ بر بہت
اللہ وہ مکان قیامت تلک رہے / بیت الصنم میں اپنا ہوا ہی گذر بہت
دیکہا تو دہر ہستی ناپائدار ہیں / کمتر حباب سے ہی قیام بشر بہت
دیکہا ہے مجہے تو یہہ میرے صیاد نے کہا / یہہ صید ناتوان تو ہی بے بال و پر بہت

ہستی میں بھی عدم کا ہے مجھے دم بدم خیال
آتا ہے یاد وادیٔ غربت میں گھر مجھے

تا لو تو تجھ غریب کے خانے جا سنئیے
آنسو نہیں بیکسی کا ہوا ہے اثر بہت

منزل کے اشتیاق میں بیٹھا کہیں نہیں
رستے میں سایہ دار کھڑے تھے شجر بہت

کیا تاب ہے قفس میں پھر پری جو سکیں
قسمت نے کھینچ کھینچ کے باندھے ہیں پر بہت

جاینگے ہمارے بخت تو اڑ دیتے سنگ ہما
سونے کی آرزو تھی ہمیں بے خبر بہت

سنتا ہوں یار لینے کو خرید آ پہنچے
دل پر کھلی ہے آپ کی نازک کمر بہت

سیلاب دیکھنے کی تمنا نہیں مجھے
بھر دیتے ہے گوشۂ دامان تر بہت

بازار حسن میں نہ خرید و متاع عشق
جاتے ہیں دو دل لیتے ہو کیوں درد سر بہت

اعظم کہیں گے دیر میں جاکر بتوں سے ہم
پتھر سے بھی کڑے ہیں تمہارے جگر بہت

رہی وہ رونق بزم غیر ساری رات
سحر تلک رہی تاریک تر ہماری رات

دل و جگر کا نہ پوچھو فراق یار میں حال
یہ دونوں خوب سا تڑپے ہیں بارہا ساری رات

شب فراق کی کیا سرگذشت پوچھتے ہو
سنی تو ہو وے گی تم نے بھی آہ و زاری رات

شب وصال میں تیوری چڑھا کے بیٹھے وہ
سمند ناز کی اوپر رہی سواری رات

رہے وہ آ کے ہمارے سرہانے تا بسحر
بہت خراب [illegible] رات بے قراری رات

تمہارے کوچۂ رنگیں سے پھر بھاگ گئے
ہوئی خلیل کے گلشن سے دور ناری رات

ہمیں بھی وصل کا دن گر فلک نے دکھلایا
کہیں گے ہم بھی اب ہجر کی سدھاری رات

سحر کو پہنک کے زیور گلو کا بیٹھ گئے
کہا کہ بوجھ اوٹھایا ہی ہمنے بہاری رات

تمہارے شوق مین انگلی ہمارے نالونکی
ہوا بندھی جو چلی باد نوبہاری رات

کہا کہ ہوتی ہے گرمی بہی وصل مین جانی
سپہ بند باندہ کے اونکی قبا اوتاری رات

اوٹھا یار نے اپنے ہمین چھپرکہٹ پر
پہر اونکی تخت کے اوپر ہی سواری رات

نہ پوچھنا تہا نہ پوچھا کہ کون روتا ہی
سنا کئے لیس لوا ر آہ و زاری رات

سحر تلک جو جئے تو کہینگے یار سے ہم
قضا کا سامنا تہا تیری انتظاری رات

نثار کر سکو ادس رخسار و گیسو پر
سحر نے دن تو سر شام نے اوتاری رات

شب فراق مین صبح وصال یار بغیر
کسی نے کی میری اعظم نہ غمگساری رات

کیا اغیار کو گوشہ مین پنہان اسکا کیا باعث
ہمین جو کہا تو تانی تیر مژگان اسکا کیا باعث

تری مژگان ہمیشہ سرگشتہ رہا کرتی ہی عاشق سی
کبھی رہتی ہے ہر دم تیغ بران اسکا کیا باعث

کبھی سینہ پہ تیری ایسی چھینٹ کیا آزمانی تھی
نچھوڑا ایک بہی تار گریبان اسکا کیا باعث

شب ہجران آہ کی مین نے آنکھون سے بہی آنسو
محبت کا کہلا اسرار پنہان اسکا کیا باعث

[illegible] عشق نے مجھکو جلایا ہی
مثال شمع ہین ہر داغ نمایان اسکا کیا باعث

[illegible] میری نکلی نہین یا رب
زمانہ مجھکو کہتا ہی مسلمان اسکا کیا باعث

[illegible] جسکو ملے [illegible]
تو کہتے ہین کرو نہین تمہہ احسان اسکا کیا باعث

[illegible] آرزو اسکو
پہرا کرتی ہی بوئی گل پریشان اسکا کیا باعث

تمہارے جسم پر ادھاڑا کیا ہاتھہ قاتل کا
دہانِ زخم ای اعظم ہین خنداں اسکا کیا باعث

کہتے تو ہو کہ ہے مجھے خنجر کی احتیاج — یہہ تو کہو کہ نکلیگی کس سر کی احتیاج
پہنچیگا جذب شوق سے مکتوب اشتیاق — ہدہد سے کام ہے نہ کبوتر کی احتیاج
چلو سے نوش کرتے ہین ساقی شراب ہم — دستِ سبو کسکو ہی ساغر کی احتیاج
قانع کیا ہی مجھکو قناعت نے اسقدر — دولت سے کام رکھتا ہوں نہ زر کی احتیاج
صحرا کے خار خار مین کھیل پھر ای جنون — ہی آبلوں کو پانو کی نشتر کی احتیاج
آسودگی سے ہینسے بستر کی نہ ایکدن — پانو کو گر ملا تو رہی سر کی احتیاج
افشاں چنو جبین پہ صفا پہ ای صنم — ہووے سپہر حسن کو اختر کی احتیاج
مفہوم ہے یہہ بلبل نالاں کے شور سے — لائی ہی اس چمن مین گل تر کی احتیاج

اتنا تو اوسنے کہا ہی اعظم کہ ایکدن
پھر لائی کبھی دل مضطر کی احتیاج

بڑی رفیق تھی لوگوں کے اعتبار کی صبح — شریک تین نہ ہی دیکھی ہزار بیتی صبح
پھلوں کی بو سے تر و تازگی ہوئی حاصل — نسیم باغ کی شبنم رہی بہار مین صبح
ازل کی دل سے تمنا جو ہی مقدر مین — شکل نکلے سحر آتی ہی جسم زار مین صبح
ہمین جمال دیکھنا ہی تو دکھا جاؤ — ابھی تلک ہے سیہ ہی چشم انتظار مین صبح
فریفتہ ہین کسی طفل ترک نازک کے ہم — لگی ہوئی ہی ہمارے بھی فی سوار مین صبح

گزند ہی مجھے عقرب کے نیش کا اونیچے
میری نصیب سے پیدا ہوئی ہی نخل میں روح

وہاں جان ہوئی غیر حبس کے صحبت
نہیں آ گئی پڑی رنج بیشمار میں روح

جو دیکھتا ہی تماشا تمھیں تڑپنے کا
تو میری جسم کی بہر دو تن شکار میں روح

شب فراق کی ایذا نہ پوچھیے ہمسے
پڑی ہی صدمۂ دیو سیاہ کار میں روح

فراق یار میں کسکو دیجیے تسکین
قرار میں نہ بدن ہے نہ ہی قرار میں روح

ہم ایسے جلوۂ بیساختہ کے سوختہ ہیں
بدن سے کوچ کری جبکی اک شرار میں روح

ہوئے شوقین اڑنیکی آرزو ہی ہمیں
لگی ہی ہاتھ بہ رنگ حنا ہی یار میں روح

غزل اک اور بہی ارشاد کیجیے اعظم
لگی ہی آپکی مضمون آبدار میں روح

غبار ہی میرا صحرا میں کوئی یار میں روح
نہ ہی خزاں میں لاشہ نہ ہی مزار میں روح

تمہارے آنیکا اغماض سدّ راہ ہوا
ہماری ہو گئی تحلیل انتظار میں روح

شراب لا میرے سامنے جو بے ساقی
ہوا کی ساتھ اڑی ابر نوبہار میں روح

وہ صید ہوں کہ بچایا نہ جسکو شارع نے
کہا حلال ہی گر ہی تن شکار میں روح

نہ پا ندہ سکتے اسی ہم نہ کہول سکتے ہم
غضب تہا ہوئی جو بند قبای یار میں روح

بہار میں جو ہمیں دغدغۂ خزاں لگا ہوا
زیادہ تر ہوئی تحلیل لالہ زار میں روح

مری ہی کوئی جو اونیہ ہی تو کیا پڑا
یہ حسن والے سمجھتے ہیں کس شمار میں روح

نکلنے دیتا بدن سے نہ وہ قیامت تک
غضب تہا ہوئی جو بندہ کی اختیار میں روح

خیال زلف مین جوڑنیکا بندہ گیا جو دل
سواد ہند سے پہنچی سیہی تاتار مین آج

ہمین بھی اک بت شیرین ادا پہ ناز ہے
تلاش کرتی ہی تیشہ کو کوہسار مین آج

سیری حیا نگار شتہ ہی اوس سے وابستہ
بہری ہوئی ہی تیری گیسو نکی تار مین آج

گر اون لبونکی صفت معجزہ پہ آجاوے
رقم کیے وقت بہری کلک آبدار مین آج

غم حسین مین رویا کرو نگا ای اعظم
ہی جب تلک کہ میری چشم اشکبار مین آج

ایک بندہ ہی نہین ہی تن تنہا گستاخ
آپ سے سب ہین دم عرض تمنا گستاخ

مہربانی نے تمہاری کیا کیا گستاخ
اہل حاجت ہین دم عرض تمنا گستاخ

ادب آموز ادب سے نہین ہوتے باہر
وادی عرض مین ہو ہی کوئی کیا گستاخ

جرس قافلہ حی سے یہ آتی ہی صدا
قیس آوے نہ سوی ناقۂ لیلا گستاخ

اوس سے کہدو کہ فقیرونکی بہت سر نہ چڑھے
رہی کسریٰ ہی سے تاج سر کسریٰ گستاخ

کنگہی کرنیکا ارادہ ہے تیری گیسو مین
ہو گیا شیفتۂ زلف چلیپا گستاخ

آنکھہ دیوار کی رخنو نسے لڑی رہتی ہے
شوق دیدار ہوا جاتا ہی کیا گستاخ

کر سکین دعوی اعجاز تمہارے آگے
[illegible] لب اعجاز [illegible]

پہنچ تک ای عرش نشین اوڑنگی پہنچا معلوم
[illegible]

اونسے پوچھا کہ لپٹ جاؤن تو کیا کیجیے آپ
[illegible] گستاخ

عمر بہر بیٹھ ندامت مین رہونگا ڈوبا
[illegible]

رہ رہا ہے تیری پانو کی حنا کا طالب
کسقدر ہے میرا داغ سر و دا گستاخ

رحمت ایزد و غفار پہ تکیہ کرکے
مجھکو کر دیتا ہی اندیشۂ فردا گستاخ

ای میرجان ادب خوب نبا ہا اس نے
ہمنے اعظم کو کبھی تمنے نہ دیکھا گستاخ

کشتنی مجھسا نہ ہوا میرے بعد
دوش قاتل پہ رہی تیغ جفا میرے بعد

نہ ہوا اور کوئی سلسلہ پرداز جنون
منصب قیس کسیکو نہ ملا میرے بعد

ہو گئے حلقۂ گیسوے شکن گیر کا سا
ان شکنجون مین کوئی پھر نہ پھنسا میرے بعد

سیر گلشن سے وہ آئے تو یہ کہتے آئے
اب چمن کی نہین بستی کی ہوا میرے بعد

مجھکو امداد ہوا جامۂ ہستی پہلے
تاج غنچے کو ملا گلکو قبا میرے بعد

اونکا کوئی نہ رہا جبکہ اوٹھا شیدا
کوچ فرما گئے انداز و ادا میرے بعد

بند محرم بھی کہلے بند قبا بھی حیا سے
جو نہ کہلنا تہا وہ عقدہ بھی کہلا میرے بعد

شاید آجائے کوئی اور بھی مجھسا امیر
مدتون وا در فردوس رہا میرے بعد

مجھسا ہوگا نہ کوئی شیفتۂ طرز خرام
ٹہوکرین کہا گئی گہنگرو کی صدا میرے بعد

قیس کہتا تہا کہ بہیجا میرے مرقد پر
ناقہ شاید پہ تحمل کو خدا میرے بعد

میرے دم تک تہی زمانہ مین غزل آفت
اب نہ نازل کوئی ہوویگی بلا میرے بعد

مقتل عشق مین وہ کشتۂ مقبول ہون میں
جو نہین آئیگا خون بہا میرے بعد

خوش ادائی وہ اونکو دلا دیگی لہو
رنگ لادیگی میری جان حنا میرے بعد

ہیرے قاتل نے بہائی ہے حنا کے اعظم
ایکدم کف افسوس ملا ہیرے بعد

شراب حشمت بہاتا ہی آب کی مانند
ہمین جلاتا ہی ساقی کباب کی مانند

سوار دوش پہ جنکو کرین رسول خدا
نہ تہا کوئی خلف بوتراب کی مانند

دکہاکے دل یہہ ہمین محتسب نے کہنا ہے
ایسے ہی توڑی جام شراب کی مانند

نہ سر ہے گا نہ لغزش قدم کو ہوویگی
بسر کرینگا بڑہاپا شباب کی مانند

ثبات کی نہین امید بحر فانی مین
ہوا بدن نہین بہری ہے حباب کی مانند

اکڑ کے چلتے ہو ایسا کہ لوگ کہتے ہین
رگین بدنکی کہچی ہین طناب کی مانند

خیال ہی نکرو ان حشمت سکندر پہ
ملی امیر جو تجکو خضاب کی مانند

ہوا ہون آرزوِ سلطنت سے مستغنی
ہما کو جانتا ہون مین غراب کی مانند

ہمیشہ کریم وہ دنیا ہمارے رہنے کو
بہشت ہو جو در بوتراب کی مانند

کسیطرح سے نہ ٹوٹا طلسم شرم حبیب
ہوا ہے بند بہی بند نقاب کی مانند

اسی کی دم سے بقائی حیات فانی ہے
ہمین عزیز ہے پیری شباب کی مانند

نظر ٹہر نہین سکتی تمہارے عارض پر
چمک رہا ہی رخ آفتاب کی مانند

فراق یار کی ایذا کسی بشر کو نہو
کوئی عذاب نہین اس عذاب کی مانند

نکر حباب نہین سرت کی آرزو غافل
یہہ ہی خیال کی مانند خواب کی مانند

زیارت قدم پاک کی تمنا مین
ہوئے ہین آنکہہ کے حلقے رکاب کی مانند

تمہارے ہوش ٹھکانے نہیں ہیں مستی میں
چڑھا ہی جوش جوانی شراب کی مانند

وہ سامنے بھی ہو بیٹھے تو بھی ہم نہ دیکھ سکے
رہا حجاب کا پردہ نقاب کی مانند

نہ ہمکو چاہیے جناب سے نہ ہمکو نوابی
ہمارا نام ہے اعظم خطاب کی مانند

قدم سیر اونکی گرد لگا جو عرض حال کیے بعد
جواب کچھ تو ملیگا مجھے سوال کیے بعد

اوٹھا یا یار نے پردہ جو قیل و قال کیے بعد
کھلا جمال جہاں آفرین جلال کیے بعد

نکل گیا ہے نہیں جامہ سے ہو کے شاد گیا
کبھی ہوئی ہے جو آسودگی ملال کیے بعد

جھڑک جھڑک کے دیا ہی جواب یار نے
مجھی ہوئی ہے ندامت بہت سوال کیے بعد

ہوا جو عنبر پہ قابو تو یار رہا تھا لگا
شکار ہنسے کیا شیر کا شغال کیے بعد

خروس صبح یہ کہتا ہی عیش اوس سے
سحر حلال کریگی شب وصال کیے بعد

نجات سے نہیں ہوتی ہی جب تلک سیا
قضا کا سامنا رہتا ہی انتقال کیے بعد

کوئی نہیں ہی میری بات پوچھنے والا
خدا کے بعد نبی اور نبی کی آل کے بعد

ڈبو دیا آب ندامت میں مجکو غیرت نے
نہا گیا ہوں پسینے میں انفعال کیے بعد

ہمیں تو وہ بھی نہ دیوانگی میں روک سکے
جو صوفیوں کو سنبھالا کیے تھے حال کے بعد

کسیکو پاتے نہیں ہیں جو ڈھونڈ کر ونکی
تو ذات میں سے ہے ہیں وہ پائمال کیے بعد

کمال رنج دیا مجکو اہل دنیا نے
کہ میری بات نہ پوچھی کبھی ملال کیے بعد

ہماری شوق کو ہونے نہ دیجیے پامال
پھر آپ چھپ نہ سکینگے کبھی خیال کیے بعد

غزل ایک اور بہی ارشاد کیجے اعظم

کمال اور بہی دکھلایئے کمال کیے بعد

ہوئی ہی عرض تمنا جو عرض حال کیے بعد
در قبول کہلا ہی میری سوال کیے بعد

اب اونکی واسطے یہہ جلوۂ جمال کیے بعد
زوال کا نہ رہی دغدغہ کمال کیے بعد

خدا ہی جانی کفن بہی ملی و یا نہ ملی
قبا کیے بعد دوشالہ کیے بعد شال کیے بعد

شرف ملا ہی رفیقو نکو بہی پیمبر سے
شمار ہین ہین صحابہ بہی کی آل کیے بعد

دیاض جو ہرین جا ہو بہان کرو آرام
نہال را ہین ہو جو ہین نہال کیے بعد

سنین اصول کی پہلے ملائکہ تقریر
جواب کیے نہ ہین منتظر سوال کیے بعد

خدا نے دلکو تنزل مین بہی دیا ہی فروغ
نماز جمعہ پڑہی جاتی ہی زوال کے بعد

ہوا بحال نہ پہر امتزاج ہوشمین بہی
گیا دماغ سے سودا نہ اختلال کے بعد

کیا جو غور تو دنیا مین بیشتر سامان
کوئی نظر نہ پڑا جسپہ شکستہ حال کیے بعد

بری کریم پہر دسا ہی تیری رحمت کا
گناہگار کو بخشش کا انتقال کیے بعد

کلیم طور سے ہوتی بہتین راز کی باتین
ہین جواب بہی ملتا نہین سوال کے بعد

دبال جان ہی متاع جہانکی افزائش
ہلاک ہوگیا قارون حصول مال کیے بعد

قطعہ

صبا بہہ اعظم وحشی مزاج سے کہنا
میری طرف سے بہت خواہش وصال کیے بعد

کہ جلک کرتا ہی رغبت بدن تو اے غافل
کہ اب بہار نہ پہر آویگی ایک سال کیے بعد

خط اونہین لکہنے کو مین لیکے جو بیٹہا کاغذ
حرف مطلب کی جگہہ رہگیا سادا کاغذ

اضطرابی دم تحریر خط شوق ہوئی
ہاتہہ مین لیکی نہین اوٹہا کبہی بیٹہا کاغذ

بام تک یار کے پہنچیگا خط شوق میرا
اوڑکے پہنچیگا کبوتر سے بہی اونچا کاغذ

جذبہ شوق تو دیکہو کہ میرے نامہ کا
اوسکی جانب کو چلا جاتا ہی اوڑتا کاغذ

تہی جو نفرت میری جانب سے تو منہہ پہیر لیا
میرے نقشہ کا اونہین جبکہ دیکہا کاغذ

پڑہنے والیکو میرے حال پہ رقت جو ہوئی
اپنی اشکون سے بہگو یا کیا بیٹہا کاغذ

درد فرقت نے رولایا دم تحریر مجہے
آنسون سے میرے تر ہوگیا سارا کاغذ

کاتبان عمل زشت کا شکوہ کیا ہے
جو کہ تقدیر مین لکہا تہا وہ لکہا کاغذ

رسم خط ہوگئی جاری میری اونسے اعظم
آج میرا گیا کل اونکا بہی آیا کاغذ

خاموشی دیوانہ ہی تقریر سے باہر
آواز بہی آتی نہین زنجیر سے باہر

ہوجائیگی وحشت میری تدبیر سے باہر
گر پاؤن ہوئے حلقۂ زنجیر سے باہر

اللہ ری خدنگ نگہ ناز کا احسان
حسرت کو نکالا دل نخچیر سے باہر

جو لوگ کہ محبوس محبت ہین تمہارے
وہ طوق سے باہر ہین نہ زنجیر سے باہر

موقع کی جگہہ خال خط یار مین دیکہا
نقطہ بہی نہین خوبی تحریر سے باہر

رخسار سے زلفونکو ہٹاتی ہین جو محبوب
خورشید کو کرتے ہین شب قیر سے باہر

آتش قدمی کا یہہ اثر ہے کہ میری پاؤن
شعلہ کیطرح ہوتے ہین زنجیر سے باہر

او پردہ نشین شرم و حیا کا تیری مضمون
ہی دل مین یہ ہوتا ہین تقریر سے باہر

در تک دم رخصت بہی وہ پہنچا گئے اگر
ہم گہر سے ہوئے یار کی توقیر سے باہر

کیونکر شوق سے اوسکو ہدف ناوک مژگان
شکوہ بہی نہوگا لب نخچیر سے باہر

پہنچا نہین بوسہ لیا رخسار صنم کا
واللہ خطا ہی میری تقصیر سے باہر

اب شور کی طاقت نہی ضعف سے لیکن
آواز نکلتی ہی تو ناچیز سے باہر

ناچار ہوں ایسا جو بتائین مجہے تو وہ
پیکان بہی الگ جا کے پڑے تیر سے باہر

چہرہ کسی کی بہی اب دیکہہ لیا چہپا کے
نالے تو دکہائی دیے تاثیر سے باہر

اغیار کی آواز ہی کوچہ مین صنم کے
ناقوس ہے دیر بت بے پیر سے باہر

مژگان کی اشارہ کو سمجہہ کر تیری ہنسے
دل پہینک دیا چہپ کے خود تیر سے باہر

کہتا ہی وہان پر پرواز کبوتر
قاصد کی زبان ہوتی ہی تقریر سے باہر

دامن سے وہ خود پوچہکے ابرو نہ ہوتی
لو زنگ کو ہی تہنے کیا شمشیر سے باہر

البتہ ہی صورتگر تیرے دست مصور
ایک خال سر موہنین تصویر سے باہر

آیا جو ترحم دل صیاد کے اندر
تیر اوسکو کیا خود تن نخچیر سے باہر

ہر خانۂ محبوب مین اعظم ہو مہتین تم
اغیار تو ہوویں کسی تدبیر سے باہر

آیا وہ جب سے ہی وہ کمان دار جگر پر
دل لگ رہا ہی آنکہہ لڑی ہی خدنگ پر

پیدا ہم آپ شوق سے کرتے ہین درد سر
ماتہا رگڑ رگڑ کے تری در کے سنگ پر

اللہ رے شوق نیند نہ آئی شب وصال
ہم جاگتے رہے جو وہ سوئے پلنگ پر

سرمہ نہیں ہے دیدۂ مکحول یار مین
باندہی ہے نمازیون نے کمر چست جنگ پر

دلمین رقیب کے ہوئی یاد خط نگار
سختی آسمان سے جمی دوب سنگ پر

اے خار دشت کر کف پای جنون کو لال
لا سنگ کو دکان پر سودا کو رنگ پر

گلزار جب بنا کے اوڑایا ہی یار نے
کہایا ہی خار رشک چمن نے پتنگ پر

توڑا نہیں شکار کا صید افگنی کر وہ
ناوک کیسکو ربط جہاد و تفنگ پر

اونکی ابہی بجا ہین تلون مزاجیان
نام خدا شباب ہی اعظم امنگ پر

جو داغ کہ تھے سال گذشتہ مرے تن پر
اس سال وہ سب ہستی ہین گلہا چمن پر

نازان ہین جو وہ گیسوی مشکین کے شکن پر
ہنستی ہین کہڑی سنبل تاتار ختن پر

ساقی ہی بڑہی کو اوڑا دے تو مزہ ہو
عالم ہی عجب ابر مین طاوس چمن پر

ہنستی کہی اچہی کسی رنگین نے مری جان
رخ پر گل شاداب کی غنچہ کی دہن پر

اوسکو بہی تو معلوم ہو انداز تمہارا
تم بہی تو چلو کبک خرامانکی چلن پر

ہکیون مین کفن چاہ گئے رندو کی ہی یاں
ہوتا ہی کسی روز بہی رخت بدن پر

اک رشک گلستانکی ہوس لیگئی مجکو
ورنہ کبھی میلان نہ تہا سیر چمن پر

دو روز سے گیسو جو نہیں یار نے کہولے
اک ابر ظلالم ہے کہ چہایا ہی ختن پر

افلاک فلک کی مری نالہ نے رسائی
تو آج ہی بات ہوئی چرخ کہن پر

برسات مین ساقی نہ رہی خشت نہ بینہ | شیشہ سے صراحی کے بہو جی ہے دہن پر
گلکار قبا زیب بدن کرتہ دم سیر | دہبا نہ لگا جا منہ گلہا سے چمن پر
تو آپکی دانتون کی صفت ہوتی ہی اظہار | صدقے کرو موتی کی لڑی سلک سخن پر
توڑا مری بیتابی دل نے اوسنہیں ابر سیاہ | ٹانکے جو لگائے ہیں مرے زخم بدن پر
بھیگے ہوئی گیسو رخ رنگین پہ کہلے ہین | چہائی ہوئی برسات کی بدلی ہی کہ چمن پر
پیشانی کی افشان پہ لگایا گیا ٹیکا | بجلی بہی چمکنے لگی سورج کی کرن پر
سمجھا ہی کوئی بھی کا نہو دیگا ندیدہ | ہون انکھہ لگائے ہوئے شیشہ کی دہن پر
ابرو جو چڑہائی تو اوتارا سر عشاق | قاتل کو بجا ناز تہا ہاتہی کی شکن پر

مژگان کا بہت دن سے اشارہ ہی کہ اعظم
جاروب کشی چلکے کرو قبر حسن پر

رستمی بین جو جہو جا بدن تل کی برابر | کہتا ہی کہ اتنا نہ چلو مل کے برابر
نالان ہی بہلا کون مری دلکی برابر | بیہوش ادہر آتا ہی عنادل کی برابر
دو گام بہی چلنے کی نہین قیس مین طاقت | ہر شوق سے لیٹے جاتا ہی محمل کی برابر
کب اسمین دکہائی دیا کونین کا احوال | آئینہ سکندر نہ بنا دل کے برابر
افسوس نہین ہماری بہی مین تاثیر کے آثار | او رشک پری ہم بہی ہین عامل کی برابر
بے دیکھے اللہ کو پہچان لیا ہے | عارف کوئی عامل نہین عاقل کی برابر
کہتا ہی تری گہر مین مرا اختر اقبال | ہم پہنچا ہوں نہین خورشید کی منزل کی برابر

غنچون سے چٹکنے مین ہے اک درد کی آواز
گل ہے ترے چمن کے ہین عنادل کے برابر

در پردہ یہہ تہا ناز کا لیلے کو اشارہ
مجنون کہین آجا نہ محمل کے برابر

آنکہون کی برابر ہے مجہے جام مئی ناب
شیشہ ہے محبت مین مجہے دل کے برابر

فرقت کا بیمار رہتو کیجیو مجہکو
یہہ درد کہہ بہی ہے ای سنگدل ہو سلکے برابر

سودا تو دیا قیس کو اور ہمکو دیا ہی
کر دیجیے جیسے بہی سلاسل کے برابر

پابند محبت ہین کسی زلف کے ہم بہی
ہم بہی ہین گرفتار سلاسل کے برابر

خال رخ محبوب کی تشخیص کرین کیا
دانہ ہے یہہ اقلیم کے حاصل کے برابر

کرجائے میری آہ کسی دل مین جو تاثیر
پہولون کا کرون فرش عنادل کے برابر

بت کرتے ہین اک ناز مین تسخیر دلونکو
یہہ رشک پریزادون عامل کے برابر

اللہ ری نور فلک حسن ترا فیض
ہے خال کا جلوہ مہہ کامل کے برابر

مضمون ترے دندان کے نکلتے نہین لیے
در ہین کہ چلے آتے ہین ساحل کے برابر

جب چاہے کر ڈلیے ٹہوکر سے انہین چور
کاسہ ہین سر دن کے قدح گل کی برابر

تم گل کیطرح یا یہ ہنسو باغ جہان مین
ہم آہ کرین شور عنادل کے برابر

جہلکی تو کبہی حسن کی انکو بہی دکہاؤ
دیدار کے بہوکے بہی ہین سائل کی برابر

بندے کو توسل کسی دامن سے نہین ہے
کشتی مری آتی نہین ساحل کے برابر

بازار محبت مین جو دیکہا تو یہہ دیکہا
سو اکوئی بے قدر نہین دل کے برابر

افضال خدا سے کوئی رکہتا نہین مطلب
دا ہوتے ہین عقدے میرے مشکل کے برابر

یوسف کی قسم حسن کے اقلیم مین آ کے — ہر چاہ کو دیکھا چہ بابل کے برابر

وہان گانٹھہ پڑی دلین یہان عقدۂ مشکل — ناخن بہی جیسے عقدۂ مشکل کے برابر

قاتل حرکت ناز کی رہتا ہے نہ کوئی — اٹہو کر بہی چلے اب سر بسمل کے برابر

اب ضعف سے پہنچا ہے یہہ احوال ہمارا — دو گام کا چلنا بہی ہے منزل کے برابر

اعظم کو یہ پہنچا ہے یہی شاہ نجف سے

وا کیجئے عقدے مرے مشکل کے برابر

اسفل ہوئے مقدار مین اعلیٰ کے برابر — چہانے پڑے داغ سر سودا کے برابر

جا نکلے جو دیر بت ترسا کے برابر — نالے کئے ناقوس کلیسا کے برابر

اس شرط پہ ہم ناز اٹھاتے ہین تمہارے — غیر دل کو نہ بٹھلائے ہلوا کے برابر

اللہ رے نور فلک حسن ترا فیض — ہے کان کا جھمکا بہی ثریا کے برابر

بہکا نہ کبہی غول بیابان ہے نزدیک — کون آتا ہے آمادۂ سودا کے برابر

پھر پاؤن ہوئے جدا اب سے ترے پا — پہر ہاتھہ گئے گردن مینا کے برابر

ہم بہی ابہی قمری کی طرح ہوتے ہین شیدا — شمشاد تو ہو قامت زیبا کے برابر

سنبل کی بہی کی سیر بنفشہ کو بہی دیکھا — دیکھا نہ تری زلف چلیپا کے برابر

علت ہے کیا جام کو جمشید نے طیار — لیکن نہ تہا ساغر صہبا کے برابر

جلوہ مین بلندی مین ترے بام کو کہئے — یا طور کی یا عرش معلیٰ کے برابر

یارب یہہ دعا کرتا ہے اعظم کہ ہو دید

مطلب میرا حاصل ہو تمنا کے برابر

ای پری رو کہو لیو رخسار تابان دیکھکر
غش نہ ہوئے کسطرح ہووین سلیمان دیکھکر

اپنے دیوانونکو صحرا مین نہ جانے دیجیے
زلف کا سودا ابھریگا سنبلستان دیکھکر

جلوہ گر ہو دیگا جس کوہ پہ میرا برق وش
طور سمجھینگے اوسی موسی عمران دیکھکر

ہو سہم گل کے اثر سے آگیا ہی جسم مین
خون ہوا نشتر خار مغیلان دیکھکر

واہ رے سفاک بے پروا تری اٹکھیلیان
ٹھوکرین چلنے لگین گنج شہیدان دیکھکر

بے ثباتی یاد آجاتی ہے باغ دہر کی
اسقدر حاصل خزائین ہی گلستان دیکھکر

غش ہوا سکتہ ہوا بیخود ہوا سودا ہوا
صورتین کیا کیا ہوئین تصویر جانان دیکھکر

فصل گل آئی لگے ہونے جنون کے ولولے
پیرہن پھٹنے لگے صحرا کا دامان دیکھکر

تم جو جاتے ہو چمن مین سیر کو تو شوق سے
چہچہے کرتے ہین مرغان خوش الحان دیکھکر

عشق چشم وحشت افزا کا جو دیوانہ ہوئین
بھاگ جاتے ہین مجھے غول بیابان دیکھکر

دامن دریا مین ہوتی کد چھپاتے ہین صدف
الصفا طینت تری پاکیزہ دندان دیکھکر

ڈھونڈھنے کو جائیو دیر و حرم مین یار کیا
اپنے اپنے دلمین ای گبر و مسلمان دیکھکر

باغ مین جانے ہمین دیتے ہین ہم اس شرط پر
پاس اعظم کے چلے آنا گلستان دیکھکر ❊

میرے کوٹھے پہ جو وہ ماہ لقا آئے نظر
جلوۂ نیر تقدیر رسا آئے نظر

سیکڑون کشتۂ شمشیر ادا آئے نظر
اوسکی کوچہ مین مزار شہدا آئے نظر

کوئی غارتگر ایمان جو ملے زاہد کو
یہہ مصلے جو ہے کوسنے مین دہرا آئے نظر

ہم نظر آئین جو تم پردۂ غفلت کو اوٹھادو
آنکھہ کہو تو تمہین اہل وفا آئے نظر

چشم رغبت سے نہ دیکھی کبہی مائل تیرا
باغ جنت مین جو حورونکی ادا آئے نظر

سینے والا جو کوئی ہو تو کیا جاہیے سوال
ہاتھہ پہیلے جو کوئی اہل سخا آئے نظر

رقص مین یار کی ٹہوکر جو دیکہا ہے اعجاز
چشم مشتاق کو گہنگرو کی صدا آئے نظر

آپکے خنجر مژگان کا اشارہ گر ہو
سر جدا ہاتہ ہتیلی پہ دہرا آئے نظر

دل ہوا ایسا کہ تری یاد سے معمور رہے
چشم ایسی ہو کہ دیدار ترا آئے نظر

یا کہ پیچ گیسو سے گرفتار ون کو
کوئی دنیا مین جو پابند بلا آئے نظر

ہم کہینگے جو شہیدون کی زیارت ہوگی
کشتۂ خنجر تسلیم و رضا آئے نظر

پیرہن سے تن عریان کو ہے نفرت اعظم
جامۂ جسم کو پہاڑون جو قبا آئے نظر

دیکھین ابرو کو تو شمشیر قضا آئے نظر
آپ تو ترک فلک سے بہی سوا آئے نظر

نہ تو دامن نہ گریبان نہ قبا آئے نظر
تیرے دیوانے ہمین بے سروپا آئے نظر

تہی شوکت جو کرے حکم تو دروازے پہ
ہاتہہ مین موسیٰ عمران کے عصا آئے نظر

در بدر سبکو ہی تری دید کا مایل دیکھا
جو کہ آئے ہے گئے ردبہ قفا آئے نظر

کسی گستاخ نے کہینچا ہے تمہارا دامن
آج ٹوٹے ہوئے جو بند قبا آئے نظر

گر مٹادو تو بڑا آپکا احسان ہوئیے
لوح پر گر مری قسمت کا لکہا آئے نظر

کبھی آنکھو لیتے لگا دین کبھی ماتھا رگڑین
قدسیون کو جو در عرش سرا آئے نظر

چشم تو قیر ہے گر آپ نظر فرما دین
شوکت جم ہے سوا شان گدا آئے نظر

اے فلک تجھکو بڑا تفرقہ پرداز کہون
غم جو میرے دل مضطر سے جدا آئے نظر

خضر بھی گر مجھے ظلمات کا رستہ بتلائین
زندگی بھر نہ مجھے آب بقا آئے نظر

جسم محسوس ہی سکر دکا کہان ہوتا ہے
غیر ممکن ہے کہ آنکھونکو ہوا آئے نظر

کوئی اعظم کیطرح ہو وے نہ گیسو کا اسیر
دل شکنجے مین کسی کا نہ پھنسا آئے نظر

کبھی صدمہ رہا دلپر کبھی صدمہ رہا جانپر
شب غم یون کٹی تیرے مریض درد ہجران پر

بہر دسا اسقدر تو ہی نہین ہی چشم گریان پر
اگر روئے یہ آجاوے شرف لیجا طوفان پر

چمن مین جی نہ لگتا تھا زلیخا کا تو کہتی تھی
بہار گلشن فردوس ہے یوسف کے زندان پر

ارادہ اور ہوتی ہی جو بہا جاتی ہی عاشق کو
نہ خط پر منحصر ہے وہ نہ ابرو پر نہ مژگان پر

عزیز مصر کے یعقوب کو صورت دکھا دینا
الہی رحم کرنا نور چشم پیر کنعان پر

بیان سنتے ہین اوس ابرو کمانکی جو ہیرا پکا
ہمارا دل تڑپ جاتا ہے ذکر تیر مژگان پر

جو تم سنتے نہین فریاد تو مارے خجالت کے
کھڑی ہی پانکے پڑتے ہین ہماری آہ سوزان پر

جنہین روز ازل سے وہ امانت دار سمجھے تھے
اونہین لوگونکو واقف کر دیا اسرار پنہان پر

جفا و جور بیجا سے عبث ہمکو ڈراتے ہو
مصیبت جھیل لیتا ہے جو پڑ جاتی ہی انسان پر

بہار آمد گلین ہزارون داغ دیتا ہی
جنون سکہ بٹھاتا ہے ہمارے جسم عریان پر

کوئی پوچھے کہ ہیں کس سوچ میں دن رات ہم ہوتے
قطعہ
تعجب کر رہا ہوں انقلاب چرخ گرداں پر

لحد میں خاک بھی اب کاسۂ سر کی نہ ہووے گی
کہ جس دن تاج سلطانی دھرا تھا فرق سلطاں پر

خدا جانے کہ کیسے مسند جمشید کو ٹوکا
نظر کیا جانے کس کی لگی خسرو کے ایواں پر

عدم کو لے گئے ہیں تشریف خالی ہاتھ دنیا سے
قیامت تک بھروسا تھا جنہیں ہستی کے ساماں پر

مجھے اپنے جھپٹ کر بٹھایا اوس پہ پریوں نے
مقدر سے قدم میں نے دھرا تخت سلیماں پر

تمہارے جلوۂ رخ سے بوقت فاتحہ خوانی
نظر آتی ہے چادر نور کی گور غریباں پر

خط مقسوم کی اصلاح گر مد نظر ہووے
تو اعظم جبہہ سائی کر در شاہ خراساں پر

نزاکت سے اوٹھیگا ہار کیونکر
سنبھالو گے گلے کا ہار کیونکر

نہیں کھلتا کہ بے بندی کے کھولے
کھلے بند قبائے یار کیونکر

خزاں ہوتی نہیں ڈانڈے سے باہر
ہمارا کشت ہو طیار کیونکر

قدم دھرتی ہی گہوارے سے باہر
چلے تم ناز کی رفتار کیونکر

اوسی نے خود اوسے سر چڑھایا
نہ ہووے بل پہ زلف یار کیونکر

جو ہووے چشم سے ڈورے نکا شیدا
وہ توڑے آنسوؤں کا تار کیونکر

سن اے غافل ہوا مشکل کشا سے
کھلے گا عقدۂ دشوار کیونکر

دہن کے راز دانوں کو خدا نے
دیئے گنجینۂ اسرار کیونکر

سیاہی سے صفا تھا دل ہمارا
اثر کی برق نگاہ یار کیونکر

جسے دیکھو وہ ہے بگڑی کو تکتا ۔ بچے گی دیکھیے دستار کیونکر
تمہین تو چھپانکنا تہا ناگوارا ۔ بنایے روزن دیوار کیونکر
چڑہا تہا عشق بت بندیکے سر پر ۔ اوترتے دوش سے زنار کیونکر

تعجب ہے زمانہ کو کہ اعظم
رہا ہو کر دلون مین بار کیونکر

اونکا میلان طبیعت ہے جفا کے اوپر ۔ ہم بہی بیٹھے ہین کمر کس کے وفا کے اوپر
سر فدا کرتے ہین جانباز سے لیتے ہین قسم ۔ ہاتھ رکہواتے ہین شمشیر ادا کے اوپر
دیکھہ آتی ہی پرستا ہین پریزادونکو ۔ اندنون ہی نگہ شوق ہوا کے اوپر
راستے قرب الہی کے ہین بتلاتے ۔ رہبری ختم ہے محبوب خدا کے اوپر
پھر شب وصل ہے شوق نے بیباکی کی ۔ دست گستاخ پڑی بند قبا کے اوپر
کس کے تیغ کی ملی ہے میری قاتلکو مراد ۔ پہول چہڑتے ہین مزار شہدا کے اوپر
حشر کے روز بہی قاتل ترا پردہ کہلا ۔ کوئی دہبا نکلا سرخ قبا کے اوپر
دی کہین ناقہ لیلے کا حدی خوان آواز ۔ قیس نے کان لگائے ہین صدا کے اوپر
ناز کی چال سے پہلے تو ستم ڈہاتے تہے ۔ اب گلے کٹتے ہین شمشیر ادا کے اوپر
اونکو دیتے ہین ثواب ابدی کے بدلے ۔ لوگ احسان سمجھتے ہین گدا کے اوپر
گر پڑا ہین تو زمین سے نہ اوٹھا پائینگے ۔ آسمان ٹوٹ پڑا مہر وفا کے اوپر
عرض مطلب نکیا شرم گنہ سے مینے ۔ رہ گئے وقت دعا ہاتھ اوٹھا کے اوپر

آتے جاتے جو ادہر سے وہ گذر جاتے ہیں
دم بہر کو جاتا ہے نقش کف پا کی اوپر

بے ثباتی کا کہلا کہلتے ہے کہلتے احوال
زندگی آئی ہی امید بقا کیے اوپر

ہائے کیون کہل نہ سکا بند نقاب رخ یار
کوئی پردہ تو نہتا عقل رسا کیے اوپر

خوش خرامون کا زمانہ ہے نرالا چلن
ٹہوکرین چلتی ہین پامال ادا کیے اوپر

دیکہتے ہین جو تمہارے گل عارض کی بہار
اوس پڑ جاتی ہی پہولونکی قبا کیے اوپر

دشت خالی نہین دیوانہ کا دیوانے سے
قیس ہی بادیہ پیما میری جا کیے اوپر

جب نہ تب میری ہی گہر آتی ہے دیوانی
جن چڑہا رہتا ہے ہر روز بلا کیے اوپر

دیکہتی آتی ہی کس ناز سے یعقوب کے پار
بوئی پیراہن یوسف ہی ہوا کیے اوپر

بند کر لیجیے تو زرد رخ روشن جلدی
غش کی آمد ہوئی مشتاق لقا کیے اوپر

ہمکو بہی ناخن تدبیر کے اوپر ہے غرور
ہے اونہین ناز اگر بند قبا کیے اوپر

اوس گلیمین سے گئے اندہون کیطرح سے اعظم
ہاتہ رکہتے ہین ہم دوش صبا کے اوپر

آج بہی اوٹہ گیا دروازہ سے پیدا ہوکر
آج بہی رہگیا کار دل شیدا ہوکر

دل سنبہل جاتا ہے آمادۂ سودا ہوکر
ای جنون جیتا ہون دیوانون میں رسوا ہوکر

سیتے دامو نکو ہے نفرت میرے احوال سے
محفلون مین میرا رہجاتا ہی چرچا ہوکر

شان ہی بندہ نوازی کی تمہین پر موقوف
تم غلامون پہ کرم کرتے ہو مولا ہوکر

غم فرقت سے جو ہوتا ہی دل زار مین جوش
اشک آنکہون سے اوبل چلتے ہین دریا ہوکر

اوسکے جلوہ کی ذرا حسن سرائی دیکھو
دل مین بستا ہے خیال رخ زیبا ہوکر

بیکسے پر و بال سے تھے جب تک تو رہے چپکے ہم
ہوش اوڑ آے ہین پر و بال نے پیدا ہوکر

مرکے دنیا کے گرفتار و نپہ یہہ حال کھلا
آخر کار یہی ہوتا ہی کیا کیا ہوکر

سیکڑون لالہ رخون نے ہے جلایا مجھکو
سکہ داغ ملے ہین مجھے چیندا ہوکر

جانتے کچھہ مقصود اوسے سمجھے ہم
رخت اوترا جو ترے جسم سے میلا ہوکر

قفس تنگ جہان مین میرا احوال ہے
شوق پرواز مین رہجاتا ہے پروا ہوکر

دیکھیے لاتا ہے اس سال جو آئے کیسے
عارضہ فرقت دلدار کی تپ کا ہوکر

ناپسندیدہ ہی یہہ جنس خریدار و نکی
دل مشتاق کا رہجاتا ہے سودا ہوکر

اپنے بیمار و نکی احوال سے غفلت ہے نہین
جی چھپاتے ہو مریضون سے مسیحا ہوکر

دیکھیے معرکۂ حشر سے بعد اے اعظم
اور کیا ہوتا ہے ہستی کا تماشا ہوکر

سودا ہوا بہار کے آثار دیکھکر
تیکے جنون گا سبزۂ رخسار دیکھکر

ابرو کے دہیان مین ہی گلا کاٹنے کی ٹہن
لیتے ہین کوئی تیز سی تلوار دیکھکر

احوال میری روح کا مجھسے نہ پوچھئے
تڑپے ہے اضطراب دل زار دیکھکر

اہل جہان سمجھتے ہین مجکو عزیز دل
شوکت کے امتیاز کے آثار دیکھکر

بے یار میکدہ مین جو میرا گذر ہوا
آنسو ٹپک پڑے مے گلنار دیکھہ کر

پہنچے تری گلی مین یہہ حاصل ہوا ہمین
طوبی کا لطف سایۂ دیوار دیکھکر

غیرون کیساتہہ بادۂ گلگون نہ پیجیے
طوفان کرینگے دیدۂ خونبار دیکھکر

مشتاق کی نگاہ مین اندہیر ہو نہ جائیگا
سرمہ لگائیے گا خبردار دیکھکر

اوس شوخ دل پسند کی شوخی تو دیکھیے
مہندی طلب ہوئی مجہی خونبار دیکھکر

کچہہ دن رہی جو ملت اعظم اسیطرح
نفرت کرینگے کافر و دیندار دیکھکر

دنیا مین دل لگائیے کیا یار دیکھکر
ڈرتا ہون حسن و عشق کی تکرار دیکھکر

نکلے ہماری حسرت دیدار کس طرح
تمنے تو منہ کو پہیر لیا یار دیکھکر

سہہ کہکی عندلیب سے باد صبا چلے
جاتی ہون بے ثباتی گلزار دیکھکر

دل بیچڈالتے ہین بہائی قلیل پر
یوسف شناس کوئی خریدار دیکھکر

تمپر پڑے نگاہ جو بازار حسن مین
یوسف کو بہول جائین خریدار دیکھکر

روزن بہی بند کر دیے جہنجلا کے یار نے
مجکو پڑا ہوا پس دیوار دیکھکر

ہم اوسکے گہر کو دیکھکے یون شادمان پہرتے
گویا کہ آ گئے [illegible] دیکھکر

کم رزق تو طبیب ازل نے نہین کیا
کہانا دیا ہے طاقت بیمار دیکھکر

افسوس ہے کہ موت نہ آئی غضب ہوا
وہ ڈر کے پہر گئے مجہے بیمار دیکھکر

ایجذب شوق بانٹیے ایسا ادہار یو
آوے ہمارے پاس وہ گلزار دیکھکر

ایسا جمال یار کے تہا دیکہنے کا شوق
سیری ہوئی نہ دل کو کئی بار دیکھکر

بازار حسن مین کوئی لیتا نہین ہمین
کرتے ہین ناپسند خریدار دیکھکر

اعظم نے اونکی سامنے کہولی نہتی زبان
وا ہو گئی تہی خود لب اظہار دیکہکر

چارہ گر کرتے ہین تدبیر دگر سو سو بار
پہنکے دیتا ہے مجہے درد جگر سو سو بار

دیکہتے دیکہتے پردہ مین خلل ہوتا ہے
آپکو دیکہتے ہین اہل نظر سو سو بار

آپ کو سامنے آئینہ مین تامل کیا ہے
خانۂ دل مین تو ہوتا ہی گذر سو سو بار

انتظاری مین نہ پوچہو میری گہر کی حالت
بند ہو ہو کے کہلا رات کو در سو سو بار

عشق کو مد نظر ضبط ہوا تہا ورنہ
چشم تک آئے تو تہے لخت جگر سو سو بار

دیکہیے دست درازیکی یہہ مجکو تعزیر
پاؤن پر اپنے رگڑوائیے سر سو سو بار

آزماتا ہی اونہین اہل صفا کا منظور
روز لیبواتے ہین پتہر سے گہر سو سو بار

دوسرا مجسا زمانہ مین نہوگا بیتاب
پا رگڑتا ہون پٹکتا ہون مین سر سو سو بار

زخم تن عالم نیرنگ دکہاتے ہین مجہے
خشک ہو ہو کے ہوئے جاتے ہین تر سو سو بار

بند ہوتی ہی نہین لخت جگر کی آمد
دہوئے جاتے ہین تیرے دیدۂ تر سو سو بار

غم شبیر مین رو رو کے بہرے ہین اعظم
دامن رخت تمنا مین گہر سو سو بار

جاتا ہے وہان جب رخ زیبائے یار پر
آتا ہے رشک صانع نقش و نگار پر

کچہہ سوجہتا نہین تری مشتاق دید کو
اک ٹکٹکی بندہی ہی رہ انتظار پر

لکہتے ہین وصف آپکی فیض نگاہ کا
لیتے ہین قرض خامۂ جادو نگار پر

رشکِ چمن نہ کیونکہ کہیں ہم حبیب کو — نام خدا ہی عارضِ گلگون بہار پر

کُھلتا ہی زلف و رخ کے تصور مین رات دن — گردون کو رشک ہی مرے لیل و نہار پر

قول صبا یہ ہی کہ جو پہنچون رکاب تک — آنکھین ملا کرون قدمِ شہسوار پر

تمپر جو حسن ہے تو ہماری نگاہ مین — ای گل بہار ہے چمن روزگار پر

اوس جنگ جو کی دید کا ہی اشتیاق ہے — آنکھین لڑا رہا ہون کہڑا رہگذار پر

ضبطِ فغان کیا نہ گیا شبِ فراق — مین نے دیا نہ رنج دلِ غمگسار پر

مشکل کشا کرینگے سرِ دشمنان قلم — اعظم ہے اعتبار شہِ ذو الفقار پر

ہی تمہاری مانگ شکلِ کہکشان بالاے سر — پڑ رہی ہی کیا نگاہ مہ وشان بالاے سر

یار رکھتے ہین سنگِ آستان بالاے سر — ہم اوٹھا لیتے ہین بارِ آسمان بالاے سر

اسقدر ہی شوق زلفون کی بلا لینے کا تمہین — ہاتھ رہتا ہی تمہارا ہر زمان بالاے سر

اوس سراپا نور نے مانگی جو ٹوپی کی سنہت — چاند تارے ہو گئے شکلِ کتان بالاے سر

بے تامل واجب التعظیم ہی کوچہ تیرا — ہین لیے تسلیم دستِ رہروان بالاے سر

عرض مجھ وحشی نے کی پایا جو رختِ زندگی — چاہیے تاجِ سرِ شوریدگان بالاے سر

نقشِ پا کی خاک غنچون پر چھڑکنے کے لیے — لیگئے کوچے سے تیرے باغبان بالاے سر

کیا ہوا یوسف کو بیچا بہائیون نے چاہ مین — لائیگا شوقِ زلیخا کاروان بالاے سر

گر نہ تہا شایانِ فرزندی آدم تو پہر — کیون لیا الزامِ ننگِ خاندان بالاے سر

لوٹتے ہین پاے خم پر دیر سے میکش جوان
دست شفقت پہیر ای پیر مغان بالاے سر

یار سیرای عزیز خلق اپنی چال سے
پانون رکھہ لیتے ہین سب پیر و جوان بالاے سر

منہہ نہ کہلواؤ میرا جیکے رہو ای حاسدو
غافلو لیتے ہو کیون زخم زبان بالاے سر

سیکڑون فغفور ہین افتادگان خاک مین
راہ مین پڑتے ہین پاے رفتگان بالاے سر

کیون لیے جاتے ہو بے کہٹکے گناہون پر گناہ
ہو رہا ہے غافلو بار گران بالاے سر

سوختہ جانون پہ روشن ہے کہ وہ ثابت قدم
ایک ٹہوکر مین اوڑا دیگا دہوان بالاے سر

جا نہین سکتا ترا اعظم رہ مقصود تک *
بہیجدے یارب کوئی مطلب رسان بالاے سر

حور ہے اسکو نہ کوئی ہے پری پیکر عزیز
تو ہی تیرے عاشق شیدا کو ای دلبر عزیز

چشم کو دل کو جگر کو جسم کو اور جان کو
کسکو کسکو تو نہین ہے ای مری دلبر عزیز

مسند شاہی کی کچہہ توقیر نظرون مین نہین
تیرے در پر بوریہ کا ہے نہین بستر عزیز

تیغ چوبی کو کہین زیب کمر دیکہا نہین
چیز کوئی بہی نہین ہوتی ہے بے جوہر عزیز

لے گیا زیر زمین بہی دولت دنیا کو وہ
بعد مردن بہی ہوا قارون کو کیا زر عزیز

کونسا دل ہی نہین جسمین کہ اوسکی منزلت
وہ عزیز خلق ایسا ہی کہ ہی گہر گہر عزیز

خال چہرہ کا ترے ہوگا پسند نکتہ سنج
خط عارض کو کرینگے صاحب دفتر عزیز

جسکی ہے جلوہ افروزی ہمارے یار نے
ہمکو کیا اوس کوہ کا موسی کو ہے پتہر عزیز

اسطرح اعظم کو ہے مینا سے بہی التفات

جسطرح ہو صاحب ملت کو پیغمبر عزیز

اغیار اسطرح بیٹھے ہین جانانکے آس پاس
جسطرح دیوزاد سلیمان کے آس پاس

زندان پھرا ہو کوچہ جانان کے آس پاس
دوزخ بھی ہو تو روضۂ رضوانکے آس پاس

دیوانہ اپنے جذبۂ کامل کا ہو نہین آپ
پریان اد ترتی ہین میرے زندانکے آس پاس

ساقی لب شراب کی بھی ہو صدا بلند
طاوس ہو رہتے ہین گلستان کے آس پاس

جذب دلی نے دی ہی زلیخا کو تہنیت
حاضر ہی کاروان جہ کنعان کے آس پاس

ساقی بہار ہو وہی جو فصل بہار مین
ساغر چلے چمن خیابان کے آس پاس

محشر مین کس شہید کا پہنچا ہی اس پہ ہاتھ
قاتل لہو ہی تیرے گریبانکے آس پاس

راحت طلب جو ہو تری مژگان کا شیفتہ
بستر لگائے نخل مغیلان کے آس پاس

دیوانہ اپنے نالۂ آتش فشان کا ہون
شعلہ نکلتے ہین مرے زندان کے آس پاس

عارض کا نور اونکے لبون پہ نہین محیط
بجلی چمک رہی ہی بدخشان کے آس پاس

اوسوقت اشتیاق مرا لیچلے مجھے
پردہ نہ ہو جب درجانان کے آس پاس

یہ آرزو رہی کہ تمہارا سمند ناز
گذرا کبھی نہ گور غریبان کے آس پاس

جلوہ دکھائیگی یہ رے ابا کی روشنی
چمکیگا نور گور غریبان کے آس پاس

ہم دلکو اشتیاق مین دوڑا رہی ہین یار
قبضے کے آس پاس نہ نخدان کے آس پاس

جیسے کہ آجکل ہے مرا درد دل خراش
ایسے تو ہو رہے نہین کنعان کے آس پاس

کس کے ہو ہیں خوان کرم کا ادائے شکر
ہی لقمہ تہ جبڑا دہ تیرے دہان کے آس پاس

نالے میرے محیط ہوے یورپ کے ہین
یہہ شیر گونجتے ہین نیستان کے آس پاس

اعجاز آب تیغ سے قاتل کے دیکہنا
لالہ اوگیگا خاک شہیدان کے آس پاس

محشر مین یا رسول خدا کیجیو نگاہ
اعظم بہی ہوگا گوشۂ دامان کے آس پاس

کہتے ہین قسم کہا کے جو رکہتے ہین سیا ہوش
یہہ گیسوؤن والے نہین رکہتے ہین بجا ہوش

جامہ سے کہتے دیتا ہے باہر بدن یار
ہے اور تکلف کہ اوڑاتی ہے قبا ہوش

قسام نے پابند کیا امر و نہی کا
سودے کی جگہہ سر مین ہمارے جو بہرا ہوش

پابند محبت ہین وہ گیسوے بتان کے
جن لوگون کو اللہ نے بخشا ہے رسا ہوش

طوف حرم دل کے لیئے اوڑکے پہنچا
کعبہ کی قسم رکہتا اگر قبلہ نما ہوش

برسات کے ایام مین پیئے بادہ وہ یار
طاؤس چمن کے بہی اوڑاتی ہی صبا ہوش

ہشیار رکہو گو وہ پیئے تو ہو موسم گل مین
اپنے تو اوڑا لیگی گلشن کی ہوا ہوش

ہم بادۂ گلرنگ بہی پینے نہین پاتے
پہلے ہی سے لیجاتی ہے ساقی کی ادا ہوش

آتی طرف نجد جو لیلی کی سواری
مجنون کے اوڑا لیگی آواز درا ہوش

دیکہی جو ملاحت شکم یار کی ہمنے
جاتا ہی رہا کہولتی ہی بند قبا ہوش

تم دور جو رہتے ہو تو رہتے نہین اوسان
تم پاس جو ہوتے ہو تو ہوتے ہین بجا ہوش

عشاق کے مذہب کا ٹہکانا نہین اعظم
بت پوجنے لگتے ہین جو دیتا ہی خدا ہوش

وہ تو کہتے ہین کہ کرینگے نہین ہم اخلاص
ہمکو دعوی ہے کہ کر دیوینگے محکم اخلاص

غیر سے بڑہ بڑہ کے جو کچھہ تمسے کہا کرتے ہین
چاہتے ہین کہ سیرے آپکے ہو کم اخلاص

عندلیبان چمن کو نہین غیرت آتی
گل سے راتون کو کیا کرتی ہی شبنم اخلاص

سینہ او بہرا ہوا دکہلا کے ملو دل سے بہ چند
چہوڑ نیکی نہین تجہسے تری محرم اخلاص

حال طومار عداوت کا نہ پوچہو ہمسے
یہہ وہ دفتر ہے جسے کرتا ہی ہم اخلاص

رنگ اور بو کیطرح بلبل و گل ملجاوین
چاہیے عاشق و معشوق مین باہم اخلاص

طبع یار تلون نے یہہ کر رکہی ہے
ایکدم بغض و عداوت ہے تو ایکدم اخلاص

دن بدن ہوتی ہے غیرون سے زیادہ الفت
ہمسے کرتے ہو میرجان بہت کم اخلاص

اسکی عادت ہے ہی مہر و کرم و لطف بعید
چہوڑ بیٹہا ہے ازل سے دل اظلم اخلاص

یار سے ایک طرح سے ہمسے نبہائی الفت
نہ بڑہایا نہ گہٹایا کبہی اعظم اخلاص

اپنے ربتہ کی مساوی ہے ہی کم اخلاص
نہ زیادہ ہی تعلق ہی نہ کم ہے اخلاص

ساقی جمشید کو ثر سے محبت ہی ہمین
بحر کونین ہین ہے ابر کرم ہے اخلاص

ہی گدا اور شہنشاہ برابر مجہکو
نہ تو ادہم سے عداوت نہ جم سے اخلاص

قل ہو اللہ سر قبر وہ پڑہ جاتے ہین
کرتے ہین بعد فنا کشتۂ غم سے اخلاص

پڑہ کے کہتے ہین یہہ دیکہ خم گیسوے دراز
راست بازان محبت ہم کم ہے اخلاص

ہم کبہی دیتے ہین اے عربدہ جو ظلم نکر
چہوڑ بیٹہے گا کوئی جور و ستم سے اخلاص

تجھسے ای رشک چمن خار جو رکھی اسکو
مثل شداد ہو باغ ارم سے اخلاص

تیرے مرضی کی خوشی مین جو رہا کرتے ہین
اونکو ہی عالم ایجاد مین غمسے اخلاص

نالو سے ہمین نفرت ہی کہ ہم رکھتے ہین
کشتۂ تیغ سے یا کشتۂ سم سے اخلاص

مدتون تیغ بکف آپ رہی ہین اب تو
کیجئے عاشق جانباز کے دم سے اخلاص

ہو چکا شکوہ بیجا کا زمانہ صاحب
اب تو لازم ہی کہ فرمائیے ہمسے اخلاص

کوئی اتنا وہ نہین سمجھا کہ اب اے ظالم سے
کیجئے لطف و عنایات و کرم سے اخلاص

ہمشاد سے غرض نہ صنوبر سے ہی غرض
باغ جہان مین قامت دلبر سے ہی غرض

اسکو زلال قند مکرر سے ہی غرض
زمزم کی چاہ ہی تجھے کوثر سے ہی غرض

مستونکو انقلاب جہان کی نہین خبر
بیخود ہین اونکو گردش ساغر سے ہی غرض

انکھیلیون کی چال سے ہمکو یقین ہوا
تیرے خرام ناز کو ٹھوکر سے ہی غرض

خط بھیجتا ہی دلبر عالیمقام کو
روح الامین کے بندیکو شہپر سے ہی غرض

ہمکو مدام بزم شراب و کباب مین
گہ شیشہ سے غرض ہی کبھی تر سے ہی غرض

مرنیکو بلاد شہادت کیواسطے
قاتل کو تیر ہونکے خنجر سے ہی غرض

دلکی کشش سے اوڑ کے پہنچا ہون یار تک
نہ خضر سے غرض ہی نہ رہبر سے ہی غرض

سوتو دیئے نہ اور زیادہ طلب کرے
آدم کو اپنے رزق مقدر سے ہی غرض

شب کو وہ اپنے گھر سے نکلتا نہین کبھی
اوس مہر اوج حسن کو خاور سے ہی غرض

اعظم کسیکا تابع فرمان نہین ہو نہین
حکم خدا و حکم پیمبر سے ہی غرض

صاحب ملت و دین کے نہین احکام غلط
یہہ وہ قاصد ہین جو کہتے نہین پیغام غلط

کام جتنے ہین ترے او بت خود کام غلط
وعدہ صبح غلط عہد سر شام غلط

دہن تنگ مین گنجایش تقریر نہین
کمر یار مین ہو جاتے ہین اوہام غلط

جلوہ افروز ہو جس رات وہ خورشید جمال
مطلع صبح کو اوس شب کی کہے شام غلط

ای بتو تمسے خدا ہمین جو رکہتا ہے امید
ہم سمجھتے ہین کہ سمجھا ہے وہ ناکام غلط

اپنے ابرو کی طرف دیکھہ کی کہتا ہے وہ شوخ
کرتی ہی دعوی خونریز یہہ صمصام غلط

ہوشیار ہے یہہ تاکید ہی مجھہ مجنون کی
میرے سودے کو نہ دلوائیو الزام غلط

دوستداران رسول عربی کا اعظم
نہ تو آغاز غلط ہے نہ تو انجام غلط

ہی جب تلک لحاظ تو ہی مہربان لحاظ
پردہ جو اوٹھہ گیا تو کہان تم کہان لحاظ

بیباک آپ ایسے ہو وینگے دیکھنا
ہے بیرنگی آج ہی ارغوان لحاظ

شکوہ پہ لب کہلے جو تمہارے تو دیکھنا
باقی رہیگا پھر نہ نہین دوستان لحاظ

ہو جسجگہہ نشان کف پای بوتراب
اوس سرزمین کا چاہیے ای آسمان لحاظ

پردہ تمہاری چشم تماشا پہ پڑ گیا
خلوت مین آگیا جو اونہین ناگہان لحاظ

گستاخ مین ہوا تو لگین گالیان مجھے
باقی رہا تمہین بھی نہ ایجان جان لحاظ

اوسکی حیا و شرم کا انداز دیکھنا
آنکھوں کو بند کرتے ہیں آیا جہاں لحاظ

خلوت میں بے حجاب نہ ہونا غضب ہے یار
کوئی نہیں ہے کرتی ہو کسکا یہاں لحاظ

اوس گلبدن سا ایک نہ دیکھا چمن میں گل
سو سو طرح سے کرتے رہے باغبان لحاظ

کہتا ہوں آج آپسے حال دل خراب
جب جی پہ آبنی تو کہاں جائیگا لحاظ

بے قدر ہیں کرو نہ شکایت لحاظ کی
اعظم تمہارا کرتے ہیں قدردان لحاظ

کیون اوس صنم پہ کرتے ہیں دیدار اجتماع
ضدین کا تو ہوتا ہے دشوار اجتماع

اعظم کرا ہے ہوش ہیں ہے یار اجتماع
لڑکوں کا ہو چکا سر بازار اجتماع

یہہ انتظار تا بہم آل رسول ہے
ہی راستوں پہ دیدۂ بیدار اجتماع

کچھہ در پہ اونکے بیٹھے ہیں کچھ ہیں کئے ہوے
کچھہ عاشقوں کا ہے پس دیوار اجتماع

وہ جھانکتے ہیں اوس سے جو گردن اٹھا کے
کرتا ہے نور رخنۂ دیوار اجتماع

رحمت کی شان انکی ہوئے پہ آکے
رکھتے ہیں اپنے ہوش گنہگار اجتماع

غیروں سے بھی او نہیں ہیں تلون ابھی خیال
ہر بار تفرقہ ہی تو ہر بار اجتماع

پردہ کا کر رہا ہی وہان ناز بند و بست
یہاں کر رہے ہیں طالب دیدار اجتماع

ایکدن تو عام خاص میں تشریف لائے
ہو جائے ایکدن سر بازار اجتماع

اعظم کو بار ملتی نہیں عرض حال کی
غیروں کا در پہ رہتا ہی ہر بار اجتماع

خون چاٹ چاٹ کر دم خنجر ہے باغ باغ
بیسر کے لوٹنے سے ہے یہ خود سر کا باغ باغ

گلشن میں چل رہی ہے نسیم طرب فزا
بلبل ہی باغ باغ گل تر ہی باغ باغ

صحبت ہی قدر دان کی ہر ایک شے کو مغتنم
ساقی کے دست پاک میں ساغر بھی باغ باغ

گلشن میں کر رہی ہے تیرا ذکر فاختہ
سن سن کے تیرا نام صنوبر ہے باغ باغ

راحت میں آپ ہیں تو ہمیں بھی نشاط ہے
تم ہو خوشی خوشی تو یہ مضطر ہی باغ باغ

دل اسقدر فضا سے چمن نے کیا نہال
وہ تنگ باغ باغ کے اندر ہی باغ باغ

بزم مشاعرہ بھی ہے جا طرب فزا
سامع خوشی خوشی ہی سخنور ہے باغ باغ

اسباب ظاہری کو بھی رونق ہمیں سے ہے
تم خوش ہوئے ہمیں کی تو زیور ہے باغ باغ

مسجد میں سن لیا جو واعظ سے تیرا ذکر
محراب خندہ زن ہے تو منبر ہی باغ باغ

تنہا نہیں ہی صحن چمن میں شگفتگی
اس غیرت بہار سے گھر بھی ہے باغ باغ

کس گل کے دیکھنے سے تم اعظم ہوئے نہال
کچھ اندنوں جمال منور ہے باغ باغ

ہر آہ کے ہمراہ نکلتا ہی دھواں صاف
لو دیکھ لو حال دل سوزاں ہے عیاں صاف

ہیں عاشق گیسوے معنبر یوں عجب کیا
عنبر کی سی بو دے میری آہوں کا دھواں صاف

خلخال کی آواز پہ ہے صور کا دھوکا
قد سے تری ہوتا ہے قیامت کا گماں صاف

اعجاز سے خالی نہیں تقریر تمہاری
دی تمہیں اللہ نے عیسیٰ کی زبان صاف

وہ شوخ جو گلشن میں ہوئیں تانی نکلا
بسمل کی طرح لوٹ گئی سبزہ جوان صاف

تقدیر سے اولٹی ہوئی تدبیر دل زار
دریا پہ گیا ہو گیا مجکو خفقان صاف

دہویا گیا محشر مین میرا نامہ اعمال
لکھا گیا دنیا مین ہوا جا کے وہان صاف

لعل لب جانان پہ نہین رنگ مسی کا
ہیہ آتش یاقوت سے اوٹھتا ہے دہوان صاف

ایسا ہی شب غم کا اگر طول ہے اعظم
گہبرا کے نکل جائیگی ایکدن مری جان صاف

لبد فنا بہی ہے اسے ٹہوکر کا اشتیاق
دیکہو تو اپنے کشتۂ خنجر کا اشتیاق

تکیہ سے آشنا نہین ہوتا مین راتدن
ایسا ہی مجکو زانوی دلبر کا اشتیاق

جام شراب ناب کو منہہ سے لگا کے
بر لاے کبہی لب ساغر کا اشتیاق

ایماے چشم یار سے ثابت ہوا ہمین
تیغ نگاہ یار کو ہے سر کا اشتیاق

طالب ہون ایسا دولت دیدار یار کا
مفلس کو جسطرح سے ہے کہ سونے کا اشتیاق

لیجائیگا مقام تمنا مین خضر دل
اس راہ مین نہین مجہے رہبر کا اشتیاق

آئے نہین ہین اپسے دولت سرا مین ہم
لاتا ہے کہینچ کہینچ ترے در کا اشتیاق

یا شاہ کربلا مجہے جلدی بلائیے
اعظم کو بہی ہے روضۂ انور کا اشتیاق

مٹی ہی گر نجیل سے ہے مین کیمیا کی خاک
سونا ہے دست صاحب جود و عطا کی خاک

گلشن تیرے رشک سے اے کربلا کی خاک
پردہ مین بو کے چہرۂ گل سے اڑا کی خاک

تحریک کچہہ ضرور نہ تہی انکو ان سے
جنگل مین لیے ہوا میری مرقدون اڑا کی خاک

بیٹھا جو کوئی آکے وہان وہ غنی ہوا
اکسیر ہوگئی در دولت سرا کی خاک

گرد سم سمند کا تیرے گمان ہوا
پردی مین گرد باد کی دہوکا دیا کی خاک

چلتی ہی انقلاب کی دنیا مین جب ہوا
شاہونکی سر پہ پڑتی ہی پائی گدا کی خاک

اللہ رے اشتیاق کہ کوچہ سے یار کی
اوڑتی نہین ہی کشتۂ ناز و ادا کی خاک

ساقی نے شیشے کہولکی رکہی غضب کیا
اوڑا اوڑ کی آفتاب سے اوپر ہوا کی خاک

روئی زمین پہ تو جو کریگا خرام ناز
مین طوطیا کرونگا تیری نقش پا کی خاک

دامن بہرا صبا نی عبیر ادسے
اوس گل نے جب وہ تار کیے جہاڑی قبا کی خاک

ایخضر مجہکو چشمۂ حیوان نچاہیے
آب بقا ہی میرے لیے کربلا کی خاک

ای آسمان ابتو کدورت سے درگذر
چہنوائی تو نے مجہسے بہت جابجا کی خاک

برباد گر کیا ہی تو اتنا تو کر فلک
گیسو پہ اوڑکے جا پڑی اسیر بلا کی خاک

اعظم جو خاک ہو تو بحق ابو تراب
یا تو نجف کی خاک ہو یا کربلا کی خاک

تیر نگہ خون سے دم عزم شکار رنگ
لا صید گاہ عشق مین ای شہسوار رنگ

گر چاہتا ہی صید معانی کا مشغلہ
صیاد میرے خون سے دام شکار رنگ

رودیا میرے مقابلہ مین گر فلک لہو
ہوویگا آنسوونکا مرے آبدار رنگ

ہین رفتہ رفتہ خاک رہ عام ہوگیا
لایا ہی آخرش میری دلکا غبار رنگ

روشن ہی جیسے پردۂ فانوس مین چراغ
یون ہی تہ نقاب تیرا آشکار رنگ

ہمنی جو آکے گلشن ہستی کی سیر کی
دیکھا ریاض دہر کا ناپائدار رنگ

خون شہید دست نگارین سے لال کر
پائی حنا طلب کو بھی اب اسی نگار رنگ

حسن لطیف سیر کے قابل ہی یار کا
رد غیرت چمن ہی تو رشک بہار رنگ

اللہ رے نازکی جو نقابین لیا اوسے
کچھ اور ہوگیا دم بوس و کنار رنگ

اودگی دامن قاتل سے کبھی نہین
لاویگا میری خون کا ایکبر و دبار رنگ

ساقی شتاب بادۂ گلگون کا جام دے
لائی ہے کیفیت کا نسیم بہار رنگ

ہوگیا وہ خود تیرے پاؤن کو دیکھکر
دزد حنا بہی ہے نکالی نگار رنگ

کہتا ہے مجکو دیکھکے نیرنگ آسمان
ہوا ایسے عارضون پہ شفق کا نثار رنگ

اعنظم بقول حضرت مظلوم ابکی سال
کیا کیا مچا رہی ہے چمن مین بہار رنگ

ہین وحشیون مین ہم تو گنہگار سے الگ
اسواسطے کہ پاؤن پڑے خار سے الگ

افشان ہی اونکی ابرو خمدار سے الگ
جوہر دکھائی دیتے ہین تلوار سے الگ

دربان تمہارا مجکو اوٹھاتا ہے کسلئے
بیٹھا ہون مین تو سایۂ دیوار سے الگ

کثرت مین کم نہ جانیے انسان کی بود کو
قطرہ نہین ہیہ قلزم زخار سے الگ

مرکز مرا ہے جادۂ نگاہ سیدھا چلا ہوا
رکھتا ہون اپنی چال مین پرکار سے الگ

اسواسطے کہ میرا خریدار کون ہے
گذریگا قافلہ مرا بازار سے الگ

پہلا طلسم توڑ ہی شرم و حجاب کا
پردہ کو آج کیجیے دلدار سے الگ

روح رواں ہوئی تھی یہہ کہکر شریک تن
ہو جاؤنگی مین منزل دشوار سے الگ

یہہ تو کہو کہ کون کریگا وفائی قول
تم تو ابہی ہی ہو گیے اقرار سے الگ

پوچھو نہ اپنے ابروئے خمدار سے غبار
جو سر یہہ ہی ہنو ویگا تلوار سے الگ

دیکھو کہان سے آتا ہی پانی نصیب کا
ہوتی ہی سیب ابر گہربار سے الگ

اچھا ہوا کہ غیر کے ذمہ رہا قصور
مین بچگیا نتیجۂ تکرار سے الگ

مجہہ خانمان خراب کو کوسون سے دیکھکر
سایہ بہی بہاگ جاتا ہے دیوار سے الگ

اپنا تو قول ہے کہ قیامت ہو کبہی
فتنہ اگر رہے تیری رفتار سے الگ

ہم وحشیون کی سر کو الہی بچائیو
پتھر ہوے ہین دامن کہسار سے الگ

اب تو یہہ حکم ہے کہ نہ آدے وہ سامنے
اعظم کہڑا ہو رخنۂ دیوار سے الگ

دیکھتے رہتی ہی دریش نگاہو کب تک
جستجو یار کی دوڑاتی ہی ہر سو کب تک

راہ دیکھے نہ صبا کو بہی سر مو کب تک
تم چھپاؤ گے پرستار سے گیسو کب تک

دل بیتاب کو بیتاب نہین کسدن آرام
چشم خونبار سے تھمتی نہین آنسو کب تک

اس توقع پہ سبہی جاتے ہین ایذا ہم بہی
دیکھتے ہین کہ بدلتی ہی تری خو کب تک

ضبط گریہ مین غم یار سے جیتے یہہ کہا
دیکھنا ہی کہ نکلتے نہین آنسو کب تک

یار دیکھے گے تری چشم سیہ کا دہوکا
دوڑے آتے ہین سب مجھ سے وحشی آہو کب تک

نکہت زلف سے سودا نہین جاتا سر سے
دیکھئے مغز مین رہتی ہے یہہ خوشبو کب تک

دل دکھا دیگی ہم آغوشی جاناں کی ہوس
دیکھیے درد کریگا میرا پہلو کب تک

بانیٔ عالم تری قامت دلچسپ سے یار
سرکشی کرتا ہی شمشاد لب جو کب تک

دیکھیے یار کے جوڑے پہ فدا کرنے کو
ہاتھ آتے ہیں میری نافۂ آہو کب تک

منہ سے یہہ بھی نہ نکالینگے یہہ مظلوم
کہ کھڑی ہوگی عدالت کی ترازو کب تک

رشک ہے اعظم کو تمنا ہے ہم آغوشی کی
اسکی تقریر سے نکلیگا یہہ پہلو کب تک

پڑ گیا داغ رخ مہ میں قمر ہونے تک
لگ گیا عیب بڑا اہل ہنر ہونے تک

منہ کہلے سیپ کا یارب کہیں نیساں برسے
کان محبوب کے خالی ہیں گہر ہونے تک

پیچ وسعت دم کا عقدہ نہ کھلیگا ہرگز
دست گستاخ ہے قابو میں کمر ہونے تک

خلقت حضرت آدم سے یہہ احوال کھلا
بیچ بیکار تھا دنیا کا بشر ہونے تک

عمل خیر کی تدبیر کرو جیتے جی
چاہیے زاد سفر پاس سفر ہونے تک

یہہ نہوگا تو نہوگی کوئی آفت نازل
سب خرابی ہے جہاں میں مرا گھر ہونے تک

دیکھنا دیدۂ یعقوب رہیگا بے نور
سامنے چشم کے یوسف سا پسر ہونے تک

جیتے ہیں آتا ہی کہ یہہ آہ جگر سے پوچھیں
ہم رہینگے دل جاناں میں اثر ہونے تک

صبح کے ہوتے ہی بے نور ہوئی بزم تماشا
تھا تماشا ہی شب عیش سحر ہونے تک

جلوۂ وادی ایمن کا تصدق یارب
چشم روشن رہے دیدار نظر ہونے تک

تم جو جاؤگے تو پھر اسکے نکلجائیگا جی
زندہ رہیگے ہوتی ہی پہلو میں جگر ہونے تک

میری راحت کے دعا مانگیو اپنی زلف سیاہ
تیرے سودا کی جگہہ دہیے میرا سر ہونے تک

اونکا دیدار ہی آنکھون کو میسر ہوگا
حشر گر روز قیامت کے سحر ہونے تک

نام جاینگا لیا آپ کے بیتاب ہون مین
بیٹھے بیٹھے نہ قابو مین جگر ہونے تک

شان رزاقی رزاق تو دیکھو اعظم
رزق مقسوم دیا زیست بسر ہونے تک

دیکھ کر غاشیہ توسن خوشرنگ کا رنگ
ہو گوارا نہ سلیمان کو پھر اورنگ کا رنگ

ہوا چہرۂ محبوب سے غصہ زائل
صلح کے بعد ہی زائل ہوا جنگ کا رنگ

لب شیرین نے تیری کام کیا کیا دم نوش
شربتی کر دیا بالکل قدح بنگ کا رنگ

رات تاریک بنائی ہی تو دن نورانی
دیکھتا ہو نہیں شب و روز عجب ڈہنگ کا رنگ

ترک الفت کا ارادہ تو میرے دلمین نہ تہا
ہو فا تو نی بگاڑا میرے آہنگ کا رنگ

ہو سیاہی سے سفیدی بدل العمر دراز
روز افزون ہو تیری کاکل شبرنگ کا رنگ

تیری خنجر مین لہو دیکھ کے پوچھے جو کوئی
تو یہہ کہدیجیو قاتل کہ یہہ ہی زنگ کا رنگ

تیرا جلوہ دل اغیار کو کر دیے پرخون
لال خورشید جہانتاب کرے سنگ کا رنگ

بوسہ ہائی دہن تنگ کا مشتاق ہو کیون
پوچھتے کیا ہو تمہارے دل تنگ کا رنگ

لائی قسمت جو تیری دشت حمایت مین اوسے
شیر کیطرح ہوا آہوئی پالنگ کا رنگ

سرخ رو ہو دیگا ہر چند سیہ کار ہے یہہ
دیکھنا حشر کے دن اعظم بے ننگ کا رنگ

دیکھیے گا اثر دیدۂ نمناک کا رنگ
ہوگا آبی لبِ مردن بھی میری خاک کا رنگ

عکس اندام سے گلرنگ ہے پوشاک کا رنگ
صاف ظاہر ہے تمہارے بدن پاک کا رنگ

دود آہ شرر افگن تو نہ ہا ہے تاثیر
آتشی کیون نہ ہوا گنبد افلاک کا رنگ

سرخ پوشاک پہنتا ہی وہ بے پیر خاطر
زرد ہوتا ہے رقیبان ہوسناک کا رنگ

خون مقتول سے گر جوش محبت مارا
تو نہ دہو لائیگا قاتل کبھی فتراک کا رنگ

چادر نور کا مشتاق جو ہو شمع کہلے
شب تاریک مین دیکھی تیری پوشاک کا رنگ

کی ہی قاتل نے مگر خاک شہیدان پامال
لال ہی نعل سم توسن چالاک کا رنگ

جوش شادابی انگور سے ٹپکے ہی شراب
سبک تو دیکھتے ہو تم شجر تاک کا رنگ

گرم رفتاری مین کرتے ہو تم اعجاز خلیل
سرخ ہو جاتا ہے نقش قدم پاک کا رنگ

گردش چرخ نہ کیون گردش دامن سو مجھے
آسمانی ہی میری یار کی پوشاک کا رنگ

ہون سیہ کار مین ایسا جو ہون ہاتھہ جام
رنگ ہو بادۂ گلرنگ کا تریاک کا رنگ

باغ جنت مین جو ہوگی ہوس گل اعظم
دیکہ لین گے کفک صاحب لولاک کا رنگ

میرے داغونکو جو صرما ہو تم ہین کیسے پہول
رہے بیہے ہین دیدہ ہین ہاہنان جیسے پہول

ایکدن ان سب کولادین گے وہ اپنی رنگت
اونکی گلگونہ مین سب ملتے نکلینگے لب پینک کے پہول

سچ ہے ہی سختیان کہین انتظار یار نے
ہوگئے بستر کے سارے پہول کی ماسے سے پہول

تیری آنکہونکو جو رغبت کی نگہ سے دیکہ لین
دیدہ اہل نظر کی آنکہ مین نرگس کے پہول

سوز مرجاتے ہین صدہا عاشق ناجستہ
یہہ نتیجہ پایے اونہاین وہ بہلا کب سکے پہول

ایجنون سرسبز ہون نخل مغیلان سیکڑون
جوش وحشت مین دکہاتے ہین تماشا اسکے پہول

پہول ہی اوہٹنیے نہ دیکہے ہینے اوسکے بعد مرگ
دامن مقصود مین دیکہا کیے تہے جسکے پہول

لالی ہی تقدیر اوس گلشن مین سدا پہولن جہان
آہنی شاخین ہنجی پتیان اوسکے پہول

ہاہنیے ای گلرو تمہاری آج آنکہین دیکہکر
دامن نظارہ مین بہر بہرے نرگسکے پہول

حسن رنگین کا تمہارے باغ ہی ہی شیفتہ
خاک مین مل مل گئے ہین آپ پر سنبلکے پہول

عاشق صادق جو مرتا ہی تو مرجاتے ہین وہ
گلشن فردوس مین جو دین کرینگی اسکے پہول

پردۂ برگ حنا مین دیکہئے گا باغ سے
ہاتہ پوسی کو تمہارے آینگے اس رنگ کے پہول

باریسے آویگا ایسے اعظم نہال آرزو
گلشن امید مین پہوسے ہوے ہین اسکے پہول

بہردی میری مغز مین بوی بدن گل
صدقے ترے آینگے نسیم چمن گل

دونون کی صدا ایک ہی گوش شنوا مین
بلبل کا ترانہ ہو کہ ہو وے سخن گل

بہر دیگا وہی دامن مقصود مین گوہر
جیسے وہ شبنم سے بہرا بہرے ہین گل

اندیشۂ صرصر ہے نہ اندیشۂ گلچین
کیا گلشن تصویر ہے دارالامن گل

می مجکو پلاؤن جو ملے ساغر خورشید
سبزی تری چہاؤن تو ملے بیرہن گل

سیرہے دل مردہ کی نہ کی پائے تدبیر
سچ ہے کوئی کرتا نہین شکر کفن گل

پر دیپے نکلتا ہے جو اونکا رخ رنگین
بہرجاتے ہی آنکہون مین مرا انجمن گل

دیکھی نہ کسی میں یہ نزاکت نہ لطافت
اللہ کی قدرت سے بنا ہے بدن گل

ایسا تو نہیں باغ جہاں میں کوئی کمگو
بس ایک چٹکنے کی صدا ہے سخن گل

انصاف یہہ ہے بیچ کے مرغان چمن کو
صیاد کرے باغ میں صرف ثمن گل

ہم جانتے ہیں پوست کو نافہ کی برابر
اپنوں کو ہم کہتے ہیں مشک ختن گل

سوتے تھے کہاں راتکو تم سیج پہ اوپر
موجود بدن میں ہی تمہاری شکن گل

پہولونکا وطن باغ ہی کو جانتے تھے ہم
ہستی نے کہا ملک عدم ہے وطن گل

اوسکا جو اڑا رنگ تو اسکا بہی اڑا ہوش
ہے بلبل بیتاب شریک محن گل

آتے ہیں مجھے دیکھنے مشتاق گلستان
مجکو مرے داغوں نے کیا ہے چمن گل

سودا ہے گذشتہ نہ مجھے یاد دلاؤ
دیوانوں سے کرتے نہیں ذکر کہن گل

معلوم ہوا گلشن توحید میں ہمکو
غنچوں کا چٹکنا ہے صدائے دہن گل

پہولوں میں جو اونکو نظر شوق نے تولا
کانٹے میں مزہ کی ہو اسکیں وزن گل

عاشق ہے کسیکے گل رخسار کا اعظم
کمبخت کو بہاتی نہیں سیر چمن گل

یون تڑپتے ہیں جدا ہوتے ہیں جب دو ملکے دل
جس طرح جیسے بسملان کوچہ قاتل سے دل

آپ کسکسکو نہیں ہیں بزم عالم میں عزیز
اہل محفل سے جگر حضار بر محفل سے دل

دیکھئے تو دیکھا ہے روز ازل سے تمہیں
اپنے سینہ میں نہیں ہے عاشق بیدل کے دل

کارسازی یاد دلواتا ہی تیری ای کریم
صاف عقدے کھول دیتا ہی میری مشکل کے دل

صاف کہدین وہ کلیم طور سے گر پوچھئے
نور کے بگلی ہین ارباب صفا منزل کے دل

تیرنے کی دست دریا مین اب نہین طاقت ہے
بحر غم مین ڈہونڈتا ہی آسرے ساحل کے دل

کسطرح اوسمین نہونا عشق مجنون کا اثر
اثر شوق بہولی ہین ہا صاحب محمل کے دل

دست صانع سے ہوا ہے جسم اعظم کا خمیر
جاہلون کا غافلونکا ناقصون کا ملکے دل

زور رونے پہ جو بہار گلتر ہے آج کل
ہر بال عندلیب کا شہپر ہے آجکل

پامال آسمان میرا پیکر ہے آج کل
قسمت مین اس جہاز کی ٹہوکر ہے آجکل

بولے ملک سوار جو دیکھا حسین کو
عرش کریم دوش پیمبر ہے آج کل

باب فتوح عشق کہلا ہے میرے لیے
یاد مراد نبد میرے گہر ہے آج کل

آشوب روزگار کو بہی بیستی ہین وہ
ٹہوکر سے نیچے فتنہ محشر ہے آجکل

حال ہوا اس وہوش حز دیکھ نہ پوچھئے
مجھسے علحدہ میرا لشکر ہے آجکل

چمکا دیا ہے جلوہ حسن شہاب نے
ہر ذرہ اونکی راہ کا اختر ہے آجکل

دو دن کو تم گئے تو یہ مجکو یقین ہوا
روح بدن مقام سے باہر ہے آجکل

مجھ خانمان خراب پہ تنہا ستم نہین
شکوہ جفا یار کا گہر گہر ہے آج کل

فتنہ پناہ لگتا ہے اونکی چال سے
پیہم خرام ناز مین ٹہوکر ہے آجکل

اوڑا دشت نجد مین مجنون کا قافلہ
پاری نقیب قیس بہی یاد ہے آجکل

اپنے صفا قلب کا حیران کار ہون
آئینہ حجاب سکندر ہے آج کل

اک بوسیہ رہا ہے پچہانیکے واسطے
بستر مرا فقیر کا بستر ہے آج کل

ایسا ہوں فکر عمر دو روزہ مین بہولا
دن رنج کا خوشی کی برابر ہے آجکل

بار جنون سے پاؤنکا اوٹہنا محال ہے
دیوانگی چڑہی ہے مرے سر پر ہے آجکل

ایچرخ آدہی چہٹنے مہ فرصت کا وقت ہے
اعظم جفائے یار کا آخر ہے آج کل

نقیر گو نہین کہتا ہے آب و تاب مین گل
تیرے رخکی مقابل ہی کس حساب مین گل

اگر ہے سیج سے تو لادیگے اضطراب مین گل
سنا ہی ہو لیتے ہین تختہ گلاب مین گل

خدا کو یاد نہین ملکر جو دہ سوار ہوئے
لگک دکہاتی ہے حلقہ رکاب مین گل

سدا بہار مین آتے ہین دیکہنے تجکو
پڑے ہین تیرے لیئے کیسے اضطراب مین گل

سوال بوسہ عارض مگر قبول ہوا
کہ اوس نگار نے بہیجے ہین جواب مین گل

بوقت نوش جو عکس رخ حبیب پڑا
دکہائی دینے لگی ساغر شراب مین گل

خیال جلوہ دیدار دل مین ہے اعظم
کہلے ہوئے ہین یہان خانہ خراب مین گل

غزل در صنعت غیر منقوط

اسکو گر ہو سر عطا ہمدم
لو کا کوہ ہو طلا ہمدم

مالک ملک اور کو کر دو
ہمکو در کا کرو گدا ہمدم

وصل دلدار ہو الم ہو دور
ہو اگر طالع رسا ہمدم

وصل اوس ماہرو کا حاصل ہو | کارگر ہو اگر دعا ہمدم
دل کو سودا ہوا رگ گل کا | ہمکو وہم کمر ہوا ہمدم
درد دل اور ملال دل آرام | گاہ کم گاہ ہو سوا ہمدم
مارا ہمکو دکھا دکھا کر آہ | طول کاکل کا سلسلہ ہمدم
علم اسرار کا کرو آگاہ | حال کہہ دو کھلا کھلا ہمدم
طول کاکل کا کم کرو للہ | ہمکو سودا ہوا سوا ہمدم
ہوگا سالار عسکر اسلام | در احمد کا ہر گدا ہمدم
صدمہ درد دل کو دور کرو | کام دو ہمکو دوسرا ہمدم
واسطہ ہوگا راہ مولا کا | آل احمد کا سلسلہ ہمدم
کام موسی کا تو ہوا حاصل | طور سرمہ ہوا ہوا ہمدم
عدل عادل دو دا ہوا دل کا | داد رس درد رس ہوا ہمدم
آسرا دل کو ہر طرح ہوگا | درد اسم رسول کا ہمدم
اعظم
دل اعدا کو ہر طرح ہوگا | آل احمد کا آسرا ہمدم
ہوئی تھی طاقت فرہاد کوہسار میں ہم | نگاہ قیس تھی لیلی کے انتظار میں ہم
پڑے ہیں الفت حسن شباب یار میں ہم | خود انقلاب کی صورت ہیں روزگار میں ہم
ہوا کی طرح سے لپٹے ہوئے غبار میں ہم | اڑا کیے ہیں رہ عشق بے سوار میں ہم
فزائے باغ کا عالم نہ پوچھیے ہمسے | ہمیں خبر نہیں بیہوش تھی بہار میں ہم

فنا کے بعد جو تم فاتحہ پڑھو آکر
رہیں قرار سے محشر تلک مزار میں ہم

حرم میں دیر میں پھر پھر کے ڈھونڈتے انکو
کہیں کے رہے اگر اونکی انتظار میں ہم

جگہہ ملی ہے جو یہ دیکھیں شور کرتے کے
سما گئے ہیں دل عندلیب زار میں ہم

جناب موسی عمران نے بھی نہ دیکھی تھی
وہ چشم دیکھے چلے ہیں تلاش یار میں ہم

وہی میں ہم کہ کھٹکے ہیں چشم آہو سے
شغال جانتے تھے شیر کو شکار میں ہم

شباب میں ہوئے پیر سیکے خونسے ملال
خزاں کی ٹھوکریں کہا گئے بہار میں ہم

ہجوم عام ہوا اشتیاق مشہدون کا
گئے وطن سے جو اعظم کے دیار میں ہم

ہو رہے ہیں اندنون برہم زمین و آسمان
پھر گئے ہیں یار سب ظلم زمین و آسمان

پھر امید پر آرام سے ہے وہ اگر آرام ہے
ہیں تمہارے دور میں بے نظم زمین و آسمان

چند دن گر اسصورت جو بتائی رہی
کیا عجب سر پر اوٹھالیں ہم زمین و آسمان

ہجر کی شب بیقرار ایسے دل مجبور کے
رات بہر ہلتے رہے پیہم زمین و آسمان

بس دہی سے چاہئے امید استقلال کی
جسکی طاقت نے کئے محکم زمین و آسمان

اسطرح غل کرتے ہیں بیٹھے گرد گرد ابیار کو
ہنستے ہنستے ہو گئے بیدم زمین و آسمان

ہم تو کیا ہیں آپکو جان جہان
ہو نہ پائے تھے کبھی محرم زمین و آسمان

اسطرح روتا ہے وہ ہم خاکسار رونے سے
جسطرح سے ہو گئے باہم زمین آسمان

تم پھرے ہم سے خفا ہوکر کہ دو نو پھر گئے
بندہ پرور ہو گئے برہم زمین و آسمان

بے تامل منہ مین جو آتا ہے کہہ جاتے ہین وہ
چھپکے بیٹھے دیکھتے ہین ہم زمین و آسمان

اسمین گنجایش ہے جو اوسمین و گنجایش کہان
وسعت ویسے بہت ہین کم زمین و آسمان

چلا ادن سے چاپلوسی کی کرینگے گفتگو
یار کو دکھلائینگے اعظم زمین و آسمان

پیارے آپکے تو پھول بھی ہین خار باغ مین
گر تم نہین تو کچھ بھی نہین یار باغ مین

غنچے دکھائی دیتے ہین طیار باغ مین
موجود ہین بہار کے آثار باغ مین

حاضر ہوا تھا مین در جنت نظیر پر
تشریف آپ رکھتے تھے سرکار باغ مین

کس گل کا اشتیاق نسیم چمن کو ہے
آتی ہی دوڑ دوڑ کے ہر بار باغ مین

آئیگا کون پردہ نشین سیر کے لیے
ہوتے ہین بند رخنہ دیوار باغ مین

ہمراہ مجکو باغ مین تم لیچلے تو ہو
اغیار سے نہ بولنا زنہار باغ مین

مشتاق چھوڑتے نہین گلشن بھی اونہین
باہر کھڑے ہین چار تو دو چار باغ مین

پھولونکی سیر کرنیکو آیا نہین ہون مین
مجکو تو آپسے ہے سروکار باغ مین

ہی موسم بہار مین ساقی کا التفات
ڈھلتی ہی اندنون مئی گلنار باغ مین

اے عندلیب نالہ کشون سے نہ بولیو
اچھا نہین ہے تیرا تکرار باغ مین

گیسو نچوڑتا ہے نہا کر چمن مین یار
چھایا ہوا ہے ابر گہربار باغ مین

تاراج پھول ہوتے ہین گلچین کے ہاتھ سے
لٹتی ہی عندلیب کی سرکار باغ مین

جاتا ہے جب وہ رشک پری سیر کے لیے
دیوانہ سا ہوتے ہین دو چار باغ مین

ای رشک آفتاب جو تیری نظر پڑے — سورج کبھی ہو رخنۂ دیوار باغ نہین

اعظم مین بے سبب نہین پہرتا چمن چمن
ہے ایک گلبدن پہ سرو کار باغ مین

ہمین کو اونکی طرف دیکھنے کی تاب نہین — وگرنہ وہان کوئی پردا نہین حجاب نہین

ہی سرو رنگ واقف دل خراب نہین — وہ میکدہ ہی ہمارا جہان شراب نہین

تمہارے حسن جہان سوز کا جواب نہین — کوئی تمہاری طرح رشک آفتاب نہین

بیاض گردن محبوب کا جواب نہین — کتابخانۂ عالم مین یہہ کتاب نہین

ہماری آہ تو جاتی ہی عرش اعلی تک — اثر جو ہو تو نہ ہو جائے اضطراب نہین

کوئی سوال کریگا تو کیا کہین گے ہم — ہمارے نامۂ اعمال کا جواب نہین

ہر ایک شخص کو تیری تلاش رہتی ہے — دکھون ہے جو ترے واسطے خراب نہین

برنگ سیل چلا ہون بحر ہستی مین — کہ سر ہے پاؤن ہے ٹوٹا سر حباب نہین

شباب کی نہین امید عہد پیری مین — یہی وہ دن ہے کہ جسدن کہ انقلاب نہین

جو اونسے کیجیے تقریر تو نہین سنتے — جو اونکو بھیجیے تحریر تو جواب نہین

جلال وہ کہ جسے سنکی ہوش اوڑتا ہے — جمال وہ کہ جسے دیکھنے کی تاب نہین

ازل سے سلسلۂ زلف کے اسیر ہین ہم — ہمارے دور تسلسل مین انقلاب نہین

نیا ہے قصر سخن اور سمجھے اعظم
بنے وہ بیت کہ جس بیت کا جواب نہین

بھلا ہوا کہ جو ساقی نہین شراب نہین
یہان بہی عہد جوانی نہین شباب نہین

ہمارے صبر ایوب کو بہی تاب نہین
تمہارے جور کی کچھہ حد نہین حساب نہین

ہمارے دلکی تڑپنے کا کچھہ حساب نہین
وہ کہہ رہے ہین ابہی اسکو اضطراب نہین

نہ محتسب کی شکایت ہی اور نہ قاضی کی
وہ کیا کرین ہمین مقسوم مین شراب نہین

جو کچھہ زبان پہ ہے وہ ہمارے دل مین ہے
ہمارے ظاہر و باطن مین انقلاب نہین

کچھہ اختیار نہین ہے عزیز پہلو پر
ترے کعبے مین دل خانمان خراب نہین

ہوا کو دہر سے نسبت نہ دست بکر و کو
نسیم گلشن جنت مین پیچ و تاب نہین

نہ مجھکو غیر سے رنجش نہ یار سے شکوہ
ملال دلکو نہین جانکو عذاب نہین

یہہ بانٹ جاتے ہین یا اوسکے بند کہلتے ہین
ہمارے ہاتھہ نہین یا تیر انقلاب نہین

غنی ہے نشۂ دولت کی کیفیت پوچھو
وہ کیا کہے کہ میسر جسے شراب نہین

مین جانتا ہون تجاہل کو اپنے مولا کے
یہہ جا و روز کی تنبیہ ہے عتاب نہین

قطعہ
ملک پکارتے ہین یا محمد عرش سے
کہ کوئی آپسا حضرت وہ لاجواب نہین

ثبوت اسکا ہے معراج کی حدیثون سے
حجاب آپکی کیونکر فلک حجاب نہین

در قبول پہ جانیکی دیر ہے اعظم
دعا وہ کونسی ہے جو کہ مستجاب نہین

کسی محل مین نہین ہی پس و دام ہین
پر طائر ہین کہ دو تو قفس کے لیے ہم ہین

آپکے دست نگر حضرت موسیٰ ہم ہین
آرزومند جمال ید بیضا ہم ہین

اسلیے چپ ہین کہ کوئی نہین سننے والا
ورنہ کہنے کو سراپا لب گویا ہم ہین

سوانگ لائے ہین نئے رنگ بدلتے ہین نئے
یہہ طلسمی ہے جہان اسمین تماشا ہم ہین

صفت خلوت کی بہی پردیکو ہین ہے چہپوا
پاکدامانی یوسف کے شناسا ہم ہین

غنچۂ گل ہین ہین کم سخنی سے اپنے
اپنے نالون کے سبب بلبل شیدا ہم ہین

یہہ نہ سمجھو کہ نہین دیکھنے والا کوئی
آپ پردہ تو اوٹھا دیجیے بینا ہم ہین

مرد عاجز ہین گنہگار ہین شرمندہ ہین
عرض کچھہ کر نہین سکتے ہین کہ کیا کیا ہم ہین

بند ہے پائی تہی نہ ترکیب ہم آغوشی کی
تب سے کہوئے ہوئے آغوش تمنا ہم ہین

ہمرے نالے بہی انا الرعد کی دیتے ہین صدا
ہمرے اشکون کو بہی دعوے ہے کہ دریا ہم ہین

کیونکون تہا اذن ہین منتظر ازل کے دن سے
کن کی آواز کا سمجھو تو نتیجا ہم ہین

شدت کلفت ایام مین عزت رہ جائے
کثرت رنج والم مین تن تنہا ہم ہین

شور نالون کا ہیرے دم سے ہی بتخانون مین
اپنی آواز سے ناقوس کلیسا ہم ہین

حشر کے روز کہین گی تیری دیدار طلب
دیر سے منتظر وعدۂ فردا ہم ہین

کوئی ہمسا نہین بازار جہان مین ناچیز
مشتری کوئی نہین جسکا وہ سودا ہم ہین

رتبہ عشق سے تھوڑی سے بہی بالا اپنا
عاشق قامت رشک قد طوبی ہم ہین

کوئی دنیا مین نہین ہمسا شرابی کمبخت
شام سے منتظر ساغر صہبا ہم ہین

دشت مین روشنی ہے دم سے ہمارے اعظم
زادئ قیس مین آبادی صحرا ہم ہین

تمہیں زبان ہو گو یا دہن کے پردے میں
وصال یا تمہیں اور مرغ نہال ہے ہو گا
یہیں سے جاے یہ ہستی جو ہمیشہ غور کیا
کسی کا راز نہانی نکر سکے ظاہر
کہیں سے بہ سیارہ کی نظر لگ جائے
فنا دامیں ہوا آسمانکا نام ہوا
جبیں سے قبر میں ظاہر ہے جلوۂ اسلام
تم اپنے جامہ سے باہر اگر ہوئے تو ہوئے
ہوا نبد ہی سے تمہاری ریاض عالم میں
جو غور کرتا ہوں معنی عشر نیرا پر
بہت خلاف ہے باطن ہمارا ظاہر سے
ہمار بزم جہان نہ پوچھیے ہمسے
رہیں قبر میں پہر کربلا یکہ خاموش
نہاں ہی گیسوے شبگوں میں عارض روشن
غرور سے ہمیں رہتا جو اپنے جامہ میں
کبہی نہ حرف تمنا زبان پر آیا

تمہیں دکہاتے ہو سخن کے پردے میں
گل مراد ملیگا چمن کے پردے میں
تمہیں دکہائی دیگے پیرہن کے پردے میں
زبانکو چاہیے رکہنا دہن کے پردے میں
چہپاو راز دلکو تو رتن کے پردے میں
زمین بچ گئی چرخ کہن کے پردے میں
چہپی ہیں میری ملت کفن کے پردے میں
خوشی خوشی وہ رہیں پیرہن کے پردے میں
دکہا رہے ہو تماشا تمہیں کے پردے میں
دکہائی دیتی ہے راحت محن کے پردے میں
بتو نکو پوجتے ہیں بت شکن کے پردے میں
کہلا ہوا ہے چمن انجمن کے پردے میں
علی کا نام لکہا ہے کفن کے پردے میں
چہپا ہے ماہ منور گہن کے پردے میں
حلول کرتا ہے شیطان بدنی پردے میں
خدا کی بات تو رکہ لی سخن کے پردے میں

بدل سے ہین کرشمے بتون کا دیکھ لیا | گرے کنشت مین ہم برہمن کے پردے مین

کبھی کھلی نگاہ نہ راز خطا میرا اعظم
چھپا ہوا ہون دلا ہے حسن کے پردے مین

وہ بال کھولے ہوئے جو نقاب پھرتے ہین | بلاکشان محبت خراب پھرتے ہین
کبھی شراب پیئے ہم خراب پھرتے ہین | کبھی بغل مین دبائے کباب پھرتے ہین
کچھ اور کام نہین انکو جو گردی سے | فقط دکھاتے انکو حسن شباب پھرتے ہین
پھر ابھی آتش الفت مین نوح کا طوفان | دھوئین اس آگ کے بنکر سحاب پھرتے ہین
الہی منزل مقصد پہ انکو پہنچا دے | یہ پاؤن ڈھونڈتے راہ ثواب پھرتے ہین
تمہارے واسطے سحر جہان فانی مین | ہوا شوق مین پھر کر حباب پھرتے ہین
چلے ہین کرکے ارادہ بتونکے ملنے کا | خدا نے چاہا تو ہم کامیاب پھرتے ہین
کوئی نہین ہے کہین انکا پوچھنے والا | جدہر وہ چاہین بے حجاب پھرتے ہین
جب انکی عارض روشن کا دھیان آیا | انکے سامنے دو آفتاب پھرتے ہین
ابھی سے ہوگئے نہ مست بتونکی یادونکو لغزش | ابھی تو بزم مین جام شراب پھرتے ہین
جنہون نے کوچہ رنگین سے انحراف کیا | وہ لوگ چھوڑکے راہ ثواب پھرتے ہین
ہزار دور کرے چرخ لاکھ گردش ہو | ہم اپنے قول سے کب اے جناب پھرتے ہین
پیمبرونکی مدد سے قاصد نہ ہوگئے | لیے ہوئے مرے خط کا جواب پھرتے ہین

ہوئی ہیں جو میرے مکتوب شوق کے حامل
سلامتی سے وہ سب کامیاب پھرتے ہیں

دواد وحش کی حقیقت نہ پوچھئے اعظم
پھرا رہا ہی ہمیں اضطراب پھرتے ہیں

نام خدا جو وحش نبی کے سوار ہیں
ہم بھی اونہیں کے دامن زین کے غبار ہیں

بیہوش ہیں جو عاشق گیسوے یار ہیں
کالی بلائیں اونکی سر دنیر سوار ہیں

اسمین نہ پہول ہیں نہ ثمر ہیں نہ بار ہیں
لیکن نہال غم میں شگوفہ ہزار ہیں

گلگون ہیں بادپا ہیں صبا ہیں شرار ہیں
تیرے سمند ناز بھی رشک بہار ہیں

لائی ہمیں قضا و قدر اوس مقام میں
جس جا جناب خضر غریب الدیار ہیں

اوس باغ میں ورود ہوا ہی آسمان سیرا
اشجار جس ریاض کے بے برگ و بار ہیں

سن لیجئے کبھی تو ہماری بھی التماس
ہم بھی تمہارے بندۂ امیدوار ہیں

جنگل یہاں سے آبلہ پائی سے لاکھ کوس
واں انتظار میں صحرا کے خار ہیں

سودا ہوا نکی ہو تو اوڑ انیکے واسطے
جہونکے تری غضب کے نسیم بہار ہیں

پڑتے نہیں ہیں پانو کسیکے زمین پر
وحشی تمہاری دوش صبا پر سوار ہیں

باہر نہونگی خاک بھی ہو کر دلوں سے ہم
شیشوں میں جو کہ بند رہے وہ غبار ہیں

حکمت سے ہی ہماری بھی ترکیب آب و گل
ہم بھی ظہور قدرت پروردگار ہیں

ہم تک بھی آئے نکہت گیسو کسی طرح
بوئی گل مراد کے امیدوار ہیں

مژگان کو اپنی آپ تو کہتے ہیں بیخطا
پہر تیر کون سے ہیں کہ سینہ کے پار ہیں

سینہ کا اپنے بھید چھپاتے ہو کس لیے
اسرار بھید نہان تو نہین آشکار ہین

ملتا ہی دن کو چین نہ آرام رات کو
ہم مبتلائے گردش لیل و نہار ہین

پیسا ہی آسمان نے ہمین خوب آرین
کھسکے نہ جو نگاہ مین ہم وہ غبار ہین

پردے مین منہ چھپا سکا ظاہر ہوا نہ حال
اسرار ورنہ غیب کے سب آشکار ہین

ہووے نہ کس طرح سے یہی دست کو فراغ
دینے کے ہاتھ اہل کرم کے ہزار ہین

ثابت کرینگے وہ دہن ناپدید کو
اس نقطۂ دقیق کے جو رازدار ہین

دیکھا تو بحر ہستی ناپائدار ہین
جو آشنا ہین دام اجل کے شکار ہین

کیا پوچھتے ہو حال جوانان باغ کا
رونق فزائے پشت سمند بہار ہین

زلفو نکو اونکی دیکھ کے کہتے ہین اہل ہند
اعظم اسی کمند بلا کے شکار ہین

خوشی دیکھتے ہین محن دیکھتے ہین
تماشائے چرخ کہن دیکھتے ہین

گل بوستان ارم سے زیادہ
شگفتہ تری انجمن دیکھتے ہین

پھر سے بتکدے مین یہ عیب صنم سے
برہمن کا صنعت شکن دیکھتے ہین

چڑھا ہوا نہین ہی زور جوانی
اکڑتے ہین اپنا بدن دیکھتے ہین

تکلم مین سنجیدگی ہو بیان کی
سخندان طرز سخن دیکھتے ہین

مجھے تنگ کرتے ہین عریان وحشت
جو پہنے ہوئے پیرہن دیکھتے ہین

جگہ دل مین کرتی ہے شیرین کے گویا
شفقت تری کوہکن دیکھتے ہین

خوشی دشت غربت مین جسے ہوتی ہو / وطن کو تو دار المحن دیکہتے ہین

ابھی دیر مین آزماتے ہین مجکو / طریقہ میرا برہمن دیکہتے ہین

سبہی پاؤن کاٹینگے اہل طریقت / شریعت سے باہر چلن دیکہتے ہین

بہارا نہین ہو دینگے جامہ سے باہر / یہہ وحشی ہوئے جو چمن دیکہتے ہین

جنہین شوق ہوتا ہے سیر چمن کا / وہ اگر تری انجمن دیکہتے ہین

جہگڑتے ہین آوارہ دشت غربت / جو مجکو قریب وطن دیکہتے ہین

کسیکو وہ اسمین بہا دینگے اعظم
بہت گیسوے پرشکن دیکہتے ہین

ذقن سے کنوئین چاہ بابل ہوئے ہین / غضب سے یہہ زہرہ شمائل ہوئے ہین

کلیجے کے کرتے ہو باتون مین ٹکڑے / تمہارے سخن زہر قاتل ہوگئے ہین

لبون کو ترے کون کہتا ہی شیرین / ہمین تو یہہ زہر ہلاہل ہوگئے ہین

سبہی علم و لیے ہین فرزند آدم / ہمین اس گہرانے مین جاہل ہوگئے ہین

جہان پر آشوب کی تہنیت مین / ہزارون جگہہ رقص بسمل ہوئے ہین

بہت ناگوارہ ہوا ہے فلک کو / جو آسان میرے کار مشکل ہوگئے ہین

ٹہکانا نہین اب ہمارے چلن کا / بتونکی طریقہ پہ مائل ہوئے ہین

تجلی مین رستے تمہارے گلی کے / خط کہکشان سے مقابل ہوئے ہین

بہت دہوکے دیگی اونکی فرزانگی سے / تمہارے لیئے فرض سے جو غافل ہوگئے ہین

ہمارے سراپا میں خواہش بھری ہے
کسی آرزومند کے دل ہوئے ہیں

جنہیں عشق ہے چشم وحشت فزا کا
وہ جاکر غزالوں کے شامل ہوئے ہیں

سنا ہے کہ وادی مجنوں سے اوٹھکر
بگولے بھی قربان محمل ہوئے ہیں

نہ سوئے ہیں شب کو نہ سوئیں دنکو
کسی پر کبھی ہم جو مائل ہوئے ہیں

اب اوسکے تعلق سے یارب بچانا
وہ تہمت لگانیکے قابل ہوئے ہیں

جو تقدیر میں ہے وہ ہو ویگا اعظم
یہہ لکھے کہیں خط باطل ہوئے ہیں

ہم اون شکاریوں کی رہگذر کو دیکھتے ہیں
جو نوچ نوچ کے ایک ایک پر کو دیکھتے ہیں

خیال اور کہیں ہے نگاہ اور کہیں
کدہر کو دہیان اونکا کدہر کو دیکھتے ہیں

دکہا دیتا ہے کسدن جمال یار کا دن
دعا نیم شبی کے اثر کو دیکھتے ہیں

خدا پناہ میں رکھے نگاہ والوں سے
یہہ لوگ وہ ہیں جو بار نظر کو دیکھتے ہیں

لیا ہے حسن جو اوسنے نہ یار آنکھوں میں
اس آفتاب کو ہم دوپہر کو دیکھتے ہیں

تمہارے آنیکا جو انتظار رہتا ہے
سحر سے شام تلک رہگذر کو دیکھتے ہیں

خدا کی قدرت کامل دکھائی دیتی ہے
نگاہ غور سے ہم جس بشر کو دیکھتے ہیں

کبھی جو آتا ہے آہین وہ بخت خورشید
تو رشک برج شرف اپنے گہر کو دیکھتے ہیں

یقین نہیں ہے جو اونہیں میری اشکباری کا
اوٹھا کے دامن مژگان تر کو دیکھتے ہیں

نہیں دکہاتی ہے تقدیر صبح روز وصال
ہم آفتاب قیامت سحر کو دیکھتے ہیں

لہو بدن مین ندامت سے سوکہہ جاتا ہے
جب اپنے آنکہہ سے دامان تر کو دیکھتے ہین

نکالکر جو انہین دیدیا ہے دل ہنسے
کبہی مجہے کبہی تیر جگر کو دیکھتے ہین

تمہارے جلوہ عارض محیط عالم مین
تمہین کو دیکھتے ہین ہم جدہر کو دیکھتے ہین

تمہارے گوہر دندان کے دیکھنے واسطے
کس اشتیاق سے درج گہر کو دیکھتے ہین

جہان پہ نقش تمہارے قدم کا ہوتا ہے
وہین یہ اعظم شوریدہ سر کو دیکھتے ہین

باغبان ہو نہ کہین سنگ گل تر کہتے ہین
جوہری آپکے دانتون کو گہر کہتے ہین

سرو کہتے ہین نہال گل تر کہتے ہین
کیا غضب ہے قدموزونکو شجر کہتے ہین

نہ دہان کان ہین اونکی نہ نہان ہے نہ زبان
نہ وہ سنتے ہین نہ ہم درد جگر کہتے ہین

پوچھتے کیا ہو میرا نام ہے کیا دنیا مین
اس خرابہ مین مجہے خاک بسر کہتے ہین

اوڑتی پہرتی ہی پہر خاک بگولہ کیطرح
اسکو عشق بت سرکش کا اثر کہتے ہین

پاؤن دہ ہے کہ ہو حد ادب سے باہر
جو جہکے سامنے تیرا دبی سر کہتے ہین

میکدہ آپ سمجہتے ہین جسے دنیا مین
ہم اوسے اہل خرابات کا گہر کہتے ہین

باغ فردوس ہے جاگیر مین حصہ میرا
مجکو بہی حضرت آدم کا پسر کہتے ہین

جو کہ پہلو سے نکل آیا ہے تڑپ کر باہر
دل اوسے کہتے ہین ہم اوسکو جگر کہتے ہین

جسے خوب جچا ہے چمن مین تو نے
مجہسے صیاد یہ ارشاد ہے پہر کہتے ہین

نام اوسکا ترقی مین بدل جاتا ہے
بڑہگیا روزن دیوار تو در کہتے ہین

جنکو دنیا کے بد و نیک سے آگاہی ہے
عیب کو عیب ہنر کو وہ ہنر کہتے ہین

بنے تیرے سامنے آتا ہے جو شیشہ آتے
مئے گلرنگ کو ہم خون جگر کہتے ہین

آبلے سوز جگر سے جو ہوئے ہین پیدا
ہم انہین نخل محبت کا ثمر کہتے ہین

لب اظہار زبان کو نہین کہلنے دیتے
دل کا احوال کسی سے جو اگر کہتے ہین

مو شگافون سے نزاکت کا جو کہتے ہین بیان
ماجرا عیب کا جو پا سے کمر کہتے ہین

گرمی جوش جو انہین سے لیے ہین بوسہ
کیون ہمیشہ دامن تقصیر کو تر کہتے ہین

اختیاری نہین رفتار ہماری اعظم
ہم ادہر جاتے ہین دوڑے وہ جدہر کہتے ہین

شام کا رزق بھی ہنگام سحر دیتے ہین
پیشگی لطف و عنایات وہ کر دیتے ہین

نہ گہر دیتے ہین عارف کو نہ زر دیتے ہین
پر غنی دولت کونین سے کر دیتے ہین

لوٹتے ہین جو مزہ زخم جگر دیتے ہین
ہم جراحت مین نمک پیس کے بھر دیتے ہین

ہمکو اول ہی سے صیاد ملے ہین ایسے
پر نکلنے نہین پاتے کہ کتر دیتے ہین

نجد مین قافلہ حی کے جرس کو سونپے
قیس کو آمد لیلے کی خبر دیتے ہین

شب معراج یہ جبریل نے سدرہ پہ کہا
بس نہین ہمکو بھی طاقت ہے سے پر دیتے ہین

ہی زبانون پہ انہین کی مرا مرنا جینا
آنے جانے کی تمہاری جو خبر دیتے ہین

کیا غضب ہے جو حسینون سے ملب کرتا ہون
نہ تو دل کرتے ہین الیس نہ جگر دیتے ہین

اے بتو شان الہی جو تمہین دکہلا دو
ہمکو کعبہ سے ابھی عرش پہ دہر دیتے ہین

دم رکا جاتا ہے صیاد و قلم کران کو
مجکو اندازِ نقش سنگ مین پر دیتے ہین

پہلو بیٹے عجز سے ہم او نکو اوٹھا لا وینگے
اور دفعہ او نہین دو چار بچھر دیتے ہین

آپ سے رہنے کا جو اقرار کرین تو ہم سے
خانۂ دل کا قبالہ ابہی کر دیتے ہین

اپنی تقصیر سے انکار کا یارا نہ ہے
ہاتھہ مین نامۂ اعمال کو دہر دیتے ہین

اپنے صیاد و ن کے ہاتھہ مین قضا لائی ہے
جو کہ جبر سے پر پرواز کتر دیتے ہین

سفرۂ عام تو ہے چار طرف بچھوایا
دیکھیے رزق ہمارا وہ کدہر دیتے ہین

ٹھیکرے بہی نفرا کے نہین رہتے خالی
رزق مقسوم سے او نکی او نہین بہر دیتے ہین

ماری غیرت کے دم عرض تمنا اعظم
ہاتھہ دو نو لب اظہار پہ دہر دیتے ہین

جسکی گنتی ہے فرشتو نمین وہ انسان ہو نہین
یہہ بہی احسان ہے ترا بندۂ احسان ہو نہین

زندگی بہر تو نکلنے نہین دیتا اوسکو
آرزو سے دل مایوس کا زندان ہو نہین

چشم تصویر کا نقشہ مرے اعضا مین ہے
آپ دیکہین ہمہ تن دیدۂ حیران ہو نہین

مجھسے کہتی ہے مرے ترک کی مژگان دراز
کبھی برچھی کبھی خنجر کبھی پیکان ہو نہین

آپ تشریف جو لاوین تو مجھے نیند آئے
انتظاری کے سبب چشم نگہبان ہو نہین

تو ایمان میرا کھتا ہے محمد کی قسم
اپنے جلوہ مین کف موسی عمران ہو نہین

ہون وہ بستی کہ برستی ہی جہان ویرانی
جسکو کہتے ہین جنون خیز وہ میدان ہو نہین

آج مجکو مئے گلرنگ کے بدلے ساقی
دیسے وہ سبزی جو کہیے یادہ ریحان ہو نہین

آسمان سے میرے رونیکی حقیقت پوچھو | ابر پانیکے لیئے آئی وہ گریبان ہو مین

اسم اعظم جو پڑہتا نہین او نہین ہاتہہ لگے

ہدہد نیرا دپکارے ہے کہ سلیمان ہون مین

دیکھکر طرز قیامت یار کی رفتار مین | دشت مین آہو چہپے لیکٹ رہی کہسار مین

استخوان سینہ جو چہوٹے سے لیئے منقار مین | پڑگئے چہالے زبان مرغ آتش خوار مین

بے تکلف چہو لیا زلف سیاہ یار کو | دیدیا ہاتہہ آپسے میںنے دہان مار مین

بڑہتا جاتا ہے جنون دیوانگان عشق کا | ہے ترقی دن بدن زنجیر کی جہنکار مین

سیر دکھلائی چمن مین کیا ہمارے شوق نے | لگیا دم دیکھے اونکو گوشہ دیوار مین

کس زبان سے سمجھے حال دل شیدا ئین | مہر کردی ہے خموشی نے لب اظہار مین

حسرت دیدار مین آخر کو یہ ہوتا ہے حال | جان جائیگی میری اکدن فراق یار مین

لیکے یوسف کو زلیخا کیون نہ اترائی پہرے | جنس اچہی ملگئی ہی مصر کے بازار مین

حشر برپا کر دیا یاد قد دلدار نے | مین صنوبر کے تلے رو دیا بہت گلزار مین

شب کے باسی پہول اونکی سیج کے اوڑھے ہو گئے | صبح کو سب لیگئے مرغ چمن منقار مین

قصہ خوان کرتے ہین افسانہ گوئی رات بہر | نیند آتی ہی نہین مجکو خیال یار مین

وادیٔ الفت مین اعظم نے بہی رکہا تہا قدم

چلتے چلتے تہک گیا آخر رہ دشوار مین

عبرت کی نگاہون سے جدہر دیکھہ رہے ہین | فغفور کا سر پیش نظر دیکھہ رہے ہین

ہے عید کی شب چاند لب سر دیکھ رہے ہین
ہم انکو ابر رشک قمر دیکھ رہے ہین

موت آئی کہ ہوتی ہی سحر دیکھ رہے ہین
طول شب فرقت کا اثر دیکھ رہے ہین

سونہہ آئینہ مین وقت سحر دیکھ رہے ہین
خورشید کو وہ رشک قمر دیکھ رہے ہین

غنچون کو جو ہم بھر کے نظر دیکھ رہے ہین
بچون مین قبا گل تر دیکھ رہے ہین

کیا دل کے تڑپنے کا اثر دیکھ رہے ہین
کونین کو ہم زیر و زبر دیکھ رہے ہین

گونگا ہی ہمین حسن کی حیرت نے بنایا
کچھ کہہ نہین سکتے ہین مگر دیکھ رہے ہین

کیونکر نہ اونہین ناز ہو ناوک فگنی پر
ہر تیر کے پیکان مین جگر دیکھ رہے ہین

بل کھانے پہ اسکی ہی اونہین کج نگہ شوق
ہر گام پہ مڑتے کمر دیکھ رہے ہین

جہاڑی نہ ہوا خواہون نے گرد رہ کلفت
مدت سے مجھے خاک بسر دیکھ رہے ہین

اونکی ہمین اٹکھیلیونکی چال نے مارا
دہرتے ہین کہ ہر پاؤن کہ سر دیکھ رہے ہین

ہم ایسے ہین مجبور کہ کچھ بن نہین پڑتی
سینہ مین تڑپتا ہی جگر دیکھ رہے ہین

دنیا کے طلبگارون سے اللہ بچائے
رہزن کیطرح میری کمر دیکھ رہے ہین

کچھ سوچ کے بیٹھے ہین وہ پہلو مین ہمارے
دزدیدہ نگاہون سے جگر دیکھ رہے ہین

دلسوز بہی کرتے نہین تدبیر مداوا
آنکھون سے مرا داغ جگر دیکھ رہے ہین

اسطرح ملاتے ہین تری آنکھون سے اکثر
ہم تیری طرح تیری کمر دیکھ رہے ہین

اعظم ہمین رشک آتا ہے اون خوش نظرون پر
جو یار کی باریک کمر دیکھ رہے ہین

آدین قدم رنجہ کرین آباد ویرانہ کرین — وہ خانہ دل کو مِرے رشکِ پریخانہ کرین
بزم شراب ناب مین ساقی سے یارانہ کرین — مست ہے الفت تو مین کچھہ کار مستانہ کرین
عشق بلا انگیز ہے نیرنگ آفت خیز مین — لیلی کو دیوانہ کرین مجنون کو فرزانہ کرین
ہین اندنون شہنشہ ہوای بادہ نوشان چمن — آو چلو خالی سبو لبریز پیمانہ کرین
ہم اونکی کچھہ خدمت کرین راضی اگر ہین اس سے رنگ — مہندی ملین ہتھیلیون مین انشان چشمِ پا نہ کرین
کشتہ کرو دلسوز کو اپنے فروغ حسن کا — تم شمع کا جلوہ کرو ہم سوز پروانہ کرین
اونکو اگر کیف شراب ناب کا چسکا پڑے — ہم میکشی کا حکم لیکر ان سے یارانہ کرین
گر ہے اجازت یار کی گستاخ ہون ہم دین صلین — نعرہ ہر دین تاوان مین مالک مین چھپا نہ کرین

اب بھی نہین بگڑا ہی کچھہ اوسے لیئے کہو ای ہمنشین
غیر دن کی الفت چھوڑ دین اعظم سے یارانہ کرین

ہمکو جیسے اپنے یوسف کی خبر ملتی نہین — طاقت دل قوت نور نظر ملتی نہین
جستجو کی دیکھنے والون نے پر ملتی نہین — جسطرح عنقا نہین ملتا کمر ملتی نہین
تیرے گھر کے شوق مین پھرتا ہون اندھے کی طرح — روشنی چشمہ دیوار و در ملتی نہین
پھر رہے ہین ہم اوس وادی ادراک کے — خضر کو بھی آجتک جسکی خبر ملتی نہین
کسطرح سے دیکھتے ہین موشگافان جہان — یہان ہمارے واہمہ کو بھی کمر ملتی نہین
ڈوبتا جبتک نہین بحر حقیقت مین کوئی — آبرو بیشک اوسے مثل گہر ملتی نہین
سوزش داغ جگر سے منہ چھپا لیگے لیئے — آفتاب روز محشر کو سپر ملتی نہین

دل سہو کا شاد ہی ایسا تمہارے دور مین
ڈھونڈنے والون کو بھی آہ جگر ملتی نہین

کس کے گھر جائین بہلا استان فیض سے
آپ کے در سے سوا جائے سفر ملتی نہین

ضبط گریہ سے ہی خشک سالی اس قدر
آب شبنم سے قبای گل بھی تر ملتی نہین

کس غضب کے ہین تر تیور کہ تیری آنکھ سے
چشم آشوب جہان ای فتنہ گر ملتی نہین

آدمی کس کے بہروسے پر کرے کسب کمال
قدر دان ملتا نہین اہل ہنر ملتے نہین

ہجر مین یعقوب کہتے تھے کہ ای یوسف سے
دیکھئے کب تک تمنا سے پدر ملتی نہین

یا ہمین کو دیکھتے تم تھے سحر سے شام تک
یا ہمین سے اب نظر دو دو پہر ملتی نہین

اس قدر لشابش ہی دنیا تمہارے دور مین
آنسوؤن سے چشم غمدیدہ بھی تر ملتی نہین

اس طرح ملتا نہین آنکھون آب چشم نم
آگ جیسے مردم آبی سے گہر ملتی نہین

باغ مین بھی طایران نغمہ آرا کے سوا
ڈھونڈئے تو عندلیب نوحہ گر ملتی نہین

دیکھکر مجھکو بہت ہنستی ہی بخشش کی امید
آستین شکستہ ندامت سے جو تر ملتی نہین

ڈھونڈ لینگے دوسرا سفاک اپنی واسطے
اب طبیعت تجھسے ای بیداد گر ملتی نہین

پانچ موقع پر تو کر یاد خدا ذہرات مین
کیا تجھے اتنی بھی فرصت بے خبر ملتی نہین

کیا سمجھکر ای بتو کرتے ہو تم جور و ستم
داد فریادی کے کیا عادل کے گھر ملتی نہین

کیا کرین حرص و ہوا سے کسطرح پائین نجات
نفس امارہ پر ای اعظم ظفر ملتی نہین

دل پر خوف سے نہ ہوتی باہر کسدن
ہمنی ماری سر شفور یہ ٹہو کر کس دن

دیکھیے ہوتی ہی باداش ستمگر کسدن
داد ملتی ہی میری ای مہ بیداد کسدن

ہم دکھاتے دل شفاف کیے جوہر اوسکو
قید سے دیکھیے نکلیگا سکندر کس دن

زندگی بہر اسے قسمت نے نکلنے نہ دیا
دل کی اندر سے تمنا ہوئی باہر کسدن

ابتدا سے ہین ہدایت کے طریقے جاری
راہ بتلانے کو آتے نہ پیمبر کسدن

قید مین بہی نہین آفات سماوی سے مفر
میری زندان مین برستی نہین پتھر کسدن

بہاگ گیے پہرتے ہین ہوش وخرد وتاب وتوان
متفرق نہین ہوتا میرا لشکر کس دن

نازکی چال کا انکار عبث کرتے ہو
پاؤن رفتار مین پڑتے ہین برابر کسدن

کس بہروسے پہ بہلا جامہ سے باہر ہوتے
پاؤن پہیلانے کو کافی ہوی چادر کسدن

ڈوبنے پر بہی نہ گرداب بلا سے نکلے
بحر غم سے میری کشتی ہوی باہر کسدن

مجہے اندہیر کیا ابر وہوا مین تو نے
محتسب توڑیگے پہنکا میرا ساغر کسدن

نہ اوٹہاتے ہوا سی تم نہ پہنچتے ہوا سے
کام آویگا بخیلو زر و زیور کس دن

بہیک دیتے ہین ثواب ابدی لیتے ہین
فیض پاتے نہین سائل سے تونگر کسدن

مدتون اسپہ پرستار رہا یاران بلا
میری قسمت ہی بنا تہا میرا پیکر کسدن

آرزو مند شہادت ہین بہت ای قاتل
انکی گردن پہ چلیگا تیرا خنجر کس دن

کب میری گود مین وہ عزت پردین آیا
بہر گیا دامن مقصود مین گوہر کس دن

کسطرح تو سے اعظم شب تنہائی مین
حرکت کیے ہوا لائق تن لاغر کس دن

یہہ مرغان چمن فصل چمن مین کہیکے بیٹہے ہین
ہماری آشیانی اندنون پہولونمین بستی ہین

مین دیوانہ نہین پر اپنی قسمت کا ہون دیوانہ
مری گہر ابر گوہر بار سے پتہر برستی ہین

وہ شہلک کہکشان مین غیرت صحرا ایمن مین
بہرے ہین نور سے جو پاکے کوچہ کے رستے ہین

جسے کہیہ دفتر عصیان کے ہی ہمکو گنہگار و
تمہارے نامہ بد سے بہرے بستونکی بستی ہین

قفس مین کیے رہیے وا اور رزق خاطر نہ گہبرانا
خدا نے کہول رکہی دانہ قسمت کے رستی ہین

دل عشاق بہی ہی روشنی بہی ہی لگا ہونین
تمہارے دیکہنے کیو اسیطے لیکن ترستی ہین

قدم ہشیار رکہہ سکتے نہین وادی وحشت مین
یہہ دیوانونکی دل گردے ہین جو صحرا مین بستے ہین

نظر ابرو جو آئی خنجر سفاک سمجہے ہم
صف مژگان کو جو دیکہا کہا تیرونکی دستے ہین

کہان تو اور کہین خضر طریقت سے یہہ کہتا ہون
وہ مبتلا وہ ہین جو کعبہ مقصد کے رستے ہین

گذرنا منزل ہستی سے ہی دشوار رہرو کو
ہمکو سنگ راہ مین کہنکا ہی بلند و پست رستے ہین

ہمارے ضبط گریہ سے کیا ہی خشک دریا کو
صدف مین ایک قطرہ کیلیئے موتی ترستے ہین

ابہی سے ہی گرم بازار محبت اسے خریدار و
جو لینا ہے تو لے رکہو دل عشاق سستے ہین

وہ ہر دم معرکہ مین آزماتے ہین جو اعظم کو
غضب کرتے ہین کیون شمشیر با جوہر کو کستے ہین

نہ اپنا کام آتا ہی نہ بیگانہ مصیبت مین
بہت دنیا کو ہمنے آزما دیکہا ہے کلفت مین

بہری ہی نار دوزخ آتش فرقت کی حدت مین
پگہل جاتا ہی مغز استخوان تک اس حرارت مین

نہین بستے کیسکی آرزو خواب فراغت مین
زمین کے سونیوالے آسمانکی ہین حمایت مین

اگر کامل رہا جذب دل مجنون محبت مین
شتر جاویگی لیلی کی سواری دشت وحشت مین

وہ مجرم ہون جو ہوتا ہر دم آپکی خلقت مین
یقین ہے پرورش ملتی مجھی آب ندامت مین

جواب نامہ مشتاق لکھا ایکمدت مین
اگر پوچھو تو یہہ بھی مہربانی کی حقیقت مین

بہت اچھا ہوا جو کچھ ہوا اوسکی مشیت مین
وہ کافر ہی جو شک لاوے میری مولا کی قدرت مین

گرفتار بلا ناگہانی اسکو کہتے ہین
مقدر نے جسے اولجھا دیا گیسو کی الفت مین

پیمبر کی محبت بعد مردن کام آویگی
شمیم گل ریاض خلد سے لائیگی جنت مین

بہار باغ آئی پیشتر وقت معین سے
بہت روز و دن مجھکو رہنا پڑا امید و وحشت مین

زمانہ مین جیتے ہین رنج کے ہاتھوں سے مر مر کے
ہماری جان پیرہن تن ہے گئی دلکی کلفت مین

عدم سے عیش کرنیکے لئے آئی ہستی مین
رہی دنیا مین ہم دنیا طلب دنیا کی حسرت مین

گوارا جان تک دنیا بھی ہوجاتا ہے عاشق کو
خدا جانی کہ کیا دل مین سماجاتا ہے الفت مین

ادب تو سیکھہ دشمن بھی کریگا دوستی تجھسے
رہیگا اسکی باعث نفس امارہ اطاعت مین

بشر دعوی کرے ہی انداکشی کا غیر ممکن ہے
وہ خاصان خدا ہی مستقل رہتے جو مصیبت مین

نسیم بے سر و پا سیر ہی آوارگی پوچھو
اسی نے مجکو دیکھا ہی بہت میدان وحشت مین

سیری دیوانگی کی اسقدر ہیبت سمائی ہے
زمین پاؤن تلی کی بہاگتی ہی دشت وحشت مین

سر بازار نقد علم کے نقاد کہتے ہین
جہالت بیگمان بٹہ لگاتی ہی شرافت مین

یہی کاہیدگی جسم کا اعظم کے باعث ہے
رہن ہین صدمہ دوری ہزارون رنج فرقت مین

محبوب کیجئے گا اسی ہی ثواب مین
نیرنگ بازیان ہین جہان خراب مین
رہتا نہین ہی جلوۂ عارض نقاب مین
ناحق عدم سی آئے جہان خراب مین
دیکھا جو تو نے ہوئی مجہہ بیقرار کو
باہر کیا مزاج کی شوخی نے یار کو
وصف نگاہ ناز غزا تو نے پوچھیے
ہم سے بیان مصحف رخ کچھہ نہ ہو سکا
رہتا نہین خیال نشیب و فراز کا
غش سے کلیم طور پہ سنبھلے تو یہ کہا
ہمنے ادب سے جو ہاتہہ لگایا تو دیر تک
بے پردہ ایکبار تو آجاؤ سامنے
پہلا سوال کرکے نکیرین پھر گیے
ادہا نہ تہا غرور جوانی سے سر ہرا
بے یار ہمنے بادہ کشی کی غضب کیا
در پردہ ناز حسن سکھاتا ہے یار کو
رہتا ہی اونکی جلوۂ عارض کا سامنا

فاضل بڑی ہی گناہ جو فرد حساب مین
بنتے بہی ہین بگڑتے ہی ہین انقلاب مین
خورشید بن گئی ہین یا وہ عہد شباب مین
دنیا کی اشتیاق نے ڈالا عذاب مین
سیماب نے برق دیا دل کو اضطراب مین
شرم و حیا نے لاکہہ چہپایا نقاب مین
دیکہین تو سوچتا ہی اونہین کیا جواب مین
سب رنگ کا کتاب کا مطلب کتاب مین
کچھہ سوجہتا نہین ہے ہمین اضطراب مین
رحمت بہری ہوئی تہی نگاہ عتاب مین
گیسو کا بال بال رہا پیچ و تاب مین
کبتک چہپے رہوگے بہلا اسم حجاب مین
کچھہ کہدیا جو حسن عمل نے جواب مین
بوڑہون کی چال تہی ہیر عہد شباب مین
کیون پی گئے نہ زہر ہلاہل شراب مین
اچہی گرہ لگائی ہے بند نقاب مین
چہپتی ہی رات روشنی آفتاب مین

ساقی کا بحر فیض جب آیا ہی جوش پر | غوطی دیتے ہین بادہ کشون کو شراب مین
اعظم ہے پاس رات کو جایا نکیجیے | رخنہ پڑیگا پردہ شرم و حجاب مین

ہی جلوہ بہار ترے گھر چراغ مین | لو بن گئی ہی شاخ گل تر چراغ مین
کافور ہی نہ مشک نہ عنبر چراغ مین | ایمان کی روشنی ہی ترے گہر چراغ مین
سوز جگر کا حال بہی ہم پوچھنے نپای | پروانی خاک ہو گئی جل کر چراغ مین
مجھہ تیرہ روز نے جو جلا ہے شب فراق | بتی سے تیل دور رہا ہر چراغ مین
لائی میری لحد پہ چراغی ملائکہ | دیکھا جو صبح کو تو ملا زر چراغ مین
بتی بنا بنا کے یہہ اندھیر کر دیا | تمنے جلا دیا مرا بستر چراغ مین
گر دوست ہی خلیل خدا کا تو پھونک دے | نمرودیون کی روح کو دہر کر چراغ مین
یہان شوق سے جلا ہے وہان شمع کی بجہای | تا صبح گفتگو رہی شب بہر چراغ مین
دیوانون کی مزار پہ جب کی ہی روشنی | برسی ہین آسمان سی پتھر چراغ مین
مین زار گرچہ اور کسی کام کا نہین | تنکی کی جا رہی تن لاغر چراغ مین
کافور کی جلاتی ہی کل تک جو بتیان | روغن نہین ہی آج میسر چراغ مین
یارب فروغ داغ رہی دل مین حشر تک | دنیا کی روشنی ہو میری گہر چراغ مین
کار محال مین ہی مجہی کس قدر فروغ | فولاد پھونکتا ہون دہر کر چراغ مین
کی روشنی جو کشتہ عارض کی قبر پہ | روغن ہوا ہی روغن گل بہ چراغ مین

لیکن فروغ ہمت مردانگی سی کام
چربی جلای شیر کی اکہہ چراغ مین

روشن کری جو طالب برق جمال یار
بجلی سیی بہی چمک ہو فزون تر چراغ مین

لکہ پہیر کر قلاجو اعظم صفا سرشت
پیدا ہوا آبداری گوہر چراغ مین

گل مضمون نہ نکلی فکر رنگین کے گلستان مین
زمین شعر بہی ہی انقلاب چرخ گردان مین

کمر باندہی صبا ہی بند و بست کوئی جانان مین
چمن آرا چمن مین ہی چمن بندی سامان مین

جگر اغیار کا پیش نظر ہی نوک مژگان مین
ہماری دلکو تمنی چہید کر رکہا ہی پیکان مین

قیامت کا اثر دکہلا دیا عشق زلیخا نے
دہا ہیجی مصر مین جو گر پڑے تہی چاہ کنعان مین

جو کوئی برہمن پوچہے گا تو بہی صاف کہدینگے
بتان سنگدل شامل ہین سب خون مسلمان مین

میری ہاتہون پہ دامن پہاڑنیکی صاف تہمت ہے
سہر بیچارے پہنسے ہین روز وحشت سی گریبان مین

اڑا کر نکہت یوسف نسیم مصر لائی ہے
بسی ہی بوئی پیراہن لباس پیر کنعان مین

الہی آفتاب حسن آوی اپنی منزل سے
میری گہر روشنی ہو ظلمت شبہای ہجران مین

تمہاری چشم نے سو دیتے کیا تاثیر دکہلا دی
میری خاک قدم سرمہ ہوئی چشم غزالان مین

ہوا اوس سی بہی آخر لی تعلق خاک مین ملکر
کفن جو رہ گیا تہا کچہہ دنون تک جسم عریان مین

پتہ تک بہی نہ پایا خانہ دل کے سوا اوسکا
پہری شیخ و برہمن مدتون تک حد اسکا مین

شب تاریک وحشت مین ڈرانی ہکو آتی تہی
ہمین تہی خاک ڈالی دیدہ غول بیابان مین

دہان شیشہ ہی سی دعای مغفرت نکلی
جو آیا ذکر یاران گذشتہ بزم رندان مین

تمہارے خندۂ دندان نما فیض بخشی کی
دُرِ مقصد دکہاے آرزو مندون کے دامان مین
ملایا خاک مین عریان تنی کی شرم نے اعظم
جو ہوش آیا تو مین پنہان ہوا ریگ بیابان مین

وہ گل اندام گئی دن سے جو پہلو مین نہین
دل مین وہ خار کہٹکتے ہین کہ قابو مین نہین
ہم اسے بندۂ آزاد ترا کہتے ہین
جو گرفتار تری حلقۂ گیسو مین نہین
اے گل اندام تری نکہت گیسو کے سوا
مشک تو کیا کہ مہک ناف آہو مین نہین
نوح کے ساتہہ ہون اندیشۂ طوفان کیسے
گہر سیل حوادث میرے ٹاپو مین نہین
جب سے اغیار کی جانب ہے طبیعت مائل
دل ہی اپنا میری دلدار کے قابو مین نہین
بہائیون سے جو نہین ہے مجہے امید قوی
یہہ سبب ہی کہ جو طاقت میری بازو مین نہین
کس بلاکش کی ہی منظور گرفتاری دل
کیا سبب ہے کہ جو شانہ تری گیسو مین نہین
سامنے دیکہہ کے کہتے ہین تری آنکہون کو
جو اثر مین بہرا ہی کسی جادو مین نہین
تیری مژگان سے نہین نوک کسی خنجر مین
تیری ابرو کیطرح خم کسی ابرو مین نہین
عیب تو ہین مہ کامل کی تجلے مین کئی
نقص کوئی تری حسن رخ نیکو مین نہین
جو صفائی ہی میرے یار ترے پہلو مین
وہ چمک تو کسی آئینۂ زانو مین نہین
نکہت سنبل فردوس بہری ہے جسمین
باغ دنیا کی ہوا زلف سمن بو مین نہین

ضعف پیری سے کہان فکر سخن کی طاقت
اب طبیعت میری اعظم میرے قابو مین نہین

اوس نے ہاتھو سے نہ چھوئی ہوگی اوس مالک کے پاؤن　　چومنے فرض ہوئے قاصد چالاک کے پاؤن

اوسنے دیا پہ نہاتیکو جو کہو سے گیسو　　عکس نے موج مین اوبہارے تیراک کے پاؤن

سیکنکو کیا پیر چہپاتے ہین بشکل انگور　　محتسب نے مجھے دیکھا ہی بہت تاک کے پاؤن

مجھکو بہجا نہین گئے مشہد مین ملایک نقال　　ہاتھ ہو دینگی فرشتون کی میرے خاک کے پاؤن

کبہی آنکھون سے لگادن کبہی سر پر رکہون　　ہاتھ آدین جو میرے صاحب لولاک کے پاؤن

دوڑتا آئیگا صیاد میرے گہر سے بیٹھے　　بیری اپنے سے لگی ٹہنگنے فتراک کے پاؤن

طی ہوئی تیری حقیقت کی نہ ہرگز منزل　　دوڑتے دوڑتے تہک تہک گئی ادراک کے پاؤن

نازنے اب یہ کہا یا ہی اونہین طرز خرام　　راستہ سے بہی جدا پڑتے ہین بیباک کے پاؤن

پیروی کرکے جو سے آئی جواب خط شوق　　اپنی آنکھون سے ملون قاصد چالاک کے پاؤن

دیکہہ پاتا ہی جو آشوب زمانہ اوسکو　　فتنہ گر چوم لیا کرتے ہین سفاک کے پاؤن

بے ادب تو نے نہ دیا میری صیاد مجہے　　سر مرا بانہ ہو لائق نہین فتراک کے پاؤن

بسکہ گرتے ہین پہنچتے ہین منزل پہ اوسکے　　ورنہ کوسے سی اوتر جاتے ہین چالاک کے پاؤن

خط محبوب جو لاتے ہوئے دیکہا اعظم
دوڑکر چوم لیے قاصد چالاک کے پاؤن

کین ہم نے تمنا سے دل زار کی باتین　　ہر چند وہ کرتے رہی تکرار کی باتین

ابرو ہی کا اپنے وہ کیا کرتے ہین مذکور　　باتین بہی جو کرتے ہین تو تلوار کی باتین

سنتے ہین اگر عذر کوئی کرتا ہی اونسے　　کر لیتے ہین منظور گنہ گار کی باتین

جو جاتے ہین لوگ وہ کہہ دیتے ہین مجکو
خاموش سنا کرتا ہون دو چار کی باتین

تہتو کبہی دروازہ سے باہر نہین نکلی
کس طرح سنین مصر کی بازار کی باتین

سودا وہ کیا جسکی فضیحت مین پڑا ہون
دل بیچکے سنتا ہون خریدار کی باتین

کہتی ہو کہ ہم غیر سے باتین نہین کرتے
وہ یاد کرو رخنۂ دیوار کی باتین

جو جاتے ہین اور کو ہم کرتے تہے ہنس کر
یا آپ سنا کرتے ہین اغیار کی باتین

تقریر سے وا ہی ہوی اقبال کا پہلو
انکار مین وہ کرتے ہین اقرار کی باتین

سننے کا جو مشتاق تہا مین کان لگائے
قاصد نے سنائین مجہے دربار کی باتین

کہتا ہی کہ اللہ خطا بخش ہے اعظم
لکہہ لینے کے قابل ہین گنہگار کی باتین

عیادت کے لیے آویگا جانان آج کل پرسون
اجل میری رہی اگر نگہبان آج کل پرسون

نکلجاویگا کپڑے پہاڑ کر خود دشت وحشت کو
اگر ثابت رہیگا جیب و دامان آجکل پرسون

مراد دل کی ملجانے مین ہی عرصہ کم گذریگا
ہوا ہی چاہتا ہی مجہہ پہ احسان آجکل پرسون

ہوا چلتی ہی ٹہنڈی بادہ نوشون کو مبارک ہو
کہلا ہی چاہتی ہی مغ کی دکان آجکل پرسون

لیے جاتی ہین دیوانہ کو بستی مین جو صحرا سے
یہہ بستی آجاویگا سوی بیابان آجکل پرسون

کہلا ہی چاہتی ہی اب نہین عرصہ گذرنیکا
محبت بوالہوس کے تہہ جانان آجکل پرسون

نہین رہنے کی چوتہی دن نحوست طالع بد کی
رہیگی گردش گردون گردان آجکل پرسون

زیادہ انتظاری کی نہین اب مجہہ مین طاقت ہے
ملی مجہہ بے سر و سامان کو سامان آجکل پرسون

بہت دن تک تو اعظم نے چھپایا تھا محبت کو
کھلا جاتا ہی یہ اسرار پنہان آجکل پرسون

پہنچا سے انقلاب مقدر کہان کہان
دیکھین تو چرخ دیتا ہی چکر کہان کہان

پہنچا زلال رحمت پروردگار مین
پھر پھر کی میری جرم کا دفتر کہان کہان

مانا کہ ایک جا پہ نہین انکو قرار
پر یہ کہو کہ رہتے ہو اکثر کہان کہان

قطعہ

طبقات آسمان و زمین سبکی سیر کی
اکثر گئے ہین پھیر دیکھئے گھر کہان کہان

خیبر کے معرکہ مین عیان ہ زمین ہوئے
کام آئی جبرئیل کے شہپر کہان کہان

صحرا مین خار دلین خلش حسن مین مژہ
ڈہونڈہا ہمارے چہاون نے نشتر کہان کہان

گلین ہے صحرا مین مشک مین عنبر مین عود مین
پہنچی شمیم زلف معنبر کہان کہان

دنیا ہی بی ثبات کی خواہش کیواسطے
دوڑائے دیکھئے دل مضطر کہان کہان

مشکل کشا علی سبکی مدد ہر جگہہ پہ کے
پہنچا سوار دوش پیمبر کہان کہان

جاتی ہوئی جو خبر کے گہر دیکہہ پاین گے
اتنا تو ہم کہین گے کہ دلبر کہان کہان

بحر جہان مین جسم کا پوچھو نہ ہمسے حال
کہاتی ہی اس جہاز نے ٹکر کہان کہان

خط بے کیا جو عاشق خانہ بدوش کا
اڑتا پہرا خراب کبوتر کہان کہان

مجنون بہی روز یاد یہ پہ جاے عشق تہا
پہرتا تہا روز باتن لاغر کہان کہان

اعظم فقط ہمین کو نہین یار کی تلاش
پہرتا ہی آفتاب بہی دن بہر کہان کہان

بزم شراب ناب مین ساقی بن تیرے جو جاتے ہین
تو تلقل مینائی می کی ہم مین سنکی گھبراتے ہین

اندیسہ نہایت کرتی ہین یہہ پیچیدہ بالون والے
دل اونکے الجھاتے ہین جب زلفونکو سلجھاتے ہین

انداز مین خضر راہ ہین وہ اعجاز مین مسیح لاتے ہین وہ
وہ شخص تمہین سے آتی ہین اور ہوش ہم کو لاتے ہین

ہی بعد فنا بھی یہہ تیرے طینت کی صفائی کا فیضان
جو گوہر غلطان خاک مین تیرے چہانتی والے پاتی ہین

یہہ ضعف کا عالم ہی اب تو ہر ایک قدم پر چلنے مین
مشتاق تمہارے گیسو کے زلفونکی طرح بل کہاتے ہین

غوغا قیامت مین ہمکو اوس شکر پیسی کا تہا
سن کان لگا کر آج تیری سودائی شور مچاتی ہین

کچھ اور طرح کا شک ایدل پیچا ہے اونکی جانب سے
وہ غیر ونسی کب ملتے ہین جو ہم سے بہی شرماتے ہین

لاریب تمہارے رتبہ سے کیا نسبت اونکی رتبہ کو
ایک اعظم بہی خداؤن مین ای یار تیری کہلاتے ہین

دل پہنس گیا ہی خال خط و زلف یار مین
یوسف سیر اہی قافلہ زنگبار مین

گرم سخن ہو غیر سے تم لالہ زار مین
یہان آگ لگ رہی ہی دل داغدار مین

او لالہ زار ہم یہہ کہین گی ہزار مین
تجہسا کوئی نہین چمن روزگار مین

غنچے نمود ہونے لگے شاخسار مین
پھر تنگ کھلائیگی میری وحشت بہار مین

آتا ہی یار جاتی ہین ہم بزم یار مین
اب کون بیٹھتا ہے رہ انتظار مین

آتش بہری ہوئی ہی تیرے جسم زار مین
پارہ کا ہی خواص دل بیقرار مین

پڑتی ہین اور داغ دل داغدار مین
ہر سال ہوتے ہین شگوفہ بہار مین

جامہ کو احتیاط سے رکھا ہی اسلئے
نذر جنون کرینگی اسیکو بہار مین

وعدہ کی روز آئیگا دیکھہ بھال کر
آنکھین بچھی ہوئی ہین رہ انتظار مین

میری طرح سے بھی کوئی غافل نہو نیگا
امید ہے سحر کی شب انتظار مین

آنسو کی کیا کمی ہے بھلا ای تپ فراق
دریا بھرے ہین یہان قطرۂ اشکبار مین

پی یار کے ہوا ہی جو پینے کا اتفاق
سم کا مزا ملا ہی مے خوش گوار مین

یارا اسیری زبان کو ہو دیے جواب کا
آوین سوال کو جو فرشتے مزار مین

شیشو نسے کوئی کام نکلتا ہے آجکل
ساقی کہین شراب ہے مٹکی بہار مین

دیکھین تو گل تری رخ رنگین کے سامنے
کیونکر سمائیگا نظر اعتبار مین

سینہ مین مشتعل ہوئی پھر آتش جنون
پھر آبلہ نمود ہے جسم زار مین

تنہا نہین ہے پیچ مین اسکے دل حزین
الجھا ہی بال بال مرا زلف یار مین

باہر نکل چکا تھا مین جامہ سے ای جنون
دامن پکڑ کی خار نی کہا بہار مین

دنیا جو ہے تو دیجیے اعظم اوسیکو دل
وہ ظاہرا درست ہی قول و قرار مین

تم پرورش قول کی ہوئی ہو جو ہمین
کہا جاتی ہو اقرار کی انکار تمہین

یہہ عشق کی اور حسن کی ہے عکس ہین ہین
نہ دل میری بسمین ہی نہ دلبر میرے بسمین

سمجھو نہ جسے زمزمہ پرواز قفس مین
وہ باغ ہی کے ساتھہ گئین یاد کی ہمین

اعجاز ہے تم پاؤن زمین پہ نہین دہرتے
ہم منت پیسی جاتی ہین ٹھوکر کی ہوئین

دانتون کاٹا تیری عشق مین میرے دم کی ہی ہمراہ
قسمت نی بید کی ہین گھٹتا نفس مین

کوتاہ کرو ہمپہ درازی شب ہجر
طولانی گیسو کی تمھین دیتا ہون قسمین

وہ بلبل مردہ و بہار اور خزان ہون
جسکا کہ ٹھکانا نہ چمن مین نہ قفس مین

وہ محو خموشی ہون جو ہون قافلہ سا تھ
آواز جرس کی بھی رہی بند جرس مین

گھوڑی پہ جو اسوار ہو وہ طفل پریزاد
سایہ ہو چھلاوے کا لگا پوئی فرس مین

نکہت نے دیا مژدہ ایام بہاری
گل اور کہلا صحبت مرغان قفس مین

محو قدم صاحب دلدل ہوئین ایسا
آنکھین میری تکتی ہین سُم پائی فرس مین

اعمال مین اچھے ہین اسیران محبت
آتی ہی چلی نکہت فردوس قفس مین

مین خلق مین کامل تو وہ اخلاق مین شہرہ
مین حق کی تمنا مین وہ باطل کی ہوس مین

پہنچائی نجف کو مجھے اعظم تیری تقدیر
مدت سے ترپتا ہون زیارت کی ہوس مین

آگئی وہ شب باش ہو تیری گھر مین چار دن
ای فلک ایسی بھی ہوتی سال بھر مین چار دن

زندگی بھر تو نباہوگی میری دیوانگی
وہ بھی سودا کہ جو رہتا ہے سر مین چار دن

جس طرح سے ہو سکا کنج قفس مین بھی ہے
کاٹ ڈالی انتظار بال و پر مین چار دن

شش جہت مین کہل بلی پڑجائیگی جلجاینگے
گر رہی حدت رہی سوز جگر مین چار دن

پھر تو کیا کوچہ مین بھی آنے ندو نگا اغیار کو
شکل دربان بیٹھنے پاؤن جو در مین چار دن

پوچھتے ہو کیا بھلا طول شب فرقت کا حال
مختصر یہ ہے کہ ہین ہر ہر پہر مین چار دن

گرم نالے ہو چکے اب سرد آہین کیجیے
جاتا رہا ہو نہین بر تو دہی جگر مین چار دن

رہچکی ہین خانۂ دنیا مین ہم بہی مہمان
کہا چکی ہین کاسۂ دریوزہ گر مین چار دن

گاہ دنیا کا تصور گاہ ہے عقبے کا خیال
کون سودا ہی نہین رہتا جو سر مین چار دن

ایکدم جو باندہتا ہی نیمچہ قاتل میرا
نازکی سی درد رہتا ہی کمر مین چار دن

حسن کی ہی جلوہ افروزی ابہی چہرے پہ تیری
جسطرح ہی روشنی دور قمر مین چار دن

نازکرتا ہی بہار باغ پر کیا باغبان
ہی لطافت عارضی گلہاے تر مین چار دن

شہر مین دیوانگان عشق رہنے کی نہین
زندگی سیکہ کاٹ دینگی جلکی بر مین چار دن

اپنی غفلت کو کبہی الزام دیوانا نہین
عیب لگتا گر بسر کرتا ہنر مین چار دن

اونکو دکہلا دین تماشا اپنی جذب شوق کا
بیٹھنے پائین جو اونکی رہگذر مین چار دن

آتشین نالی کرینگے یا کرینگے آہ سرد
زندگی سیکے کاٹ دینگے گرم و تر مین چار دن

پہر گنہگار جنون سے ایجنون کپڑی نہ پہا
منہ چہپا دیتی مجہی دامان تر مین چار دن

رہروان منزل ہستی نی اعظم سے کہا
ہمنی آسایش نہین پائی سفر مین چار دن

قاصر نہ سمجہیے جانیے مستی کی سخن مین
سوسن کیطرح میری زبانین ہین دہن مین

شیرین ہین مضامین مزہ ہی جو سخن مین
دودہ مین شکر قند ہی خامہ کی دہن مین

باریکیان کیا کیا ہین نزاکت کی بدن مین
کاغذ کی شکن ہے تری ماتہی کی شکن مین

دکہلا کی رخ صاف کو زلفونکی شکن مین
کہتا ہی کہ چہرہ مانگی خیرات گہن مین

اللہ ری جذب دل مجنون ترسے تاثیر
بیتاب گئی ناقہ حی نجد کے بن مین

نقاد میرا داغ جنون دیکھ کے بولا
بٹا نہین لگتا ہے سکہ کی چلن مین

مین سبزۂ رخسار کا کشتہ ہون عزیزو
مٹی میری پہنچائیو ریحانکے چمن مین

بندہ ہون مین جو ہر ارباب صفا کا
آتی ہین سکندر سے بہت میری وطن مین

سودے مین تری جو ٹپکی دیکھی نئی تاثیر
نافہ کی چلی آتی ہی بو داغ کہن مین

سینہ مین دل مائل گیسو کو نہ دیکھو
دیوانہ کو ڈہونڈو کسی سنبل کی چمن مین

صحرا مین پہنچکر مین ہوا چاک گریبان
پردہ میرا وحشت سے نے رکھا خوب وطن مین

ہی رشک کی جا قطرۂ نیسان تری تاثیر
دریا مین جو گوہر تو ہوا لعل یمن مین

صد شکر پریشان ہوئی نکہت گیسو
جو ٹری سی جو نکلی تو گئی مشک ختن مین

کچھ آپ بھی فرمائی ان منطقیون سے
حجت یہہ کیا کرتی ہین اثبات دہن مین

اعظم یہہ تمنا ہے مجھے لطف خدا سے
مشہور کری خلق مجھے خلق حسن مین

سنبھل کر پاؤن دہر کیا لطف ظالم تیز چلنے مین
بپا ہوگا محشر او قیامت خیز چلنے مین

کسو بھی رستہ مین اتنا ادب سفاکسی کہتا
نکر پامال خلق اللہ کو خون ریز چلنے مین

ختن مین چین مین تا رین تبت مین جا پہنچی
ہوا ہو کر شمیم زلف عنبر بیز سے چلنے مین

تصور تیرے دانتون کا جو ہمکو راہ مین آیا
تو ہاتہہ آیا عجب مضمون گوہر ریز چلنے مین

اوٹھایا کسکو ٹہوکر سی خرام ناز سے تیری
ہمین تو روند ڈالا او بلا انگیز چلنے مین

گمان آسودگان خاک کو ہوتا ہی محشر کا
صدا پازیب کی ہی شور ستاخیز چلنے مین

نگاہ یار جو آتی نہین مجہہ تک یہہ باعث ہے | ہوا ہی مردم بیمار کو پرہیز چلنے مین

بدل کر قافیہ پھر اس زمین کو روندیے اعظم
نہین رو کی ہی رکتا فکر کا شبدیز چلنے مین

اثر ایسا ہی ابرو کی تری تقریر چلنے مین | کہ اہی سفاک کچہہ تیا نہین شمشیر چلنے مین
کمان ہے دیکہہ ہو جاتا ہی آگی تیر چلنے مین | برابر ہو نہین سکتے جوان و پیر چلنے مین
قدم ہی کلک مانی کا تماشا اوسنی دکہلایا | بنایا نقش پا کو گلشن تصویر چلنے مین
یہہ ہی پاس خموشی تیری سودائیکو زندان ہی | صدا دیتی نہین پاؤن کی ہی زنجیر چلنے مین
اثر ایسا ہی او غارتگر ایمان تیری رہ کا | نکلتی ہی دہان گبر سے تکبیر چلنے مین
خط گلزار مین لکہتا ہون خط شوق گلرو کو | قلم باد بہاری ہو دم تحریر چلنے مین
کبہی جو بیٹہے بیٹہی اوسکو کوئی شغل سوجہا ہے | کئی ہین نقش پا سی سیکڑون تسخیر چلنے مین
تری کوچے سے آنا ناگوارا ہی جو لوگون کو | جبے دیکہو وہ پہرتے وقت ہی دلگیر چلنے مین
خیال گردش ہوئی کمر مین کیا الجہتا ہے | مصور کہنچتا ہی جب تری تصویر چلنے مین

ارادہ ہی تو جا شرف زیارت سی مشرف ہو
یہہ ویرا اعظم سوی روضۂ شبیر چلنے مین

بی قدر ہین مرغان خوش الحان چمن مین | ممتاز نہین اہل سخن اہل وطن مین
شاگرد کرو کبک خرامان کو چلن مین | پامال کرو سرو کہ گستا انکو چمن مین
موسیٰ کا عصا ہے تیرا اسکا بہی چلن مین | عیسیٰ کا نہا اندر ہی انداز سخن مین

کس سنہ سی کہون اوسکی تن صافکا عالم
آتا ہی نظر آئینہ کا عکس بدن مین

یکتا ہی دو عالم تجہی کہی تو بجا ہی
ثانی کوئی تیرا نہ زمین مین نہ زمن مین

گلگشت چمن مجکو علاج خفقان ہی
بو یار کی آتی ہی مجہی بوئی سمن مین

جاویگا جو توای گل خوبی لب قبر
کشتہ تیرا پہولا نسمایگا کفن مین

گلشن مین میری گل نی جو کی نغمہ سرائی
تہی وجد مین مرغان چمن صحن چمن مین

بی فائدہ کیون ہو جہی منت کش اودو
ہی حفظ الہی کی زرہ بس میری تن مین

عالم کو کیا ہمنی تری حسن سی آگاہ
ہم آپسی مشہور ہوئی عشق کی فن مین

بیجا کیا زندان مین زلیخا نی کیا قید
یوسف کو نہ کیون بند کیا چاہ ذقن مین

صیاد نی لی ہوہون کی چادر عوض دام
گل اور کہلا صحبت مرغان چمن مین

غم ہوتا ہی مجکو تو خوشی ہوتی ہی اعظم
راحت مجہی ہوتی ہی جو ہوتا ہون محن مین

مست می پی پی کی ہوتی ہین جوان گلزار مین
ہوتی ہی کیفیت ہندوستان گلزار مین

بال کہوئی کون گذرا نوجوان گلزار مین
آج ہی موج ہوا عنبر فشان گلزار مین

دیکہنا گر مین ہوا گرم فغان گلزار مین
آہ آتش بار چہایا دہوان گلزار مین

سیر کو جاتا ہی وہ سرو روان گلزار مین
قمریونکو چاہی طوق گران گلزار مین

ملکی سستی تم جو جاتی ناگہان گلزار مین
ہوتی شام بدخشان نگہبان گلزار مین

ماہرویون کا کرینگے امتحان گلزار مین
آج بچہا دینگی ہم فرش کتان گلزار مین

یہہ نزاکت ہی کہ تفریح کو بہی گرتا ہہ ہین
پنکہڑی گلکی ہوئی بار گران گلزار ہین

ناتوان ہر چند ہین مجنون ہون آئے دو بہار
توڑ ڈالونگا کئی طوق گران گلزار ہین

عارض رنگین تیرے سودیکا اثر جاتا نہین
دشت میں میں ہون یہہ ہی روح روان گلزار میں

میری گلشن میں ہی خاطر شگفتہ یار سے
پہولتا پہلتا رہی تو باغبان گلزار ہین

لوگ کہتے ہین زوال حسن خوبان دیکہکر
موسم گل جاچکا آئی خزان گلزار ہین

یہہ اشارہ موسم برسات میں ہی ابر کا
اندنون ہو دی ہجوم کہکشان گلزار ہین

شیخ صاحب دیکہئے ہنگام گلگشت بہار
قدرت اللہ ہی حسن بتان گلزار ہین

تہا چمن کا رنگ یہہ تبدیل تیری سامنے
گل کی تختہ تہی برنگ زعفران گلزار ہین

مطلب رنگ رخ محبوب میں ہوتی ہی بند
نغمہ سنجان معانی کی زبان گلزار ہین

اندنون وارستہ خاطر ہوگیا ہوئی مصروف سیر
آیا اعظم بہی مکین لامکان گلزار ہین

طرز ایسا ہی کہ وہ بہتر سے بہتر میں نہین
کونسا نام خدا انداز دلبر میں نہین

جو لطافت اوس بدن میں ہی گل تر میں نہین
بو جو پیراہن میں ہی پہولونکی چادر میں نہین

دیر کی حیر تکدہ کا دیکہتا ہون انقلاب
پارۂ آئینہ بہی دست سکندر میں نہین

سامنا رعنا کری ہمسر ترے قامت سی ہو
حوصلہ گل میں نہین طاقت صنوبر میں نہین

دل تمہارا ہی صفا ہوتا نہین ورنہ بتو
آئینہ بینی کا جوہر کون پتہر میں نہین

سیر جانبازان لذت میں حیات تلخ سے
ترش رو قاتل ہی میٹہی آب خنجر میں نہین

سرد مہری ای تو تمہیں بعید عقل ہے
کس طرح باور کرین ہم آگ پتھر مین نہین

اشک کی خانہ خرابی کی ہیہ ای خورشید رو
چہت کہان کی سایۂ دیوار بہی گہر مین نہین

تو گدائی درگہ حیدر ہی اعظم واہ واہ
جو تیری قسمت مین ہی بخت سکندر مین نہین

چشم کو ابروئی خمدار سی کچہہ کام نہین
ترک کو خنجر خونخوار سی کچہہ کام نہین

حلقۂ گیسوئی خمدار سی کچہہ کام نہین
ہم کو زنجیر گرانبار سی کچہہ کام نہین

جبکہ اپنی ہی دل زار سی کچہہ کام نہین
بلبلو پہر گل و گلزار سی کچہہ کام نہین

اپنی عاشق کی دل زار سی کچہہ کام نہین
ای مسیحا تجہی بیمار سی کچہہ کام نہین

کام ہی کام ہی تکرار سی کچہہ کام نہین
ہون وہ بی ننگ جسی عار سی کچہہ کام نہین

کیا سبک وادئ وحشت سی گذر جاتا ہون
میری پاؤن کو سر خار سی کچہہ کام نہین

جلوۂ عارض روشن سی ہمین مطلب ہے
زلف کہو یا نہ شب تار سی کچہہ کام نہین

چاہی ابروئی خمدار سی ہی دلکو گریز
وہ زمانہ ہی کہ تلوار سی کچہہ کام نہین

لاکہہ چاہیئے تمہین منظور نہوئی دلداری
ہائی عاشق کی دل زار سی کچہہ کام نہین

آپ پہرتی نہ میری سامنی باتین کہتی
شوق گفتار ہی رفتار سی کچہہ کام نہین

مین نکیرین سی ہی مجکو بتاؤنگا خدا
وہ مقرر ہون جسی انکار سی کچہہ کام نہین

گلکی زیور کو یہہ کہتا ہی گلگون اندام
جسم نازک کو میری بار سی کچہہ کام نہین

پانی پیتا ہون سر تربت پہ تصدق کرکی
موج چشمۂ کہسار سی کچہہ کام نہین

موج زن ہی ہی الفت غم دلمین تیرے
محتسب جا نہ سخمار سے کچھ کام نہین

جب گیا خط تو ہی اوسنی کہا قاصد سے
کیون پڑہو نمین مجھی تلوار سے کچھ کام نہین

آب دندان لب یار کی اقربیر ہے صاف
ای صدف ابر گہربار سے کچھ کام نہین

آپ جو چاہیے وہ کیجیئی ہمکو تو فقط
کام سے کام ہی تکرار سے کچھ کام نہین

ہیکلا ایسا ہی کہ کہتا ہون چمن مین جا جا
ثمر بو ہنکو قد یار سے کچھ کام نہین

اوسکی تقدیر فی زلفو نمین مجھی اولجھایا
جبکہ گیسو کی گرفتار ہے کچھ کام نہین

قید مذہب سے تعلق نہین دیوانون کو
رشتہ سبحہ و زنار سے کچھ کام نہین

سرمشو دیدہ ہمین دل تیغ جنون سے کہتا ہون
اب مجھی طرہ دستار سے کچھ کام نہین

بو مجھی چاہیئے ای یار تری جوڑے کی
نکہت نافہ تاتار سے کچھ کام نہین

سامنی آسیئے صورت جو دکھاتا ہی نہین
امر فہ رخنہ دیوار سے کچھ کام نہین

تمال پیا عظیم خستہ کی تاسف ہی نہین
غم ہزارون ہین یہ غمخوار سے کچھ کام نہین

یکتا ہی تو جو شو شمائل زمانہ مین
مین بہی ہون ایک عاشق بیدل زمانہ مین

پھرتی تمہاری واسطے مجنونکی طرح سے
ہوتی جو آج صاحب محمل زمانہ مین

تسخیر اوسکی ہوتی ہو تم ای پری رخو
جو شخص نقش زر کا ہی عامل زمانہ مین

ابجد تمام یاد نہین جسکو عشق مین
میری طرح سے کون ہی جاہل زمانہ مین

احوال روزگار کا ہمسے نہ پوچھئے
اوقات کاٹتی ہین مشکل زمانہ مین

کیا حوصلہ ہنر کا کرین ہم نہین رہی
افسوس قدر دانی کامل زمانہ مین

بہولا ہوا ہی انکی دورون سے مآل کار
ابناے روزگار ہین غافل زمانہ مین

اعظم جو دیکہتے قدم صاحب زمان
ہم جانتے کہ ہم ہوی شامل زمانہ مین

بی دل کوی نہین ہی کوی بیجگر نہین
سمجہو نہ یہہ کہ آہ و فغان مین اثر نہین

پوچہا نہ یہہ کہ درد کدہر ہی کدہر نہین
میری دل و جگر کی اونہین کچہ خبر نہین

اوس نازنین سے کہتی ہین دنیا کی سوگوار
دیکہی تری کہ روو ہماری نظر نہین

اندہیر کر رہی ہو زمانہ مین ای بتو
تمکو خدا کا خوف پیمبر کا ڈر نہین

طول شب فراق کا کیا پوچہتے ہو حال
یہہ رات ہے وہ رات کہ جسکی سحر نہین

بو اوسکی بہر رہی ہی ہمارے دماغ مین
جس گل کی عندلیب چمن کو خبر نہین

دروازہ بند کرتا ہی اس واسطے وہ شوخ
کہتا ہی میرا گہر ہی عدالت کا گہر نہین

اعظم کہا جو درد جدائی کا اون سے حال
بولی کہ مین حکیم نہین ڈاکٹر نہین

یہہ سحر حسن آفت جان آشنا کی ہین
سو جبین نہین ہین انکی طمانچہ قضا کے ہین

وہ سب تعلقات سی دنیا کی جن سے ہی
پابند جو کہ آپکی زلف دوتا کی ہین

کوچہ مین اوسکی بیٹہ گئی تو کہین گے ہم
ہم بہی مقیم گلشن جنت فضا کے ہین

ابرو سی اونکی ہمکو خدایا بچا ئیو
اس تیغ آبدار مین جوہر قضا کے ہین

بی ساختہ پن اونکا قیامت ہے قہر ہے — سرمہ بہ بھی نگاہ نہ طرز حنا کی ہین

ہو وصل مین نہ اپنا تو قسمت کا پیچ ہے — عقدہ کہلی ہوئی تری بند قبا کی ہین

ای جذب عشق بصر خدا کہینچ لا اوسی — مشتاق کان جسکے آواز پا کی ہین

نالی ہماری دل کی نہین بی سبب بلند — محتاج اہل قافلہ بانگ درا کی ہین

دانتون سی کر سکیگا نہ ہیرا برابری — ترشی ہوئی یہ صنعت دست خدا کی ہین

اعظم دہرا ہی دوش پیمبر پہ جسنے پاؤن
ہم معتقدی جہان مین اوسی پیشوا کے ہین

تم تو مصروف غیر سی سرگوشی مین — ہم تڑپتے رہی امید ہم آغوشی مین

اپنا سر آپسی کاٹون گا دبی قاتل کا — بار احسان نہ اوٹہاونگا سبکدوشی مین

بعد مردن میری بالین پہ میرا یار آیا — نوش دارو تو ملی پر مجھے بیہوشی مین

گردش چرخ سی کمظرف کو بھی چین نہین — جام پہرتا ہی بہت صحبت می نوشی مین

بار احسان کی تلی مجکو دبا دی نہ فلک — بوجھہ رکہی نہ میری سر پہ سبکدوشی مین

وہ نظر چاہیے جو کام کری پردی مین — دیکھہ یون شاہد مقصد کو بھی روپوشی مین

سینی عشق کمر یار چھپایا ہر چند — نکلی آزار سے پہلو سی تپا خاموشی مین

لاکہہ صورت سی چھپایا رخ روشن تمنے — نور مخفی نہ رہا پردۂ روپوشی مین

ہی کسو حالت مستی مین سنبہل کر رکہنا — پاؤن پڑ جائی سر خم پہ نہ مدہوشی مین

آپ سی کہتی ہین کچھہ راز کی باتین اعظم

آنکھ ہی بیٹھے سخن لیجیے سرگوشی میں

کہیں دیکھے وہ چشم موسیٰ کی آنکھیں
یہ آنکھیں ہیں برق تجلی کی آنکھیں

جو جلوہ گری دیر میں تم کروگے
ضیا پائیں گی پیر ترسا کی آنکھیں

نہ شیشہ رہی گردش ساغر سے
ہوں منتظر جام صہبا کی آنکھیں

صنم قدرت کا ملے سینے تمہارا
بنا رخ پری کا تو حورا کی آنکھیں

جنون صاف تھا تمہاری تیوری سی اوسکے
جو دیکھیں تری سر بصحرا کی آنکھیں

سیہ ناری کو چشم طالب ہی گر گردون
دکھا صاحب حسن زیبا کی آنکھیں

مجھے ساقیا دردے مست دکھانا
ہیں عادی شراب مصفا کی آنکھیں

ہلال فلک کی جگہ دیکھنے کو
تھامیں ہیں ناخن پا کی آنکھیں

عطا کیجئے اپنے جلوہ کا صدقہ
وہ آنکھیں کہ جیسی ہیں موسیٰ کی آنکھیں

نہ دیکھی نکلی تری رخ پہ تجھی سے
کھلیں جب سے محو تماشا کی آنکھیں

نہیں دیکھتا اپنے بیمار غم کو
وائے ہیں پھری مسیحا کی آنکھیں

نظر باز اعظم ہیں تماشے ہیں
نگاہوں میں ہیں اہل دنیا کی آنکھیں

رلا کر یا ہی راتوں کو میری خورشید رو گھر میں
سر کمال کا جلوہ ہی میری طالع اختر میں

نہ ہوتی گر میری اعمال کی یادداشت محشر میں
نہ لکھتے کاتب اعمال کوئی بات دفتر میں

تجلی گر میری جلوہ رخسار دلبر میں
جلیں جیسے طور سینا سی نہ ان کو دم [illegible]

بزیر سایۂ رحمت الٰہی مجکو بٹھلانا
مجھی ایذا نہو وے گرمیٔ خورشید محشر مین

بحل کرتی تو ہین جانباز خون اپنا تجھی لیکن
شہادت چاہیے صریح کی اسی تیغ مختصر مین

وہ ہیری مسی کی دانتون مین نہین بیٹھے جماتی ہے
تکلف سی جڑا ہی آپنی نیلم کو گوہر مین

شکار افگن ہوی صیدگہ تشریف فرما ہو
لگا ہوگا بصد خواہش دل نخچیر نخچیر مین

شب تیرہ مین اوس منہ نے جو سوی آسمان دیکھا
فروغ نیر اعظم ہوا ہر ایک اختر مین

ہوی وابستگی دلکو میری مژگان دلبر مین
نظر بندی سے قید تھی جہی ترکو کی لشکر مین

رہی ناقص ہے باعث نہ نسبت تیرے دانتون سے
گئی اسو اسطی خاک فی سوراخ گوہر مین

لکہا مکتوب جب اوس آسمان منزل کو بندہ نے
پر جبریل کی طاقت ہوئی بال کبوتر مین

ترا قامت وہ موزون ہے جو دیکھا تجکو قمری نے
نکالی نقص سے پہلو کی قد صنوبر مین

حرارت کا تن مجرور کی ابتو یہہ عالم ہی
مین جا بیٹھون اگر دم بھر دہوان اوٹھی سمندر مین

گوارا سر بلند و نکو نہین ہی زینت دنیا
نہیں لگتی نہین تاج سر شکوہ دیدہ خاور مین

کدورت سے منقر ہی ہین سکش صاف باطن ہین
ہم گردون سر جاوے جو آدمی در ساغر مین

جنون ایسی بیابان مین ترے مجنون کو لایا ہی
خلش کرتی ہی نوک خار جس صحرا کی بستر مین

جلن زخم جگر مین مرہم کافور نی ڈالی
زیادہ دردِ صندل نی کیا پیدا میرے سر مین

بہار کو جنت رنگین کی گر ہوتی تماشائی
بہلاتی اہل جنت گلشن جنت کو دم بہر مین

اگرچہ دین مین تہا کچہ امتیاز ذائقہ ورنہ
حلاوت نعمت دنیا کی ملتی شیر مادر مین

کیا اعجاز وقت میکشی سی نی ہو ٹوٹکی / گل سوسن دکہائی بادہ گلگون کے ساغر مین
کہو تو صاف کہدیتین تو ایسا پاکدامن ہے / تری حلہ کو دہوتی ہین ملائک حوض کوثر مین

اوسی موزی سے کیا کہٹکا اعظم جسکی ہو لافی
کیا ہی ٹکڑی ٹکری اژدہی کو کوہ بربر مین

جو تیری نگاہون کی ماری ہوئے ہین / وہ آنکھون کی پتلی کی تاری ہوئی ہین
چڑہائی ہین وہ ابہی ابرؤن کو / کمانون کی چلہ اوتاری ہوئی ہین
ہوئی جب سی بیدار ہ وہم دنیا / ہم اونکی ہوئی وہ ہماری ہوئی ہین
دکہائی دی ہین جو رستہ مین ہم کو / تو الفت کی باہم اشاری ہوئی ہین
سلامت جہان سے گذرنا ہی مشکل / مسافر اسی رہ سے ہاری ہوئی ہین
نہین کوئی افسردہ دنیا مین ہمسا / ہمین ہین کہ دل اپنا ہاری ہوئی ہین
تری بزم مین رات غیرون کے آگی / سنا ہی کہ شکوی ہماری ہوئے ہین
جو اوس ماہ روی روشن کا سایہ پڑا ہے / تو ذرہ زمین کی ستاری ہوئی ہین
اوٹہین گی قیامت کی دن وہ تڑپتی / جو فرقت کی راتون کی ماری ہوئے ہین
بتا دل کاہی نہ ٹہکانہ جگر کا / جو پہلو مین تہی وہ کناری ہوئی ہین
خبر کیا ہی آرام دنیا سے ہمکو / ہم اپنی مصیبت کی ماری ہوئی ہین

خدائی کیا جو اماموں کو پیدا
تو اعظم ہماری سہاری ہوئی ہین

دم فکر سخن یہہ دور تہا ساقی میری سر کو — نہ لب تک لا سکا مین بندش مضمون ساغر کو

دکہاونگا میرا قاتل یہہ دستاویز محشر کو — دلیل مغفرت سمجہا ہی میری خون کی محضر کو

تماشا دیکہتا ہو دی تو قاتل آج مقتلین — کوئی دم پہر تڑپنی دیجیو مت نوک خنجر کو

پیالی نی گدائی کی دکہایا لطف استغنا — نگاہون سی گرایا ساغر یاقوت احمر کو

مآل جسم خاکی کیا نہین معلوم ای غافل — عبث کیون جہاڑتا ہی وقت خفتن گرد بستر کو

ہی جنسیت کی ضد ایسی جو ٹہہرو سطح دریا پر — تو کاٹین عمر دم آئی میری کشتی کی لنگر کو

زمانہ مین یہہ چشمون کو چشم بستنی کا شوق ہی — جگا دیتی ہی سوتی سی نفیر خواب اکثر کو

کہا ہمنی نگاہ جوہری سی دیکہکر دندان — دہان یار شرمندہ کریگا درج گوہر کو

ملی ہی بوریہ پر بیٹہنے کی جنکو آسایش — وہ ہولی سی بہی ٹہکراتی نہین فرش مشجر کو

نہ نکلا خون رگ شریان مین تو فرط تاسف سی — لہو فصاد رویا پہینک کر ہاتہو نسی نشتر کو

زمین و آسمان کا فرق میزان شرف مین ہی — رخ محبوب سی نسبت نہین خورشید خاور کو

دکہا دی عشق راہ کاکل جانان تو مین جانون — تبایا خضر نی ظلمات کا رستہ سکندر کو

جو جانی انقلاب گردش دوران مسلم ہی — تو سمجہی بوریا اہل دول فرش مشجر کو

پڑہی سون وہ سطح روشن پر سی تو گرد فرشتی — جلا دیدو صفائی طینت جسم منور کو

ہمیشہ دیکہتا ہون خوابمین اوس مہ انور کو — مہ کامل کہی خلقت میری طالع اختر کو

فرومایہ سی کیا ممکن کہ ہو دی فیض اکبر کو — کہان سایہ کر سکتا ہی آتشدان لشکر کو

مکان بند مین لائی ہی قسمت دم وابستہ — ارادہ ہی کہ توڑون گنبد گردون بیدر کو

ادا دیکھو کہ کر کی حائل رخ آئینہ اپنی — مجہی کہتا ہی ٹالا چاہی سد سکندر کو
نہایت تشنۂ دیدار ہون یارب دکہا مجکو — جمال مہدی ابن قسیم حوض کوثر کو
حکومت رات دن پر گر مجہی ہو تو یقین جانو — رخ محبوب تک آنی نہ دون زلف معنبر کو
کتاب عقل کر دیتی ہین برہم خال دکہلا کر — سیہ تو خط ایک نقطہ مین ولت دیتے ہین دفتر کو
بسا لیوین گی نافو نکو بہت نافونکی بیاری — صبا لیجا ئیگی گر نکہت زلف معنبر کو
لیا غارتگری کا کام تمنی اپنی چتون سے — نگاہ ناز سی تحریک دی ہی مژگان کی لشکر کو
اجازت محتسب سے لی می گلگون کے پینی کی — اوتارا صفا شیشہ مین جلد دی او دو ساغر کو
مجہی کہلا کی کہتی ہین معلم سی دبستانی — نہ آنی دیجیے مکتب مین ایسی طفل ابتر کو
لیا صبر و توان نی راستہ ہوش و خرد ہی کا — پریشان کر دیا فوج الم نی میری لشکر کو
بہار آتی ہی پہر ہو ویگا سودائی ترا مجنون — اکہاڑیگا در زندان پہر توڑیگا لنگر کو
تکلف چاہی اوس لعل لب کی بادہ نوشین — ایاغ می کرونگا ساغر یاقوت احمر کو

گذار خلق ہو گا جب صراط حشر پر اعظم
چلے جاوینگی ہم بہی تہام کر دامان حیدر کو

پہر کیا چشم فسون ساز نی حیران ہمکو — پہر کیا زلف پریشان نی پریشان ہمکو
صاف تجشا اثر دجلۂ حیوان ہمکو — چشمۂ خضر ہوا چاہ زنخدان ہمکو
اپنا پردہ جو میری یار کو ہو تا منظور — ہونی دیتا نہ کبہی چاک گریبان ہمکو
آتش افروزی گردون کا تماشا دیکہو — داغ دی وی کی کیا سرو چراغان ہمکو

بند نا قوس کلیسا کی صدا کر دین گے
ہوئی دنیا نہ بتو مائل افغان ہمکو

آج ہم اوس بت کافر سے ہم آغوش ہوئے
دیجے تہنیت عید مسلمان ہمکو

قتل کرنا ہے تو ابرو کے اشارے کر دو
ناگوارا ہے کسی تیغ کا احسان ہمکو

جبکہ ہونے لگی اعضائے رئیسہ تقسیم
سر شوریدہ ملا از دل نالان ہمکو

ہے یہ اعظم کی تمنا کہ ہے خلق خدا
نذر مزار روضۂ سلطان خراسان ہمکو

کھولا نہ اپنے ہاتھ سے بند نقاب کو
توڑا کبھی نہ تمنے طلسم حجاب کو

ہے اسقدر خیال رخ آتشین یار
ہم خواب مین بھی دیکھتے ہین آفتاب کو

نازک مزاج اپنا وطن چھوڑتے نہین
دیکھا نہ سطح آب سے باہر حباب کو

پھلکاریون کی تمنے قبائین گلون کو دین
بخشی کلاہ آب روان کی حباب کو

ساقی ہمارے طرح سے ہے کون قدردان
آنکھون سے ہم لگاتے ہین درد شراب کو

پابوس کی خیال مین اے شہسوار حسن
چشم غزال تکتی ہین تیری رکاب کو

اظہار درد کیا ہنین حاجت حضور مین
تم جانتے ہو خود میرے حال خراب کو

اوس بیخبر سے کہیو کہ تیری فراق مین
سمجھاؤن کسطرح دل پر اضطراب کو

جاؤن کہان تری در جنت نظیر سے
متردد کوئی کرتا ہے راہ ثواب کو

حیرت سے دیکھے گا کہ عالم اولٹ گیا
اوٹھا جو سیری یار نے منہ سے نقاب کو

فصل خزان کی آتی سے اے انقلاب ہے
ق
شکوہ عبث ہے بلبل خانہ خراب کو

کیا موسم بہار نہ آویگا باغ مین | کیا باغبان قلم نکریگا گلاب کو

چن چن کی شعر دوسری اعظم غزل لکھو
کرتی ہین سامعین پسند انتخاب کو

اوٹھا جو منہ سے وقت سواری نقاب کے | جلوی دکہائی آپ نی چشم رکاب کو
دیکھا جو میکدہ مین مصفا شراب کو | سمجھے حمل کیے برج مین ہم آفتاب کو
یوں ملک سیج جو گردون نشین ہی | پہنچے نوید حریم عفت مآب کو
سنکر مرا کلام نکیرین سے کہا | ترجیح ہے سوال کیے اوپر جواب کے
کہو تو شتاب ورنہ گرفتار اشتیاق | بندگران سمجھتے ہین بند نقاب کو
تا تار مین جو یار نی جوڑی کو وا کیا | ڈہیلا کیا بہت گرہ شکناب کو
اوپر نگاہ گرم سے دیکھا جو شوخ نی | مانند طور پہونک دیا آفتاب کو
وہ گل نظر پڑا جو سمند صبا پہ | اوڑا اوڑ نیکے عندلیب نی چوما رکاب کو
مجہا لطیف بہی کوئی سیکش نہو ئیگا | دہوتا ہون مین گلاب سے جام شراب کے
اوصاف نور تن ہین وہ موتی پروئیے | دہو ڈالیے جواہر خمسہ کتاب کو
وہ خاکسار ہون کہ لپٹ کر میرا غبار | روکیگا دیر تک کسی پا در رکاب کو
ہمت کا ہی اثر مری دو جگہ مین بہی | کہتی ہین ابر فیض اسی کی سحاب کو
یا آبرو ہین سادہ جبین مین صفا شتر | حاجت نہین دہنک کی کلاہ حباب کے
فرد گناہ کا بہی رہی آدمی کو دہیان | ون رات لکہہ ہی ہین فرشتہ حساب کو

مجھے ریاضِ دہر مین ہی ختم منصفی
بلبل کی پرسی لکھتا ہون نقطۂ گلاب کو

وہ شہسوار کاش گذر اسطرف کری
آنکھون کے حلقہ نذر کرین ہم رکاب کو

اچھا علاج دردِ سرِ میکشان ہوا
ماتھے پہ ہم لگاتی ہین دُردِ شراب کو

دلکو جو پیچ و تاب ہی شاید کہ یار نے
سلجھایا ہوگا گیسوئے با آب و تاب کو

تھا سرخ اسقدر کہ زمین پر جو گر پڑا
سمجھے فرشتے خونِ شہیدان شراب کو

غماز سے کہو کہ نہ غیبت میری کرے
ابلیس چھوڑ دی عملِ ناصواب کو

کیسی نمود ہی میری مطبخ سے دود کی
کہتا ہی ابرِ فیض زمانہ سحاب کو

پانی مین بھی گلاب کی تاثیر ہو گئے
نزلہ ہوا ہی دیکھیے چشمِ حباب کو

دیکھا اوسی سوار تو کس اشتیاق سے
مشتاق پابوس لیتے چوم رکاب کو

اعظم خدا نے خلقتِ آدم سے پیشتر
پیدا کیا ہے نورِ رسالت مآب کو

پرنیان مدِ نظر ہی نہ تو دیبا مجھکو
مرد دیوانہ ہون عریانی ہی زیبا مجھکو

محتسب غور تو کر تو کہ مئی گلگون کی
نوجوانی مین ہو کیونکر نہ تمنا مجھکو

آبرو رہگئی اشکون ہی مین مین ڈوبگیا
نکیا آنکھون نے شرمندۂ دریا مجھکو

چارہ سازان جنون ہوسکے سلاسل لیتا آ
پھر بہار آتی ہی پھر ہوتا ہی سودا مجھکو

برق وش کہتا تھا ازبسکہ اوسی جا بیٹھا
کاغذ ابری پہ خطِ یار نی لکھا مجھکو

پیرہن چاک کیا قیس نے اس لالچ سے
دیگا خلعت مین جنون دامنِ صحرا مجھکو

تیری آنکھوں کو جو ہی ابروئے قاتل کا خیال
سامنا رہتا ہی شمشیر قضا کا مجھکو

مستحقوں کو میں کر دیتا ہوں تقسیم اعظم
پارۂ نان بھی ہوتا ہے جو پیدا مجھکو

رخ پہ وا گیسوؤں کی بال کیا کرتی ہو
تم ہماری لیے جنجال کیا کرتی ہو

دم رفتار جلاتی ہو کسی ہمکو تو
کشتۂ جنبش خلخال کیا کرتے ہو

آپ سکا نہیں دیتی ہیں کسی عاشق کا
اوج پر نیر اقبال کیا کرتے ہو

ہمکو اعجاز سے تم کرتے ہو مانند کتان
چادر نور کو رومال کیا کرتے ہو

اپنی آشفتہ مزاجوں کی پریشانیکو
رخ پہ وا گیسوؤں کے بال کیا کرتی ہو

تم گلے ملتے ہو ای یار تو اعظم کے لیے
روز عید مہ شوال کیا کرتے ہو

تم آپ ہی اپنکو مشہور خاص و عام کرتے ہو
عبث عاشق کو اپنی مورد الزام کرتے ہو

ہو وقت میکشی ایسا تکلف کون کرتا ہے
کہ تم ہو ساغر یاقوت صرف جام کرتے ہو

کہا تھا پختہ کاروں نے سمجھ ہے ابتدا میں ہی
کہ تم دل لیکے دیتی ہو خیال خام کرتے ہو

جو وہ مشہب کا آیا ہی تو یہ بھی پا لیا [illegible]
بھلا کہیں تو ہم تم کس طرح سے شام کرتے ہو

نہیں تم عاشقوں کو کشتۂ تیغ ادا کرتے
قسم مریخ کی انکا بخیر انجام کرتے ہو

کیا تھا عاشقوں کے ساتھ جو شیریں و لیلیٰ نے
تم اپنے بھی ہمارے ساتھ [illegible] کام کرتے ہو

جو میلا نگاہ یار دیکھا ہمیہ لوگوں نے
کہا کہہ دو کہ تیر الزام [illegible] نام کرتے ہو

بنائی بیت کی ہی یاد اعظم تمکو سمجہایئے
زمین پست کو رفعت میں رشک بام کرتی ہو

بادہ گلرنگ ہو شیشہ میں ساغر ساتہہ ہو
باغ ہو برسات کا ہو موسم ہو دلبر ساتہہ ہو

سینے میں آتا ہی قاتل سپر زندان کے لیے
عید قربان کے خوشی ہو وے جو خنجر ساتہہ ہو

غسل کرنیکا ارادہ ہو جو میرے یار کا
خضر لیکر جہاگلون میں آب کوثر ساتہہ ہو

میں وہ مجنون ہون مجہکو دکان شہر کا
ہاتہہ میں تہہ لیے لشکر کا لشکر ساتہہ ہو

اوسکو دعوا ظہور حشر ہی کہتا ہی وہ
جنبش خلخال پا کی شور محشر ساتہہ ہو

چاہئی دشت جنون میں سر ابرو کا خیال
آبلہ ہو ویگے نشتر ہی مقرر ساتہہ ہو

اوسکو توڑا کاٹ اسکو محتسب تا یک قلم
گردن مینا کی مشتاقون کا ہی سر ساتہہ ہو

واہ رے رزاقی رزاق دشمن پرورش
طفل پیدا ہو تو پیدا شیر مادر ساتہہ ہو

ای دل غریب گوہر دندان لب شیرین سخن
موتیونکی جیسطرح یاقوت احمر ساتہہ ہو

خلد میں گندم کی ہونے سے ہیں ثابت ہوا
آدمی ہو وے جہان رزق مقدر ساتہہ ہو

یا علی مرتضی تیری کہیے سی بی خلش
آشیانے میں اکیلا باز و کبوتر ساتہہ ہو

یہہ تمنا ہی بروز حشر یا مشکل کشا +
سگ نفش بردار میں اعظم ہی مقرر ساتہہ ہو

سرپا کر گئی نشتر محشر بدن کی بو
کیا کیا کہلائیگی نہ شگوفہ دہن کی بو

سنبل کی بو ہی زلف شکن در شکن کی بو
جو تیرے گی بو ہی نافہ مشک ختن کی بو

مقتل مین تن سے ہی میری زخم بدن کی بو
ہی اس چمن کی پھولین بھی بانکپن کی بو

باد نسیم لیگئی غنچون سے وا سیطے
ساقی تری شراب کشونکی دہن کی بو

خال سیہ مین زلف مین جسم لطیف مین
عنبر کی بو ہی مشک کی بو ہی سمن کی بو

آزادگان ہست تعلق سی ہین بری
رکتی نہین زرہ کی کڑی سے بدن کی بو

کیا گل نے کہلا کی نسیم بہار سے
لے لیگی ہر برس تیرے داغ کہن کی بو

گل ہائو سی گلشن ہستی مین عشق سے
ان تازہ واردون مین بھری ہی وطن کی بو

وحشی تجھی سمجھتے ہین ہم اس دلیل سے
چیتی کی چال شیر کا غصہ ہرن کی بو

اب کی بہار مین [illegible] اسیر دنیہ ضبط سے
کنج قفس کے پاس نہ آئی چمن کی بو

اپنی شہید کو جو وہ کفنا ئین آن کے
حلہ کی بو کو مات کری پیرہن کی بو

جاتی ہے صاف روح کہنچی اشتیاق مین
آتی ہی میکدہ سے شراب کہن کی بو

پہولونکی بو سی کرنہ پریشان مرا دماغ
لائی نسیم باغ کسی پیرہن کی بو

پردہ کہلا ہیر وا اس گل کی شمیم سے
غنچہ کی تھی قبا مین کسی پیرہن کی بو

یوسف کیواسطے کوئی ایسی ہوا چلے
آوی ہر طرف یہی کسی پیرہن کی بو

میری غزال [illegible] وحشت کو گر سونگھے
پیدا کری ابھی ہزا خفتن [illegible] کی بو

ہوتا ہی [illegible] داغ جان
خوشتر گلون سے ہی گل داغ سخن کی بو

اعظم وہ سبز کرتی ہے کشت امید کو
قسمت کہین سونگھا ہے مزار حسن کی بو

حسرت جلوهٔ دیدار نکل جانے دو
دل تڑپتا ہے مری جان سنبہل جانے دو

منہ دکہا دیگی کسی دن تو نسیم امید
جل رہی ہین جو ہوا مین انہین جلجانے دو

نکہت پیرہن یار صبا لاتی ہے
آج مجکو مرے جامے سے نکل جانے دو

چہوڑ کر کیسے مجھے رو تا نکرو عزم سفر
جان من موسم بارش تو نکل جانے دو

چہیڑ ابرو کی ابہی نہ کرو صاحب
دل جانباز سے کہٹکا تو نکل جانے دو

خون ہو جائیگا آخر کو کلیجہ میرا
کوئی دم اور دہلتا ہے اوسے جلجانے دو

شوق سے آپ رہا کیجیے سرگرم سخن
غیر اس آگ سے جلتا ہے تو جلجانے دو

عیش و راحت کا بہی اسباب مہیا ہوگا
سر سے بار غم ایام تو ٹلجانے دو

روک لیوینگا اوسی رخ سے وہ لا دلبر
ناوک غمزهٔ خون ریز ہی چلجانے دو

چشم نظارہ سے گر جائیگی پتلی باہر
اپنے عارض سے نگاہین تو پہسل جانے دو

خبر جانے کو جو کہتے ہو تو جاؤ لیکن
آرزوئی دل بیتاب نکل جانے دو

انتظار ای نکر وصل مین گہبرانی سے
بیٹھیے تب سویرے کی تو چل جانے دو

جوش بیانی پہ زبان گہر افشان کہدو
کم دماغی کا طبیعت سے خلل جانے دو

عہد پیری مین تو خاموش رہو اعظم
اب تو ایام جوانی کی غزل جانے دو

یون انتظار دیدهٔ حیران سے دور ہے
جسطرح خواب چشم نگہبان سے دور ہے

جس نے کہا کہ جا بتون کہان چہت سے ...
اوس نے کہا کہ گنبد گردان سے دور ہے

اب تو یہہ التماس ہے یا مرتضیٰ علی
ہوسکے گا ہی دیکھی، دل کی ملال کی
دیوانہ وہ نہیں ہے کہ زندگیا ہی جنون
یہہ اور ظلم ہے کہ جو مین دادخواہ ہون
بہولون جو رستہ تو وہ آونچی ہین
ہو تو ان کو سے اسلیئے لیتا نہین ہنر
تربت پہ گل جڑہا ینکو کبھی ہے نوبہار
ناشاد کے مزار سے آتی ہی یہہ صدا
کردیگا ایکسبا دہی سعدین کا قران
کھلتی نہین یہہ بات کہ کیا کہیئے غیر نے
سنکلے ہوا سے شوق سے اتنا ہمارا کام
رہیئے نیا یکین جہان سے سو دائیو پاؤن
بیچا جو سہا یون نکے تو یہہ آرزو ہوئی
وہ تیرہ بخت ہون کہ جو مین سرو گردن
ملت وہ چاہیئے کہ سہو نہین ملا رہا ہے
رنجیر سے ملا کے میری تنکڑی ہے
ای کردگار بلیغ با بور کی طرح

دل کا ملال آپکے احسان سے دور ہو
انسو ہزار دیدہ گریان سے دور ہو
جو موسم بہار میں زندان سے دور ہو
انصاف ہی عدالت سلطان سے دور ہو
جو کچہہ طریق خضر بیابان سے دور ہو
ایسا نہو دہڑی لب جانان سے دور ہو
کوئی نسیم چاہتی ہے بہان سے دور ہو
یہہ شورہ بہی گور غریبان سے دور ہو
بلقیس لاکہہ ملک سلیمان سے دور ہو
کہلادیا مجہی اب جانان سے دور ہو
پردہ کبھی کبھی رخ جانان سے دور ہو
آواز بیڑیونکی نہ زندان سے دور ہو
یوسف کا قافلہ کہین کنعان سے دور ہو
آندہی سحر ملک نہ چراغان سے دور ہو
ہندو سے دور ہو نہ مسلمان سے دور ہو
اسواسطے کہ ہاتھ گریبان سے دور ہو
انسان نہ کوئی حبابہ انسان سے دور ہو

روز ازل فراق کو منظور یہہ ہوا | الحاق صبح کا شب ہجران سے دور ہو

افسوس کی جگہہ ہے کہ باوصف آرزو
اعظم مزار شاہ خراسان سے دور ہو

کرے جو عرض کوئی تو اونہیں خیال بھی ہو | ملے جواب جب سائل کا کچھہ سوال بھی ہو
نہ ہم بخیل نہ فیاض کے شمار مین ہین | یہہ امتحان تو تب ہے کہ پاس مال بھی ہو
میری حضور جو کرتے ہو غیر سے باتین | یہہ چاہتے ہو کہ جھگڑا بھی قیل و قال بھی ہو
عدم پسند نہ کیون مستقل مزاج کرین | وہ ملک چاہئیے جو ملک بے زوال بھی ہو
اوسے بھی رحمت پروردگار بخشیگی | میری طرح جو گنہگار سال بال بھی ہو
دلون کو چاہیے بازیچۂ محبت مین | ابھی تو دن ہین تمہارے کہ خورد سال بھی ہو
خدا لگا جو رہے ہو تو کیا یہہ چاہتے ہو | کہ دل کسیکا کسی کوئی پامال بھی ہو
فراق مین تو بہت کرچکے گریبان چاک | تمہاری ہاتھہ مین اب دامن وصال بھی ہو
چھپے نہ آپکے اوپر کسیکا دل کیونکر | تمہین تمام حسینون مین خوش جمال بھی ہو
چلو ہمین نے کیا ترک دیکے دعوی کو | کسی طریق سے جھگڑا یہہ انفصال بھی ہو
شب وصال تو جھگڑا نہ کیجئے صاحب | خوشی مین چاہتے ہین ہم کہ کچھہ ملال بھی ہو
یہہ جی مین ہے کہتی ہین شوق بہار مین اٹھین | کہ سیر باغ ہو پھولا پھلا نہال بھی ہو

کرم ضرور کریگا تمہارے حال پہ یار
کہ تم غریب ہو اعظم شکستہ حال بھی ہو

چین لینے نہین دیتا ہے یہہ کہٹکا مجکو | شام سے وصل کی شب کے غم فردا مجکو
عین گریہ مین جو مین دیکہتا ہون آنکہون کو | نظر آتے ہین حباب لب دریا مجکو
مجکو اشکون کیطرح مردم دنیا سمجہے | گر گرا مین تو کبہی نہ اوٹہایا مجکو
گیسوئے حور بہی پیدا نہ ہوئی تہی جب تک | تہا تری زلف کا اوس وقت سے سودا مجکو
شرم سے ڈوبنے جاتا ہون مین ہر دم ان | ریت پر پہینک دیا کرتا ہے دریا مجکو
میری آنکہون سے اوٹہا دیجیے پردے ساتون | دیکہنے دیجیے قدرت کا تماشا مجکو
اونسے اقرار قیامت ہی خدا خیر کرے | حشر کا سامنا ہی وعدۂ فردا مجکو
پہیرین غیر نے سہاڑا تو لیا نام میرا | آپنے خوب بنا کہا ہے پیرا مجکو
اضطراب دل بیتاب کی دیکہو تاثیر | نظر آتا ہے زمانہ تہ و بالا مجکو
ڈوبتے ڈوبتے بہی مین نے بہت کی تدبیر | نہ ملا بحر محبت کا کنارا مجکو
نہ رہے فکر عدم اور نہ ہستی کی خبر | ایسے جنون چاہیے اسطرح جسکا سودا مجکو
اونکی مژگان کیطرف ڈوبتا ہی پایا خیال | کوئی پیش آئی نہ اس بات مین کہٹکا مجکو

اوسنے آگے جو مین دیا تو وہ ہنسکر بولے
تونے دکہلا دیا اعظم لب دریا مجکو

اوسنے کہنا ہی کہ بتلا گئے چارا ہمکو | اضطراب دل بیتاب نے مارا ہمکو
تیغ ابرو سے دو دم سے نہین مارا ہمکو | غافلو کی ہی عطا عمر دوبارا ہمکو
آپ کہدیگا جو پہونچیگا ہمارا خط شوق | طاق نسیان سے کبہی نہ اوتارا ہمکو

حور عزرہ وحش کے غمزہ کا گمان ہوتا ہے
وہ دریچہ سے جو کرتے ہیں نظارا ہمکو

ہم تصدق ہوئے تمپر تو بہت خوب ہوا
تمہا اسیلئے دنیا میں اوتارا ہمکو

جلوۂ یار سے طاقت ہی یہہ نظارہ کو
دن کو آتا ہے نظر عرش کا تارا ہمکو

حسن پہ ناز تمہیں عشق پہ ہم نازان ہیں
آپکو ہی وہ سہارا ہے یہہ سہارا ہمکو

اوٹھہ سکے تعظیم تو کی آپنے غمازوں کی
نہ تو بولے نہ بلایا نہ پکارا ہمکو

کشتی تیغین ہی روح رواں کہتی ہے
ناؤ سینہ چاک ہی گرداب سے اوتارا ہمکو

دل ہے مجبور ہیں خاموش ہیں تڑپ کے لئے
گالیاں تک بھی تمہاری ہیں گوارا ہمکو

اپنا گھر دل میں ہے سمجھ دیکھہ کے پوچھا
آدمی زاد نے شیشہ میں اوتارا ہمکو

جرکا تون کی حسینوں کا نہ پوچھو احوال
عشوہ و غمزہ و انداز نے مارا ہمکو

نشان رزاقی رزاق تو دیکھو اعظم
رزق ہر روز پہنچتا ہے ہمارا ہمکو

سیلئے گرد ر یار پہ بار مجھکو
نہ ہو طاق کسرا کی درکار مجھکو

مداوا تو میرے مسیحا کا دیکھو
کیا اپنی آنکھوں کا بیمار مجھکو

بدن سنگ طفلان سے ہو گیا گلگون
کریگا جنون رشک گلزار مجھکو

پھنسا یا ہی پھنسیان گیسو کے دلکو
بلا سے پڑا ہے سر دیکا مجھکو

ستمران روح کو بیا ہنہ عنصری تہا
اوٹھانا پڑا چار دنا چار مجھکو

تم آتی ہی کرتے ہو چلنے کی باتیں
نہ رنج دیتے ہو ہر بار مجھکو

کلیجہ سے پیدا کیئے خوبصورت | دیا ان گلون سینے بڑا خار مجکو
مین وہ جنس ناچیز بازار مین ہون | کہ لیتا نہین ہے خریدار مجکو
وہ ابرو کا مائل سبہی سمجہتے ہین | ڈراتے ہین نے لیکے تلوار مجکو

مین راضی ہون اغیار جفا سے اونکی
سمجہتے تو ہین عاشق زار مجکو

زینت ہی گلستان کا کوی دشمن نہو | دوش پر باد خزان گلکا پیراہن نہو
چاہیئی انسان کبہی اپنے قابو مین زبان | وہ نہ کہنا چاہیئی جو بات مستحسن نہو
زینت ناخن بنی تو پہنایا ای وحشت جنون | لطف کیا جب تک گریبان چاک تا دامن نہو
چہرہ پرنور مین شوخی ہوی تو کیا ہوا | وہ بہی صورت ہی کوی جسمین بہولاپن نہو
بہولتا ہی ہاتہہ سے بند قبای ردی یار | جسم پر میری خوشی سے تنگ پیراہن نہو
سرو قد آئی بنایا جب سے ان سب نے مجہے | یقین ہے کسطرح سے کوی تر دامن نہو
آنکہہ مین کاجل لگا یا ہی تو کہتا وہ شوخ | اس ستمگر کے دیئے تیلی کے لیئے روغن نہو
اوسکے گہر اوس وقت شوق دید لیجا ہمین | دربہ جب جا جب وہ یان ہو قدغن نہو
کہہ چکا ہون سب سے جاکر صانع قدرت سے مین | میری گردن دیکہیے مغرور کی گردن نہو
آرزو دین ہاتہہ ملوائی نہ میری عمر بہر | آفت جان حزین اوسکا ابہار جوبن نہو
حسن نگین کے تماشے کی لگا رہی ہے دہن | جی نہین لگتا ہی جب تک سامنی گلشن نہو
پہنکر سنگار تہو تیسے زیور یار نے سنگہار کیا | وہ بہی بازو ہی کہ جسمین جسمین جوشن نہو

نیشِ غم نے اسطرح چھیدا ہی اعظم دل میرا
خانۂ زنبور مین اسطرح جیسے روزن ہو

وصل کی رات تو تکرار نہ ای جانی ہو
میری مطلب کا سرانجام بآسانی ہو

شجر تاک مین خوشون کی فراوانی ہو
مے انگور کی اس سال تو ارزانی ہو

زور وحشت کی الٰہی یہہ فراوانی ہو
بیڑیان توڑکے میدان مین زندانی ہو

جذبۂ شوق زلیخا جو اثر دکھلائے
بھائیون سے بھی نہ یوسف کی نگہبانی ہو

اوس مین ہو جائے جو جمازۂ لیلی کا ورود
وادی قیس جلو خانۂ سلطانی ہو

بام پر آکے دکھا دیجئے گیسوئے سیاہ
خیر آجائے فلک سے جو بلا آنی ہو

ہون وہ گریان کہ کھنچے گر میری چہرہ
میری تصویر سے آنکھون سے روان پانی ہو

یا علی سب کی مدد کرتے ہو تم سختی مین
میرے مولا میری مشکل کی بھی آسانی ہو

کربلا مین مجھے لیجائے مقدر اعظم
روضۂ سبط پیمبر پہ غزل خوانی ہو

رونق خانۂ زنجیر دوبارا پھر ہو
پھر بہار آئی چمن مین مرا چارہ پھر ہو

آپ تک آج بھی بندہ کا گذارہ پھر ہو
کل ہوا تھا جو اشارہ وہ اشارا پھر ہو

تم نے جسدن سے کہا ہی کہ پکارا نہ کرو
منہہ کو مسی دیجئے گر ہنسی لکارا پھر ہو

دیکھ لین عاشق و معشوق بھی راز و نیاز
سرو قمری گل و بلبل کا نظارا پھر ہو

چھوٹ جاوی جو ضعیفی مین عصا پیری کا
غیر ممکن ہے کہ تیلی کا سہارا پھر ہو

یار تو جسکو کرے سحر بیانی سے قتیل
معجزہ ہے یہی نہ زندہ تیرا مارا پھر ہو

تیری بیعت سے نکل آئین اگر دست کلیم
خوب جلوہ ید بیضا مین دو بارا پھر ہو

پیے تیرے یار میری ہاتھہ قلم ہون جو کبھی
طاق سے شیشہ کو بھی اوتارا پھر ہو

آسمان چرخ جو کہاتا ہے تو مین پابوس
کہین گردش مین نہ قسمت کا ستارا پھر ہو

جسکے صحبت مین ہنوجاتی گلزار تو اوسے
کس طرح بادہ گلرنگ گوارا پھر ہو

آج بہی کل کیطرح وہ جو گیے ہین باہر
کہین اعظم سے گھبرا کے کنارا پھر ہو

حرکت وہ ہو کہ عاشق کا برا حال نہو
چال اس انداز کی چل تا کوئی پامال نہو

جسمین سر میرا اڑ جائی کبھی پا ثبات
عرش ہلجائی مگر وہان کبھی بھونچال نہو

کر تی جائی کی نہ پہنچے تجھی وحشت سے
طائر دل سے پھسانیکی لیئے جال نہو

بادشاہی کو بھی بخت سکندر لازم
ملک قبضہ سے نکل جائی گر اقبال نہو

اس طرح سے تجھے مستغنی ذاتی مجکو
گنج قارون بہی میری سے ستا تجھہ مال نہو

دل تو اولجھا ہے اسکو اولجھا ہین مگر پیچ بہے
الفت زلف کہین جان کا جنجال نہو

آدمی حسن کے الفت سے نہین ہے خالی
کون ہی وہ کہ جسے عشق خط و خال نہو

جسطرح اپنے بطاع خرد و ہوش لیئے
اسطرح جیسے کسی دشمن کا نافعال نہو

تب تلک آنسون کو ہم تو نہین ہیں چھپے
جب تلک ابر گہر بار کا رو مال نہ ہو

ہم تو پتھر عقیق یمنی کہتے ہین
لب معشوق کو جسپر کہ کوئی خال نہو

ہر محرم مین ہین اسواسطے رونق اعظم
کال پڑجاتے جو برسات کسی سال نہو

سجدہ کو نہ چھوڑینگے نہ ہم دیر نہ در کو
اک روز ادہر جائینگے اک روز ادہر کو

مطلب نہیں سمجھا ہون نہ دل کو نہ جگر کو
کہتا ہون کہ پہلو سے ہٹو پاس ہے سر کو

نظارۂ رخ سے نہ ہٹی دیدۂ مشتاق
ہمنے بہی شب وصل مین دیکہا نہ کمر کو

افلاک کے تائید سے دونی ہوئی شہادت
شبنم سی سمجہو یا جو تہا پائی گل تر کو

کیا اونکا بہروسا انہین جانا نہ کبہی
جو آپکی نظرون سے بچاتے ہین جگر کو

پایا ہی جو کچہہ کچہہ تری جلوی کی مقابل
دیکہا ہے جسے تیرے رخ زیبا نے قمر کو

جو دیکہہ چکے ہین تری دانتون کی صفائی
وہ پہینک دیا کرتے ہین دریا مین گہر کو

ہم جسکے لیتے ہین ہمہ تن چشم تمنا
اوس شکل کی بہی بہولی ہی بہی دیکہا نہ نظر کو

پوری ہوئی ناکامی جاوید کے مطلب
نالون نے مری چہوڑ دیا پاس اثر کو

جسدن سے میرا طائر دل صید کیا ہے
عنقا کیطرح تمنے چہپا یا ہی نظر کو

برباد کیا اوسکو مکدر ہوئی ایسے
دروازہ پہ دیکہا جو کسی خاک بسر کو

پہنکا بہی مردہ پہ کبہی کوہ صفا پر
جلوہ تہا ترا گاہ ادہر گاہ ادہر کو

یہان مفت مرا خانۂ ہستی ہوا برباد
دہان آپسے چہوڑا نگیا غیر کے گہر کو

طفلی مین یہہ کہتے تہی سب عارض روشن
ہمکو تو ترقی ہی تنزل ہی قمر کو

انسان نہین ہوتا ہی کبہی مظہر الجلال
پر درد دل زار ... لاتا ہی بشر کو

کیا جانیے کیا اونکو سکھایا کسی نے | شہ سمجھے جاتے ہیں جو آہیں اوسکی

اعظم کو دکھایا جو رخ روز جدائی
اندھیر کیا اوس شب غم نے سحر کو

ہم میں احباب آنے دو | شیخ مجھ تک شراب آنے دو
پوچھ لینگے رسول سے مطلب | آسمان سے کتاب آنے دو
نہ سنیگا بھو قیام حرم | قدم بو تراب آنے دو
قیس ہم بھی ہیں آپکے ہمراہ | فصل گل انتخاب آنے دو
کم سنی میں نہ کیجیے پردا | بار وقت حجاب آنے دو
کس لیے ہے ابھی سے رو لوگے | شرم کرنا شباب آنے دو
دیکھ لینگے حقیقت اعمال | پاس فرد حساب آنے دو
شوق کہتا ہے جذبہ دل سے | یار کو بے نقاب آنے دو
نہ رہیگا غرور ناز و ادا | انقلاب شباب آنے دو
غیر اپنے کہیں چلے جانا | میرے خط کا جواب آنے دو

شاعری ابھی دہر و اعظم
شیخ پر سے کباب آنے دو

وہ آگیا تری گیسوئے پرشکن میں ہاتھ | صبا کو جو نہ لگا تھا کبھی ختن میں ہاتھ
سر اپنا پاؤں پہ اونکے دہر گئے مقتل پر | اگر پڑا کمر ترک تیغ زن میں ہاتھ

مین ناتوان ہون ایسا کہ پھر نکل سکا
اولجھہ گیا جو میرا تار پیرہن مین ہاتھہ

لیا جو اوس رخ رنگین کے خال کا بوسہ
تو ہمکو پارۂ نیلم لگا یمن مین ہاتھہ

بیر حساب تو اوسنے شلیخ بہتر ہے
اوٹھی سلام کو جنکا نہ انجمن مین ہاتھہ

دم سوال کیا پاک دامنی کا خیال
لگا سکے نہ ملا ایک بیسے کفن مین ہاتھہ

سمجھہ کے مجلہ عفت نشین سودائی
لگا سکی نہ صبا بھی سیر بدنین ہاتھہ

رقیب جتنے ہین سب جو کہین سو کہنے دو
کسیکے دینا نہین ہے کوئی دہن مین ہاتھہ

اونہین بھی چین کہین زیر آسمان نہ ملا
فراغ جنکا ہوا گنبد کہن مین ہاتھہ

ضرور ہوگا خدا کے کرم سے ای اعظم
بروز حشر مرا دامن حسن مین ہاتھہ

غیر دیکھے سا تھہ نازو ادا کر رہے ہین وہ
در پردہ ہمپہ کیسی جفا کر رہی ہین وہ

سلجھا رہے ہین گیسوئے عنبر شمیم کو
آراستہ کمند بلا کر رہے ہین وہ

اہل جہاں کے غنچۂ خاطر کو کہول کے
باغ جہان مین کار صبا کر رہے ہین وہ

مقبول آستانہ عز و جلال کو
تا ہفتہ سر پہ عطا کر رہے ہین وہ

وہ دل مین آکے کرتے ہین خاطر کو باغباغ
پیر دہمین گلکے کار صبا کر رہے ہین وہ

تدبیر کر رہے ہین زلال وصال کی
بیمار غم کی فکر دوا کر رہے ہین وہ

منظور التفات ہے اعظم کے حال پر
فکر نمود بے سرو پا کر رہے ہین وہ

ته و بالا ہوئی دنیا قدم یار کے ساتھ
حشر ہو جاتا ہے برپا کہیں رفتار کے ساتھ

حسرت جلوۂ دیدار بھی کہتی ہے مجھے
آنکھہ لڑتی ہی رہے رخنۂ دیوار کے ساتھ

جب نہ دنیا میں کسی جا پہ ٹھکانا پایا
رابطۂ اقبال نے پیدا کیا سرکار کے ساتھ

خوب دیکھا ہی صنوبر کو چمن میں ہمنے
کون کہتا ہی کہ نسبت ہی قد یار کے ساتھ

اوسکے انداز پہ ہوتے گئے عاشق پامال
پیچ پڑتی ہی گئے بندش دستار کے ساتھ

گلکا مژدہ اوسے دیتے ہیں بہم کیا کرتے ہیں
ہمصفیران چمن مرغ گرفتار کے ساتھ

بخش دیتے ہیں خطا جرم بحل کرتے ہیں
کسقدر لطف و عنایت ہے گنہگار کے ساتھ

عرض حال دل شیدا جو کیا جاتا ہی
بند ہو جاتے ہے زبان بھی لب اظہار کے ساتھ

کس کے دونوں کو جو دیکھو گے تو کہلجا دیگا
کمر یار کا احوال بھی تلوار کے ساتھ

خاک لیکر میری تربت کی بنایا تودہ
سینکا ہی کاوش مژگان جگر افگار کے ساتھ

فصل گل میں ہے شفاخانۂ حکمت بدان
ہوش آجاتا ہی زنجیر کی جھنکار کے ساتھ

عشق نے تیشۂ فولاد کو یہ حکم دیا
توڑ دینا سر فرہاد بھی کہسار کے ساتھ

حق تعالے کی عنایات سے ہو جائے نجات
حشر اعظم کا جو ہو حیدر کرار کے ساتھ

غزل

ننگ و ناموس دیا تب بیباک کی ہاتھ
میری حرمت ہی خداوند جہان پاک کے ہاتھ

بزم میں جبکہ مجھی کو نہ دیا جام شراب
رہ گیا دیکھہ کے میں ساقی بیباک کی ہاتھ

چوم کر دوش نبی کو سید علی کہتے تھے / میرا رتبہ ہی فقط صاحب لولاک کے ہاتہہ

جسکا جا سر ہے شرافت کی شرف سے خالی / آبرو اوسکی جو پوچھو تو ہی پوشاک کے ہاتہہ

اوسکے پانے سے اسطرح خوشی ہی مجکو / جیسے لگا ہی کوئی خنجر تہ پوشاک سے ہاتہہ

جستجو سر کہ عشق میں بہتیری سے کے / کوئی ہمسا نہ لگا قاتل سفاک کے ہاتہہ

خط محبوب کے لا پیکا جو رہتا ہے خیال / خود سے دیکہتا ہوں قاصد چالاک کے ہاتہہ

بوترابی کا کہلا دوش نبی پر جو ہر / کعبہ اللہ سے تا عرش گئے خاک کی ہاتہہ

پاس تیرے جو دیکہا کوئی شیشہ اوسنے / محتسب کہا خاموش تیرے تاک کی ہاتہہ

ہم کسی فعل میں دینگے نہ اوسے کو زبان / تیغ دنیا تو سنا سب ہیں سفاک کے ہاتہہ

ان بتوں سے تو نہیں داد کا خواہان بندہ / تیرا انصاف تو ہی صاحب ادراک کے ہاتہہ

شوق میں پاؤں پہ ہے جدا اوسے ہاتہہ
اوسکی سینہ پہ پڑے اعظم بیباک کے ہاتہہ

ہوتے ہیں دعا کے لیے موجود میرے ہاتہہ / خالی نہ پہرین آپ کی سعہود میرا ہاتہہ

باقی ہیں جو تیرے در مقصود میرے ہاتہہ / ای بحر کرم ہوتے ہیں خوشنود میرے ہاتہہ

در راہ طلب میں یہ تمنا میں نہ اوٹہی / بیکار ہیں پاؤں ہیں بیسود میرے ہاتہہ

کہتے ہو شب وصل بہی ہم دور رہیں گے / کیا آپکے نزدیک ہیں مفقود میرے ہاتہہ

آگے تو چھپاتے تہے نہ اپنے بدن اپنا / اب کیا ہوا کیوں ہوگئے مردود میرے ہاتہہ

کاٹی کا بھی کہنگہ کسی جسم کو ہووے
آدمی جو زرہ سازی داؤد پیمبر کے ہاتھہ

سیہ دولت دنیا کو ہین چٹکی مین اڑاتے
سیکھے ہین تمہین کرم وجود میری ہاتھہ

ہوتا ہون جو مین سجدہ حقیقت مین شناور
چلتے ہین سیر پاؤن آگے فرود پیمبر کے ہاتھہ

اوٹھی میری جاب میری انگشت شہادت
اوس وقت کہ جسوقت تھی نالہ و پیمبر کے ہاتھہ

سب النبی رضامند ہین یہہ سب سے رضامند
حاسد کو نہی انکا ہی نہ بھیو میری ہاتھہ

گہہ سلسلہ تیری ہین گئی پاسی تہان پہ
گستاخ ہین الیسی میری سبھو میری ہاتھہ

گستاخیون سے وصل کی شب انکو نہ روکو
اب انکی مدت سے ہین ہو گئے کود ہاتھہ

گل ہو گئے جلتی ہوئی جیلون جو سدا
دیکھا ہی کیا تحو سے نحر و پیمبر کے ہاتھہ

اعظم میری مٹھی مین پہر ہین دو مقصود
آئی ہی مری فیض سے مقصود میری ہاتھہ

گر کری صحبت میری وصف بہمین آئینہ
حسن کے اچھا نہیں آدمی ن جیسا آئینہ

میری طینت کی صفائی بالیقین ایسی ہے مستند
دل میرا ہی صحبت اہل وطن مین آئینہ

پاکل دیدار اپنا خوش انکا ہون کیا
دیکھنا کیا ہی کیا اپنی فن میں آئینہ

بعد مرنے کے بدن صاف کی تاثیر
تنگ سا زیر بدن سیر کفن مین آئینہ

سر کہہ مین عشق سے ایسی ہی دکھلاتا ہے
مردمون تلوار کا دیکھو نگاہ مین آئینہ

جسم نورانی سے جمع آیا نظر
تھا مین جھا لکہی سیر مین آئینہ

خودنمائی کی ادہر پاکل ہو تم ادہر منظر
محو حیرت ہی تماشائی بدن مین آئینہ

قدردان جوہر اہل صفا سمجھے ہے مجھے
لائی صناع حلب سے دکن میں آئینہ

ہے تصور عالم وحشت میں روئے یار کا
سایۂ اعظم سے ہے دیوانہ پن میں آئینہ

آنکھیں دیکھوں بت رنگین ادا لگی
شاید مہر آج پانوں میں تیرے حنا لگی

پیشانی آستانہ جانانہ جب لگی
میری دعا قبول ہوئی اوپر دعا لگی

حال مریض غیب بہانہ سے ہو سکا
حکمت سے میری ہاتھ مسیحا کے شفا لگی

کھینچی شب فراق میں ہے تو دیکھنا
گردون پہ نوک ناوک آہ رسا لگی

جاتی نہیں کہیں یہ بلا تیری گیسوؤں کی
یہ طرح میری ساتھ سیہ کاکل بلا لگی

حلقوں کا دھیان آیا تو اپنے خیال میں
حسرت ہماری ہو لینے بند قبا لگی

غش ہوئی گل سے باغ میں آیا جو یار کو
پنکھی ہلانے دوڑ کے باد صبا لگی

سودا ہوا ریاض تصور میں ہے سر سے
وہ گل کہ آج تک نہیں جسکو ہوا لگی

رنج فراق کا تو مداوا نہ ہو سکا
ماتھی پہ درد سر کے لئے گو دوا لگی

وہ سرو قد جو سیر کو سوئے چمن گیا
قمری ہزار شوق سے قد سے لپٹنے آ لگی

اللہ ری شوق نکہت گیسو کے واسطے
پھرتی ہے ساتھ ساتھ تمہارے صبا لگی

آتو دن کے ساتھ کہتے رہے بیجا بیان
آتی ہماری پاس تو تمکو حیا لگی

کرتا ہے سیر داغ جنون کا تماشا
گل کو ہوا سے دامن باد صبا لگی

اتنا تو جرم عشق بہت شعلہ ور ہوا
آگ اور میرے نامۂ عصیاں میں جا لگی

خاک در حسین علی ہے نصیب سے
اعظم ہمارے ہاتھ یہ کیمیا لگے

باتوں میں دیر تمکو جو اتنی زبان لگی — تالو سے رات بھر نہ ہمارے زبان لگے
مجروح دلکو آپکی مژگاں نے کر دیا — پھر بھی کہا نہ ہمنے کہ برچھی کہاں لگی
سو سے سی بھی سنا ہی کہ سب خاک ہو گیا — تو طور میں بھی آتش حسن بتاں لگی
قارون سے نہ دیکھ سکا داغ جنوں کہا — سودائیوں کے ہاتھ یہ دولت کہاں لگی
سن لیجیو کہ تیغ نگہ کام کر گئے — دیکھیں جگر میں سینہ میں سر میں کہاں لگی
شکوہ میرا بہت دہن غیر سے سنا — اچھی تمہارے کان کو یہ داستاں لگی
ضبطی کا ہمنے دیکھ کے قانون یہ کہا
اعظم زمین کو نظر آسمان لگی

ناتوان زخمی کوئی جیسا کہاں ہوتا ہے — خون زخموں سے نہیں جسکے رواں ہوتا ہے
شکل پروانہ جلاتی ہی وہاں اپنکو شمع — جسجگہ تذکرہ شعلہ رخاں ہوتا ہے
دیدہ روشن یار لب بام جب آتا ہے نظر — ماہ نو کا مجھے اسوقت گماں ہوتا ہے
دیکھتا تہا سے ہر روز جو وہ زلف سیاہ — تیری سودائی کو ہر شب خفقاں ہوتا ہے
دل اکیلا نہیں کرتا ہی سفر کچھ تن سے — ساتھ ہی قافلہ عمر رواں ہوتا ہے
چشم قاتل کو نہ منظور ہو کیونکر سرمہ — تیز تیغ نگہہ سنگ فساں ہوتا ہے
سفید آہی نہیں پیری میں ہمارے سر پر — اور وہ نام خدا طفل جواں ہوتا ہے

سر اوٹھا سکتے نہیں شل جوانان ہر گز
وای پیری کا بھی کیا بار گران ہوتا ہے

نہ ہر کہتا ہون تعشق سے میں اوسدم اعظم
جسگھڑی تذکرہ سبز خطان ہوتا ہے

کچھ وقت نہیں وعدہ دیدار لیا ہے
جب لاکھہ قسم دی ہی تو اقرار لیا ہے

گرتا ہم تمنا ہی دل زار لیا ہے
جھنجلا کے مجھے پاس نے للکار لیا ہے

صیاد جفا جو نے اجارہ میں سنا ہے
بلبل سے بہا لینے کو گلزار لیا ہی

یوسف کو زلیخا نے خریدا تو ہوئی
سودا ہے محبت سر بازار لیا ہے

اب توڑتی مجھپر ستم طور کی چھریان
تقصیر یہی ہے بوسہ رخسار لیا ہے

منظور ہے اک سبزہ رخسار پہ مرنا
کہانتک لیے زہر کے بار لیا ہے

وحشی کیا وحشت نے میری چارہ گرو نکو
فصاد نے نشتر سے عوض خار لیا ہے

ٹکرا کے سحر تک یہ مری اودہنیے شب وصل
بوسہ بھی لیا ہی تو بدشوار لیا ہے

تم قاف میں گذری ہو تو سہرہ کو پری کی
شیشہ میں بٹھا ہم نے اوتار لیا ہے

چھلکے ہیں داغ سر سودا پہ ابھی سے
یاروں نے مشون مرہم زنگار لیا ہے

دوستی کی نگر دیکھے میری پھنکری اوٹھی
اے باد صبا دوش پہ کیون بار لیا

کہتی ہیں باعدہ مجہہ سے شتری حسن بیچ آگئے
اک ہمنے غلامی میں خریدار لیا ہے

سر بیچ کے اعظم نے خریدا ہے غم عشق
دل دیکے مسیحان یہ آزار لیا ہے

شکر کرنیکی لیے منہ مین زبان تھوڑی تھی
مہربانی بھی تری ای مہربان تھوڑی تھی

نشتر کردی ہوا آئے دامن سفاک سے
ڈھیر ہو جانیکو خاک کشتگان تھوڑی تھی

کسطرح لاتی نہ دیوانے تری اس سال تک
موسم گلہای بہار ارغوان تھوڑی نہ تھی

میرے نالون سے نہ ہلتی کسطرح کون و مکان
ہجر کی شب شدت آہ و فغان تھوڑی نہ تھی

جن دنون تمین تہا تمہارے قامت زیبا کا شوق
تیر ہو نسے لاگ ای سرو روان تھوڑی نہ تھی

وہ گذر جاتی ہوتی یہہ سحر تک بہی تمام
رات تھوڑی تہی ہمارے داستان تھوڑی نہ تھی

تم نکلتی لو کوئی ہم ڈھونڈ لیتی دوسرا
ایسے کچھ وسعت جہان تھوڑی تھی

غیر کن تہا تری مژگان کی کشتونکا علاج
دلمین انکی کاوش نوک سنان تھوڑی نہ تھی

اپنی آغوش کو جسبدن کیا تہا سر فراز
روح قالب مین ہمارے شادمان تھوڑی نہ تھی

عاشقون کو ای زمین دیتی نہ تکلیف فنا
اتنی صحبت جی جفائے آسمان تھوڑی نہ تھی

کی تمہین نے ستیوں سے میکی چیتی مین کمی
بادہ نوشو ہمت پیر مغان تھوڑی نہ تھی

منفعل اوسکو ہمار داغ سودا سے کیا
ورنہ انکی بہی فضائے بوستان تھوڑی نہ تھی

کر دیا بیدار ہم دونو کو خواب وصل سے
بیچ مین کی لیئے بانگ اذان تھوڑی نہ تھی

انتہا تک بیقراری مین بسر سب ہو گئی
ابتدا سے شدت درد نہان تھوڑی نہ تھی

آسمان نے کثرت اقلیم سے اعظم کہلا
بادشاہونکو بہی فہو نیش جہان تھوڑی نہ تھی

آپ پر دل کو فدا اک خدا جان کر تے
اور قربانی کیا تہا جسم قربان

اونکو کرتا نہ خدا بحر ضلالت مین غریق
نوح کی طرح جو اندیشۂ طوفان کرتے

اے جنون اب تو میری ہاتھہ تھکنے لگی ہین
سالہا سال ہوئی چاک گریبان کرتے

آپ ابرو کا اشارہ بھی نکرنے پاتے
ہم گلا کاٹ کی سر آپ پہ قربان کرتے

تو وہ بت ہے کہ مری جلوہ نمائی کے لیے
آرزو خانۂ کعبہ مین مسلمان کرتے

وہ کماندار بناتا جو نشانہ ہمکو
طائر دلکو نشانۂ سر پیکان کرتے

سو جو کرتا ہمین بیماری فرقت کا علاج
آپ آتے تو میری درد کا درمان کرتے

ہوتی امید سحر کو جو تری آنے کی
ہجر کی رات ہم وصل کا سامان کرتے

اونکو انکار رہتا پہلے ہی گلے ملنے کا
ہم بھلا عید کا کسکے لیے سامان کرتے

اپنے ہاتھو نسے جو وہ بت ہمین پہنا دیتا
ہمتو زنار کو سر رشتۂ ایمان کرتے

پھول بستر پہ جو بی یار بچھائی جاتے
سیری دامن خلش خار بیابان کرتے

ہون وہ مجبور اگر مجکو بٹھاتے تو وہ
میری مقسوم جدا تیر کو پیکان کرتے

اونکی مژگان سے مین کھٹکا تو بہت خوب ہوا
یہ وہ نشتر ہین کہ جو خون رگ جان کرتے

عین وحشت مین جو صحرا کیطرف جاتے ہم
آنکھ جو کھلا کی ہرن بھی ہمین حیران کرتے

آج دنیا مین جو اسکندر رومی ہوتی
آئینہ تجکو دکھاتی ہمین حیران کرتے

خشک ہوتا سر آشفتہ سر دشمن سودا
ہم سو تجہا سیکو اگر بال پریشان کرتے

دیر اللہ کی قدرت کو نہین ہی اعظم
کبھی درویش بناتی کبھی سلطان کرتی

نہین مٹتا نوشتہ الفت کا مقدر سے
ارادہ ہی کہ مٹانیکو رگڑ دون خوب پتھر سے

یہی اقرار واثق ہی ہمارا عشق دلبر سے
کہ یاد ما سوا باہر کرینگے دلکی اندر سے

اونہین آئینہ خانہ مین جو دیکھا تو کہا ہنسکے
پری شیشہ مین اوتری ہی یہ افسون سکندر سے

نسیم نوبہار یکا اثر ہے عشق کامل مین
کہین پہنچے ہوائی بلبل گلزار کے پر سے

تصور ہے ہماری دلمین چشم مست ساقی کا
پیہم پیمانہ وہ لبریز رہتا ہی جو ساغر سے

وجود امر مشکل با خدا لوگونکو آسان ہے
نکالا حضرت صالح نبی ناقہ ایک پتھر سے

پڑا اندھیر کرتا ہی تری گیسو کا سودا گر
اوچھلتا ہی وہان اژدہا کوہ پیکر سے

تسلی دیجیے اعظم دل نالان کو سینہ مین
شکست آئی اوٹھائی ہی بہت ہجر کے لشکر سے

اکسیر بھی اس سے میری حضرت نہین اچھی
کیونکر کہون خاک در دولت نہین اچھی

اسوقت مین تا حجز عیادت نہین اچھی
بیمار تپ ہجر کی حالت نہین اچھی

گر دل نہ صفا ہو تو ریاضت نہین اچھی
جسمین نہ ملی نور وہ صحبت نہین اچھی

گر وہ نہ کٹی تو بھی گلا کاٹ کے مر جا
ای دل شب فرقت کی شکایت نہین اچھی

انسانکی لئی پیروی نفس بری ہے
گمراہ کی سرکش کی اطاعت نہین اچھی

تعریف خط یار کی پر قلم کیجیے خط مین
جسمین مع مطلب وہ عبارت نہین اچھی

اعظم ہوا برباد وفا کرتے ہی کرتے
ای اہل مروت یہ مروت نہین اچھی

تیرے کرم کا بھروسا ہے یا غفور مجھے
نہ ہونی دی محبت الصنم سے دور مجھے

بہک کے پاؤں نہ ڈالوں نہ ہو غرور مجھے
اوٹھانی دی تو نے نشہ ظہور مجھے

دکھائی جیسی دیا جلوۂ ظہور مجھے
تمہیں ہی مد نظر ہی تمہارا نور مجھے

تمہیں عشق حسینان ہی میری طینت میں
ازل کی روز سے ہے اشتیاق حور مجھے

تمہاری دیس میں اہل جہان غریب ہوئے
فلک نی پھینک دیا وطن سے دور مجھے

نہ سرکشی اونہیں مجھ سے نہ مجھ کو سر تابی
نہ کچھ غرور اونہیں ہے نہ کچھ غرور مجھے

غرور تاج پہ ای تاجدار بیجا ہے
نظر پڑا سر فغفور چور چور مجھے

جزای خیر خدا دی ہمارے اعضا کو
کیا انہیں کی شہادت نے بیقصور مجھے

میں پوچھتا ہوں جو احوال دل شکستوں کا
تو دیکھتی ہیں شیشہ کو کر کی چور مجھے

تجھے قفس میں شکایت یہی ہے ای صیاد
کیا بہار چمن میں چمن سے دور مجھے

مکان وہاں ہی نہیں کوئی یار کا ساتھا
دکھائی خلد کے رضوان نے حب قصور مجھے

مجھ پہ پھول چڑھا ہے کھلکے قاتل نے
شہید ناز کی خاطر بھی ہی ضرور مجھے

اب انفعال دکھا دیگا راہ توبہ کی
کریگا آپ ہدایت مرا قصور سے مجھے

پہن کے قتل کو آتا ہی چھینٹ کی کرتی
سمجھ میں آگیا قاتل ترا شعور مجھے

ہوا ہی مد نظر چشم یار کو سرمہ
تلاش کحل جواہر کی ہی ضرور مجھے

اب اتحاد کی تاثیر میکدہ میں کھلے
شراب یار نی پی اور ہوا سرور مجھے

نہ آپ چاہیں میسر پاس کے نہیں جہاں آپت
نہ کچھ ضرور تمہیں ہی نہ کچھ ضرور مجھے

کرشمہ نگہہ یار دیکھتا ہو جسے
سنگا دہی ہو جسے وہ خاک کوہ کو مجھے

سبو اٹھی ابر بہی ہے یار بہی فرد شستہ ہین
پلا دو شیشہ ہی کر کے چور چور مجھے

بتو دعا ہے یہی سیکدہ مین اعظم کی
خدا کرے نہ تمہارے قدم سے بعید مجھے

جوب آہ دل بیتاب رسا ہوتی ہے
مین نہین سہون تو گردون سے صدا ہوتی ہے

اسمین ہم جیتے ہین جسکی قضا ہوتی ہے
الفت زلف سے یہ رنگ بلا ہوتی ہے

تم عیادت کو جو آتی ہو تو بندہ کے لیئے
یہہ شفاخانہ حکمت سے دوا ہوتی ہے

غیر سے مجکو بچایا تو کہا قاتل نے
زیست ہے جبسے تو نگہبان قضا ہوتی ہے

جانے ہے مانگ کی سو دیکھین نہ مجکو مجبور
کہکشان تک تو میری آہ رسا ہوتی ہے

ایکسو غیر کی ایکسو ہے میری آہ بلند
دود ظلمت ترے کوٹھی پہ ہوا ہوتی ہے

وہ دہن ہون کہ تمنائے زبان ہے جسکو
وہ زبان ہون کہ جو محتاج صدا ہوتی ہے

دل بیتاب مین سمجھا تا ہی دیدار کا شوق
پس جسے پردہ خیال ناز حیا ہوتی ہے

مجکو مجبور نہ جانو یہ مجیب الدعوات
متصل باب اجابت سے دعا ہوتی ہے

ق
سو ستم گلمین جو ہوتا ہی کوئی دیوانہ
فکر زنجیر حنائی کی سوا ہوتی ہے

ہوشیار و نکی نظر آتی ہی اوٹھی تدبیر
سر مین سودا ہو تو پاؤنکی سزا ہوتی ہے

حسن بے ساختہ جسکا ہی انہون کے آگے
نہ تو غازہ کبھی دیکھا نہ حنا ہوتی ہے

انتظار یکی ہی تپ مین ہمارے جی
تم عیادت کو جو آؤ تو شفا ہوتی ہے

تن پہ داغ ہر اک تیری دیوانونکی
جسمین دامن نہین ہوتا وہ قبا ہوتی ہے

خاکسارونکی نہین فیض سی صحبت خالی
مثل آئینہ خاطر کی صفا ہوتی ہے

دست رنگین کی جو کشتی ہین تہ تیغ ادا سی اولٹی
خون بہا اپنی کو سو جو حنا ہوتی ہے

کوئی جو کچھ کہے لیکن ہمین معشوقون سے
مجہے یقین نہین ہوتا کہ وفا ہوتی ہے

دخل جا بیجا کبھی کوچۂ جانان مین نہین
وہ گلی غنچۂ مژگان سے صفا ہوتی ہے

روضۂ سبط رسول عربی پہ اعظم
جا کے پہنچتے ہین جو تقدیر رسا ہوتی ہے

ملک ہستی مین رہ مہر و وفا ہمکو ملے
للہ الحمد کہ طینت تو صفا ہمکو ملی

تیغ اچھی تو ابرو کی سوا ہمکو ملی
یہی شمشیر تو شمشیر قضا ہمکو ملی

ساقی روز ازل مست رکھی ہمکو مدام
دہن پیر مغان سے یہ دعا ہمکو ملی

یہی آتی ہے صدا شور دل مجنون سے
جرس ناقۂ لیلے کی صدا ہمکو ملی

کام گلگونہ سے لینے کا لیا غیرون نے
اور پاؤن مین لگانیکو حنا ہمکو ملی

نا امید باز ہے باب اجابت تو کیا
جسمین تاثیر نہین ہے وہ دعا ہمکو ملی

ہم جو کہتے ہین ملا قیس کا ہمکو انداز
تو وہ کہتے ہین کہ لیلی کی ادا ہمکو ملی

گل کسی غرق کیے ہے خار کسی تلوونکے
داد فقط یہی کیا پائی سر و پا ہمکو ملی

دیکھکر ہنسی کہا جسم کی پیراہن کو
پائدار ہی نہین جسمین وہ قبا ہمکو ملی

پیرہن گل نے جو دیکھا تو صبا نے کہا
آج درد دل بلبل کی دوا ہمکو ملی

کھلنے والی تھی تری بند قبا کی قسمت
جو گرہ انگشت علی عقدہ کشا ہمکو ملے

بیٹھے ہین خاک نشین اسکی در دروازہ کے
مسند قیصر و فغفور یہ جا ہمکو ملے

کیسی تدبیر دوا کیا کیسے کہتے ہین علاج
خاک کوچۂ جانانکی شفا ہمکو ملے

اوسنے وہان مانگ نکالی تو یہان دل نے کہا
راہ ظلماتکی پیر دیکی صفا ہمکو ملے

نقد دین خازن قدرت کے جو باشاہ اعظم
دولت ملت محبوب خدا ہمکو ملے

ہر چند بر خلاف سپہر دو رنگ تو ہے
پر مرتضیٰ علی ولی کی کمک تو ہے

رخسارہ ملیح کی اوپر نمک تو ہے
شیرین ادائیو تمہین سر پا نمک تو ہے

اچھا نچاسیے میری تلوونکی گھاو کو
کانٹی نہین تو کیا ہو لبانکی کسک تو ہے

سونا ہمارے شوق کا کیون جانچتے نہین
نقاد تم ہو پاس تمہارے محک تو ہے

اوس شوخ نے جو آنکھ چورائی تو کیا ہوا
مژگانکی تیر پھار کے دلمین کھٹک تو ہے

کیونکر کہون وہ گل نہین ہو پاتا ہے پاس
پہولونکی تیر جسم مین ابتک مہک تو ہے

تا ہم پہنچتے نہ تری صفا تک
لیکن کلام ذات مین ذرات تک تو ہے

نخل مراد کہنے مین چڑتے ہو کس لئے
قامت مین شاخ گل کیطرح جیسے لچک تو ہے

اوس مست سے جو حال دل ہو تو کہا
بولا شراب لا حاضر گزک تو ہے

صدقہ تمہارے جاؤن چھپاتے ہو کس لئے
ہاتھی پہ دشمنونکی حنا کی دمک تو ہے

دل کو لگا کے سونپا ہی آپ کو
آثار وصل جسم مبارک تلک تو ہے

تجھسے ہمین عزیز ہے کیا چیز اے بتو
تم پر نثار دولت ایمان تلک تو ہے

سیر ہے رگ جنون کی کرو فکر ابکی سال
نشتر اگر نہین تو تمہاری پلک تو ہے

رخسارہ ملیح کا بوسہ لیا ہے یار
سینے تمہارے جو انکا چکھا نمک تو ہے

اعظم کو التفات مبارک ہو یار کا
شکر خدا مراد پہ دور فلک تو ہے

جھونکے نسیم مصر کے کنعان تلک گئے
بوئے گل مراد سے کوچے مہک گئے

ثریا کی تیری فیض سے جام سرک گئے
رشک سے تجکو دیکھکے تیور جھپک گئے

شعلے کبھی جو آہ رسا کے چمک گئے
برق غضب بنے گئے اگر تا فلک گئے

جو دل مین آگیا وہ زبانوں سے بک گئے
بہیجے سخن سے خام خیالوں کے پک گئے

نقشہ ہوا یہ آتی ہے فصل بہار کے
دامن کی بات آپسے بالکل سرک گئی

صورت ہوئی یہ فرط نزاکت سے آپکی
مہندی ملی جو ہاتھ مین پہنچے لچک گئے

ہم کہکشان کو بھول گئے دل سے اے بتو
نام خدا تمہارے جو قشقے چمک گئے

تاثیر دیکھنا شب دوری یار سے
پہلو سے رات کو میری تکیے سرک گئے

سودائی خام کا نرہا ہمیں احتمال
اچھا ہوا جو آبلے پاؤن کے پک گئے

دیکھا چمن کو شعلہ عارض کا مدعی
شبنم وہ آکے آتش گل پہ چھڑک گئے

وہ آفتاب حسن جو آیا مزار پر
ذرے بھی ہمارے خاک لحد کے چمک گئے

دیکھا ہمین فلک سے ثریا نے جہانک کے
ہم سکتون کی تاک مین خوشہ لٹک گئے

جوبن ترا مراد پہ لایا فروغ حسن
اب ان آفتاب بہی ثمر خام پک گئے

ای تاج بخش آنکی فیض نگاہ سے
دستار آفتاب کے طرّے پہ چمک گئے

بوسیدہ ہو کی لاش ڈہی کوئی پاس سے
ایسے چھپے کہ جسم کے اعضا سرک گئے

جسم لطیف میں ہے یہ جوش بہار حسن
چھینٹے ہیں نہا کے آپ دہ دریا چھلک گئے

باہر کہیں نجا د نگار ندا لیسے اے جنون
صحرا کے خار سے میری تلوے کھٹک گئے

اتنا تو ہم کہیں گے جو پاوین گے یار کو
ایسی پھری تلاش میں تیری کہ تھک گئے

تہہ وا اسنی کو داغ لگایا غضب کیا
ترک شراب ہمنی کیا ہاتہین کی بہک گئے

چھالے ہمارے پاؤن کے توڑے جو دشت میں
گل کی طرح سے خار بیابان مہک گئے

الفت کے زخمیوں کا نہ احوال پوچھیے
پھوڑون کی طرح جیسے دل مشتاق پک گئے

کی صوفیوں نے ترک جی ناب تک قلم
شوق شراب خانے میں لیے بہک گئے

نکلے نہ ہم حرم سے نکالے گئے صنم
سرکے نہ ہم پہاڑ کی پتھر سرک گئے

ہم پاس کیسے ہمارے طرح سے جو زمزمہ
صیاد سنکے نالۂ بلبل پھڑک گئے

آنکھوں جو چہلے تو تمہاری نگاہ میں
موتی ہیکے شاخ تاک میں گچھے لٹک گئے

سرگرم اختلاط جو تم غیر سے ہوئے
دل میں ہمارے آگ کے شعلے بھڑک گئے

کی سیر اضطراب دل ناصبور نے
تڑپے جو ہم تو دیکھنے والے پھڑک گئے

گستاخیوں کا دیکھ چکے ہم مال کار
اعظم وہ چھیڑنے سے ہمارے کھٹک گئے

خداوندا دکہا ہمکو در شبیر جیتے جی
نکلجاوے تمنا دل دلگیر جیتے جی

ٹھر نہ پائیگا وہ رب عزت جتنے ہوتی ہین
وہی توقیر ہی اون کی جو تھی توقیر جیتے جی

بروز حشر وہ اعمال بنکر سامنے آتی
ہوئی تھی عالم دنیا مین جو تقصیر جیتے جی

نہ بیٹے تھی جو نادانی سے تو وایہہ کہتی تھی
میسر ہو نہین آئیگا ایسا شیر جیتے جی

سفر سے زیادہ زندگی کا کچھ نہ ہاتہہ آیا
اٹہا رکہی تہی جیسے کونسی تدبیر جیتے جی

ترا اب آج وہ گنج لحد کی گوشہ گیر ہین
جسے کہتے تھی کل سب لوگ عالمگیر جیتے جی

شکار اگلن ہے مانہ مین ہوگا وہ شیر اتحیا
ترا اچھانہ چہوڑینگے کبھی نخچیر جیتے جی

سفید اوسکو دیا سے رحمت قیامت مین
سیہ جتنا ہوا تھا نامۂ تقصیر جیتے جی

خدا کی سامنے محشر مین حیرانی ہوتی اونکو
بتون کی کہینچتے تہے جو کوئی تصویر جیتے جی

پڑیگا کام رخت آخرت سے ایکدن غافل
کفن کی آدمی تو چاہئے تدبیر جیتے جی

لگا رکھا ہے کسد کیسے ہستی کی جامہ
بہار آتی ہی دیوانے سے ہی زنجیر جیتے جی

رہا ہون مین لتا نہ زندگی بہر ناوک غم کا
کبھی نکلا نہین دل سے مری یہ تیر جیتے جی

کیا لٹو اوسے تلخی مرگ ناگہانی نے
پیا تہا جہان کر شربت مین جتنا شیر جیتے جی

نہ ہونچینگی کبھی اون تک ہوا حور کے گیسو کے
تیری الفت کے جو پہنی نہ تہی زنجیر جیتے جی

قیامت تک سخن کیونکر نہووے مستند انکا
کلام اللہ کی کرتے جو ہین تفسیر جیتے جی

محبت ہے وہ دیکہتے ہین جو توحید کی
جماعت ہی خداوندا میری تقدیر جیتے جی

نہ ڈہونڈو کیمیا کو تم ہوس کیطرح اعظم
سمجھو جسم خاکی کو کہ ہے اکسیر جیتے جی

ہوش اجاتا ہے وحشت مین جو حال زار سے / جھڑ دیتا ہون رگ سودا کو نوک خار سے

چشم مین پتلی نہ رہتی اشک دریا بار سے / باندھ رکھا ہے ہمنے آنسو نکی تار سے

غازۂ رخسار بنتا ہی حنائے یار سے / موتیے کا عطر کھنچتا ہی گلے کے ہار سے

ہمکو آسودہ کیا ہے دولت دیدار سے / جو نہ حاتم سے ہوا تہا وہ ہوا ایار سے

خنجر مژگان سے تیغ ابرو خمدار سے / سچ کہو کشتہ کروگے کونسی تلوار سے

ناز پروردہ ہے یہہ سہلاتا ہے اونکو پیار سے / طالب دیدار کو ترساتی دیدار سے

یار کی پوشاک سونگھی تو مجھے فرحت ہوئی / جامۂ یوسف کی بو پیدا ہوئی ہر تار سے

ہو رہی ہی آمد فصل بہار یکی خوشی / نغمۂ شادی کی آتی ہے صدا گلزار سے

تم اگر چاہو تو کھیلو اپنے گھر بیٹھے شکار / نخچیر صحرا سے چلے آوین ہرن تاتار سے

آجتک ہی جوش مین شیرین لہو فرہاد کا / بوئی خون آتی ہے موج چشمہ کہسار سے

میری دم سے اسقدر جوش تہا تمہارے ہجر کا / آہ کی مین نے تو اوٹھا قہقہہ دیوار سے

جلوۂ روزن سے یہہ روشن ہوا ای ماہرو / آفتاب حشر نکلیگا تری دیوار سے

عاشق زلف سیہ کی حق مین فرماتے ہین وہ / رہبر دنیا ہی مجھے لیکر وہان مار سے

بخت خفتہ نے شب غم تا سحر کروٹ نہ لی / خواب کی آنکھین چرائین دیدۂ بیدار سے

تہا جو منظور نظر عاشق کا تڑپانا اونہین / بند دروازہ کیا جہانکا کئے دیوار سے

حشر مین اعظم جو ہو مین باریاب التماس
آرزو پیدا کنندہ کی کردن سرکار سے

عرض کس شفقت سے کرتا ہے یہ بندہ حال ٹک
ماجرا امت کا سنیئے احمد مختار سے

کون کہتا ہے مئی گلگوں کا ساغر بھر کے دیجئے
ساقیا جام شراب جب حید بھر کے دیجئے

دیکھنے کے واسطے مانگو نہیں جو تیرہ نصیب
آئینہ مجکو کدورت میں سکندر بھر کے دیجئے

سبزۂ خط کی محبت کا مزہ مجکو سے لے
کاسۂ زہر ہلاہل ای ستمگر بھر کے دیجئے

دیدۂ سیر سے حقدرین نہین ای سیکشو
مجکو ساقی بادۂ گلرنگ کیونکر بھر کے دیجئے

بے حلاوت کر دیا تلخکامی نے مجھے
ابتو ای رزاق میرے منہ مین شکر بھر کے دی

دولت دین پیمبر کا تصدق حشر مین
نقد آمرزش میرے دامن مین داور بھر کے دی

وصف کرتا ہون تیرے دندانکا ای ابر کرم
خضر مجکو دامن دریا مین گوہر بھر کے دی

ساقیا اچھا ہو دینگا کوئی میکش جر بصیر
لوٹتا ہون تیرے جیتا ہون ساغر بھر کے دی

مانگنے کے واسطے دانتوں کے تم مانگو اگر
خضر لنگر آفتاب آب گوہر بھر کے دیجئے

زہر آلودہ نگہ سے جام کو تا کین حریف
وہ جو مجکو شربت قند کر بھر کے دی

یون دیا ہے رزق ای اعظم مجھے رزاق نے
خوان نعمت جیسے بھوکے کو تونگر بھر کے دیجئے

زخم دل خونین پہ مرہم لگا دیجئے
جو نمک اپنے ہاتھ سے ہی ہم لگا دیجئے

صندل کو درد سے لیتے کم لگا دی
سیکش ہون درد سے میری بہم لگا دی

مجروح گر کیا ہے تو اچھا ہی سمجھے
زخمون پہ اپنے ہاتھ سے مرہم لگا دی

ٹیکا تو کیا لگا دی ماتھی پہ یار کے
زیبا ہی یہہ کہ تیر اعظم لگا دیجئے

شعلہ کے سا تہہ کیجے آہ رسا بلند
تابندہ اس نشان پہ پرچم لگائیے

قانع جو ہو جیئے تو در حرص وا نہو
زنجیر باب حرص مین محکم لگائیے

گشتہ ہو نہین صفائی سراپای یار کا
آئینہ قبر پر قد آدم لگائیے

اسکو نسیے ست سجای نشان پای یار کا
کسطرح اپنے دیدہ پر نم لگائیے

سوز دل و جگر سے ابہی لگ اوٹہی نہ آگ
تکیہ سری بغل مین نہ ہمدم لگائیے

تہمت سی ہت لگائی جانباز عشق کو
گندم بہشت مین پئے آدم لگائیے

ہر دم سے قتل کر بیکوس ہے نگاہ یار
سرمہ بہت لگائیے یا کم لگائیے

اعظم تم آپ شیفتہ زلف ہو سکیے
الزام دل پہ ہو سکے نہ یہ ہم لگائیے

دکہلا رہے ہین سیر آلالہ زار کی
تدبیر کر رہے ہین دل داغدار کی

جوہر کی سہی قبول کی گائی ہی ہار کی
دل نے کبہی جو بات وہ سب اختیار کی

ہو ہی کہین شباب کلی شاخسار کی
دیوانے راہ دیکہتے ہین فصل بہار کی

تیغ قتل کرتے ہو اکہیلون تم
تم چال چل رہے ہو سر و ہی کی کی

سرپوش خم سے کہول رہے ہین میکشی
تم لوسیان اوتارتے ہین تاجدار کی

عاشق تڑپ رہے ہین تو تڑپین تمام
ان کو خبر نہین ہے کسی بیقرار کی

اعمال تو سیہ کی ترازو نہین
توقیر آزمائی ہے مشت غبار کی

دیکہا جو سامری نے کہ لکہتا ہی وصف چشم
بے بین بلائین خامہ جادو نگار کی

ہمتو جنون کی نذر کو اپنی بہار ہین
تجویز کر چکے ہین گریبان کے تار کی

بھولا نہین ہین جوش جوانی کی گرمیان
پیری مین یاد ہی مجھے فصل بہار کی

رکھا کبھی خیال کبھی زلف کا خیال
گاہی حلب کی سیر کی گاہی تتار کی

آنکھون سے خاک پاک سمجھ کر لگا لیا
مٹی بھی عزیز ہمین کوی یار کی

افسانۂ چمن پہ جو مائل ہوا وہ گل
اعظم نے مفت سنائی حکایت بہار کی

کیونکر ہمین ہو وے مسرت بہار کی
داغون کو ہم سمجھتے ہین دولت بہار کی

ساقی درخت گل مین شگوفے نہین ہوئے
تقدیر نے دکھائی ہے صورت بہار کی

اوس نکہت چمن کا جو دل مین بندھا خیال
آنکھون سے آگے پھر گئی صورت بہار کی

دیوانون کو بھی سکۂ داغ جنون سے
حاتم سے بھی فزون ہی سخاوت بہار کی

ذوالاخرا ہمین سلسلۂ آہنی کو توڑ
باقی نہی ہاتھ پاؤن مین طاقت بہار کی

اسواسطے وہ رکھتے ہین چہرہ تہ نقاب
عارض پہ لوگ کرتے ہین تہمت بہار کی

آرائش اپنی حسن کی کرتے ہین صنم
نام خدا بنا لیے ہین صورت بہار کی

ہمکو ہے گرم و سرد زمانہ سے آگہی
زحمت خزان کی دیکھی ہی راحت بہار کی

پھر آشیانہ آتش گل نے جلا دیے
کچھ آ گئی چمن مین حرارت بہار کی

محفوظ ہین زمانہ سے ہم انقلاب سے
نہ غم خزان کا ہی نہ مسرت بہار کی

پہچانتا ہی گر خط گلزار کو دیکھ
لکھی ہے برگ گل پہ فضیلت بہار کی

بزم شراب ناب مین ساقی طلب کرے
اعظم کو نصیب ہو صحبت بہار سے کیسے

سیری مین تیرے ذکر سے دل شاد کرینگے
بہولا ہوا آگے کا سبق یاد کرینگے

لے پہر شب اوس بت ستم ایجاد کرینگے
فریاد کے دن پر تیری فریاد کرینگے

جاتے ہین جو وہ تیز قدم آج چمن مین
کیا یاسمین یا مالی شمشاد کرینگے

ناقوس و جرس راہ مین لقیا فلاد اجہ
ہم ساتھ ہو وینگے تو فریاد کرینگے

وہ بلبل مقبول چمن ہے ن کر میری بعد
غنچے نکی دہن نالہ و فریاد کرینگے

ہم گلشن فردوس کو افضال خدا سے
آدم سے کے جو بیٹے ہین تو آباد کرینگے

تقلید سے اعجاز نمائی نہین ممکن
داؤد کا سا کام نہ حداد کرینگے

اسطرح کا دلکش ہے تو ای کوچہ محبوب
فردوس کے ساکن بہی تجہی یاد کرینگے

ہستی کا جو تہا کہیل اوسے کہیل چکی و
اب اور تماشا کوئی ایجاد کرینگے

تو چال یوہین گر صف محشر مین چلے گا
کشتے تری طلخال سے فریاد کرینگے

عشقون نے کیا دیکہہ کے اوس آفت جان کو
یہہ ظلم کے بانی ستم ایجاد کرینگے

اوس ترک کی عکس خط رخسار سے اعظم
آئینے عیان جوہر فولاد کرینگے

مضمون دہن تنگ کا پیدا نکرینگے
یہہ راز اس راز کو افشا نکرینگے

پاداش کا گر آپ ارادہ نکرینگے
اعمال ہمارے ہمین رسوا نکرینگے

اسواسطے مرتے ہیں قیامت کے ہمیں
محشر میں سنا ہے کہ وہ پردا نکرینگے

مشتاق تکلم ہے وہ ہنگام تکلم
کس ناز سے کہتے ہیں کہ بولا نکرینگے

مرجائے کہ جیتا رہے بیمار محبت
جیسے ہی ہونگے تو مداوا نکرینگے

مغرور نہیں آبادی گلزار پہ نادان
ایام خزان کیا اسے صحرا نکرینگے

وہ باز نہ آوینگے کبھی چال سے اپنے
جب تک کہ زمانہ تہ و بالا نکرینگے

مژگان ترے سینہ کو نہ جانینگے دل تک
کچھ تیر نہیں وہ کہ جو پیدا نکرینگے

دل بھیجے جاوینگے جو ہم پاس کسیکے
سرگشتہ ہمیں جانکے سودا نکرینگے

ہم جن کے لیے ہونگے برباد وہ ہمکو
ٹھوکر بھی لگانیکا ارادا نکرینگے

زنجیر سے نکلیگی نہ زنجیر کی آواز
نالہ بھی میرے سلسلہ برپا نکرینگے

الفت ہی میں اپنے خریدار ہے اعظم
دل بیچکے قیمت کا تقاضا نہ کرینگے

بادہ نوشی میں نصیحت کے سخن بھول گئے
ساقیا ہم تو یہ بہکے کہ چمن بھول گئے

اتفاقاً وہ چھپانا جو بدن بھول گئے
ہم تو کیا ہے ہزار ونکو چمن بھول گئے

وحشت اسطرح لگی ہے کہ کہتی ہیں دیوانی
گھر تو کیا اونکو یہ سودا ہے کہ بن بھول گئے

لائی تقدیر جو وحشت کدہ ہستی میں
ہمکو سودا ہوا ایسا کہ وطن بھول گئے

آفت انگیز ہے کیا زہرہ جبینوں کی گلی
آدمی کیا کہ فرشتے بھی چلن بھول گئے

جب سے دیکھی ہے تمہارے رخ رنگین کی بہار
گل گلزار کو مشتاق چمن بھول گئے

یا ہین اوسکی شربتی آنکھین سیہ رنگی مین کچھ ہرن
کون کہتا ہے کہ ہم چاہ ذقن بھول گئے

یاد آخر کی کسی عالم اسباب مین ہے
جامہ زیبی پہ آکر تن مین کفن بھول گئے

سوزش آبلہ پا سے نے جلایا ایسا
ہمتو داغ سر سودا کی جلن بھول گئے

شوق گیسو سے نہین داغ سر سینہ مین
اژدہا آگے سے گنج مین بن بھول گئے

کی رقم ہمنے یہہ تعریف لب لعلین سے
جوہری سفتے ہی بازار مین بھول گئے

ایکرت سی جو غربت مین کٹے ہی اوقات
اسقدر سے نہین ارباب وطن بھول گئے

شاعرون نے جو تری چشم کی تعریف لکھی
طرفۃ العین مین مطلب سخن بھول گئے

ٹل گیا وعدۂ دیدار تو دل سے نے یہہ کہا
آج بھی قول و قسم عہد شکن بھول گئے

عرض احوال کو جاتے تو گئے میر اعظم
اوسکی پیشانی پہ دیکھی جو شکن بھول گئے

لالہ شری پہ آمد فصل بہار سے
تجھنے خزانمین سو کہہ گئے لالہ زار سے

روئیدان ابھی سٹی تھی نہ بلو نہیے خار کے
ہی وحشیو پھر آگئے موسم بہار سے

ساقی مجھے نہ دیجیو صدمہ خمار سے
رکھہ دون گا ورنہ گردن مینا اوتار سے

رنگ اپنے نہین چمن روزگار سے
کچھ دن خزان سے ہوتی ہین کچھ دن بہار سے

سینے نہین ہیں مرعا بدشب زندہ دار سے
گوشہ مین صاطاعت پروردگار سے

ناخن بھی ٹوٹ ٹوٹ گئے پشت خار سے
عقدہ کھلے نہ آبلہ جسم زار سے

دیکھلا ایک خانہ برانداز نے جمال
نقشے مشادی سیری جمر و قرار سے

وہاں وہ دستِ سبو اچھا دکھی کبھی کسی نے — برسوں یہاں رہے ہیں حسرت کھنچا کے
یارا ہو دیکھنے کا اگر تمکو اپنے کلیسم — جلوے دکھائیں روزن دیوار یار کے
تقدیر سے ہو جو خاک پہ سیر سے گذر ہوا — بڑھیے قدم سمند کے تیور سوار کے
سودا ہے یہ کہ یار کے جو رسے شوق میں — تا فخر یہ کہتے ہیں مسلک تار کے
منظور ہے کہ دل تہ و بالا کسیکا ہو — چلنے لگی ہیں چال وہ سینہ ابھار کے
کب ہے ہر دان ملک عدم سے دیا جواب — کب تھک گئی تھی قافلے والے پکار کے
نقاشیاں مصور قدرت کی دیکھیے — کھلے ورق پہ کھنچے ہیں نقشے بہار کے
عشقین کو جو جلوہ نمائی سے جلے فی کی — قندیل تو بجھینگے گوشے مزار کے
کھلنے نہ پائے آج پلک سے پلک کو ہم — آنکھیں کرینگے نذر رہ انتظار کے
گیسو ہے پر شکن ہیں ہنس دل الجھے و پیچ — بندی و بست کرتے ہیں دام شکار کے
سوئی جو وہ تو سو قیامت کی ایک پیچ — جاگے ہوئی تھی جو کہ شب انتظار کے
اب دیر کیا ہے جنت عناصر کے چمن میں — دیوانے چار دن تو ہیں موسم بہار کے
میثاق فی دیا جو مقدر کیا تھا رزق — مجنوں کے قول ہو چکے ہیں سب اعتبار کے

اعظم سہی وہ دام فکر سے کے واہو دیا رضا
سولا کے تین نہیں آپ تو ضامن شکار کے

جلوہ ہو کو دیکو لاسو کے کی بہا سینے — ستھی جو کھول دو بیضا کی سامنے
ثابت قدم ہیں بت پرستکا شیشے — چھوڑی ہوئی ہیں ہاتھ کلیسا کے سامنے

گیسو نچوڑتا ہے نہا کر وہ بحرِ حسن
لہرین دکھاتی دیتے ہین دریا کی سامنے

رتبہ میری دعا کو ملا ہے قبول کا
آتی نہین ہے پاس تمنا کے سامنے

ایسا ہے میرے سینہ پہ روشن داغِ دل
مشعل ہو جیسے برق تجلی کے سامنے

بھر لگئے ہم ہی کو ہر قصہ کے جھولیان
پھیلا کے تھے دامن دریا کے سامنے

کہتا ہے ناز خون ہی کرنا ضرور ہے
مہندی لگی کسی شہیدا کی سامنے

کیا کی طلاق سیر کے دنیا کی آرزو
ہوتے ہیں بھی نجابت کسرا کے سامنے

اندوہ و درد و غم کا ہے دل سے مقابلہ
ایک فوج سی کھڑی ہے تن تنہا کے سامنے

موسیٰ بیہوش تھے انہوں کا جب کھلا تھا حال
جب غش ہوئے تھے برق تجلی کے سامنے

میری زبان کھلیگی تو عجیب باغ
بولا نہ جائیگا لب گویا کے سامنے

اے چشم دیکھنا میری رونیکا آبرو
شرمندگی ہو مجھے دریا کے سامنے

ہے دیکھتے سکندر کو تیری حضور
آئینہ دار رخ زیبا کے سامنے

زلفین تمہاری سنبل باغ بہشت ہین
کہتے تو ہو دون گیسو حور کے سامنے

ترک صلوٰۃ و صوم مین کچھ گفتگو نکر
عذر گناہ چاہیئے مولا کے سامنے

اقرار کا یہ حال ہی اونکے کر روز حشر
نزدیک تر ہے وعدۂ فردا کے سامنے

سو وسپے پیچ گیسو کے ہم ڈالا پیچ مین
اعظم کھڑے ہین سنبل صحرا کے سامنے

آپ تشریف جو لائے ہین کاشانہ سے
دل بیتاب ٹھہر جاتا ہے گھبرا کے

روح جسمین ہوتی جاتی ہی گہبرانی سے
ہوش اڑتے ہین مریجان ہوا آنے سے

خطکے نمودہونے سے حسن رخ انکو چمکا
آسمان صاف ہوا ابر کے چہٹ جانے سے

دو سزا جامین بہی ہے اگر پاؤ غرور
پانون کا تو سر فغفور کے ٹہکرانے سے

تہ تو دریا سے علاقہ نہ سمندر سے غرض
کام ہے گوہر مقصود کے ملجانے سے

ذائقہ میری زبانکو بہی ملا ہے کا
ہونہ ہو شہد سے بہی میٹھے ہین لب پیمانے سے

ظرف دلکا ہے مری آنکہونسی عیان ہوتا ہے
جسم کا احوال پتا ہے پیمانے سے

سرزنش کی ہی تو پہنچا ہونہین یا خم تک
برسون ہی آنکہہ لڑی ہے مری پیمانے سے

پانی خم مرا بہی سر پہوڑ کے مرجاتے ہین
محتسب تو بہلا جام کو سمجہانے سے

آپکے لوگو الله نہ تہا بیم زوال
کیا بگڑتا ہے مری اقبال کے چمکانے سے

پیرنے جاتی دریا مین نہ انکے ساتہ
آشنائی نکیا جائے بیگانے سے

پہرتے ہین ست خط رخسار کے اوپر کنگہی
آئینہ کوئی بہی کرتا ہے صفا شانے سے

خوش خرامونسے ارادہ ہی کہ اتنا پوچہون
کچہہ ملا بہی دل بیتاب کے ٹہکرانے سے

سر رہ بیٹھے ہین مشتاق سواری ہم بہی
دیکہئے کب وہ نکلتے ہین جلوخانے سے

میرا قصہ بہی کہو دلکی کہانیکے شریک
رات کٹتی ہے جنہین قیس کے افسانے سے

ای پری فتنے کے لوگون پہ نہین کچہہ موقوف
ہی خبردار زمانہ ترے دیوانے سے

ایسے لوگون پہ ہے میلان طبیعت اعظم
نہ محبت ہے جنہین کام نہ پیمانے سے

حسن کے بازار میں ہستی کا ساماں بیچیے | دل کوئی لیتا تو ہم اپنی دلکو ارزاں بیچیے
چند روز واں اور رہتا گر وطن کے درمیاں | مجکو یوسف کی طرح جیسے میرے اخوان بیچیے
دولت کونین ملتی ہے محبت میں تیرے | لالچی وہ لوگ کہلاتے جو ناداں بیچیے
دل تو کیا قدرت جو ہوتی اپنی ہر دو جہاں | ہم بہا دیتے ملک سلیمان بیچیے
ہم بھی اے یوسف تیری سودے میں لو اپنا بیچیے | کچھ نہ ہوتا پاس تو زنجیر زنداں بیچیے
بیچیے دلکو جو تیرا ساتھ لے ہر دو نشین | گفتگو قیمت کی کیجیے نہ ہر داماں بیچیے
کہہ رہا ہے عشق میں مجھسے مرا یہ ثبات | سحر کہیں سیر ملک میں و میدان بیچیے
یہ نشانی تھی تری کرتے ہے ہم اسکو جلا | فائدہ ہوتا نہ تو بھی داغ ہجراں بیچیے
تیری عیاری ہے دیوانوں کو گر ہوتا خیال | طوق زنداں بیچیے زنجیر زنداں بیچیے
بیچیے سو ہیں کسکو بھی نہ بتا دینگا پاس | دیر نہ دو بیچیے کعبہ مسلماں بیچیے
گر تمہارے دل دیے دشمن تم وہ رہتے قدم | کیمیا کے مول ہم خاک بیاباں بیچیے
انکے نالوں میں اثر ہوتا تو بیشک باغباں | بلبلوں کے مول پینے کو گلستاں بیچیے
فائدہ کیوں ہو عیار یکا گر آتا خیال | یہ ستمگر چادر گور غریباں بیچیے
دیکھے اونکو نقد آمرزش اگر تو جا بجا | بیچیے ہاتھوں جنت گلزار رضواں بیچیے

تم خریداری اگر کرتے تو بے قیمت لیے
اعظم شوریدہ سر دل بیچیے جان بیچیے

کہاں تیری خوبی کا چرچا نہیں ہے | کہاں شہرہ حسن زیبا نہیں ہے

رخ صاف کا کون شیدا نہین ہے ۔ کسیکے تیرے گیسو کا سودا نہین ہے

چہپاتے ہو کیون ہمسے راز نہانی ۔ ہمارے سے تمہارے تو پردا نہین ہے

پہرون کسیلیے دوڑتا جنگلو نمین ۔ مین مجنون نہین مجکو سودا نہین ہے

اوٹہالائین پہلو سے غیرون کے اونکو ۔ ہمارا ارادہ تو بیجا نہین ہے

گلابی ہو گلشن ہو گلرو ہو گل ہو ۔ تمنا سیر ہے دلمین کیا کیا نہین ہے

زمین پر قدم کو سنبہل کرکے رکہو ۔ قیامت ہے یہہ جنبش پا نہین ہے

غرض کیا ہے اوس طفل نادان کو گل سے ۔ ابہی تک وہ محو تماشا نہین ہے

جتایا جو عشق تو ہنسکر یہہ بولے ۔ یہان عشقبازیکا چرچا نہین ہے

ہے اشک طوفان ذرا ایکے حبابون ۔ سمندر بہی چہوٹا سا دریا نہین ہے

وہ ہم ہین کہ آگے کسیکے زبان سے ۔ کبہی حرف مطلب نکالا نہین ہے

یون عاشق ہون تیرے ہزارون تو ہرگز ۔ ویسے مبتلا کوئی مجہسا نہین ہے

چلو گہر مین اعظم سے کم ہے تامل

وہ اورون کی مانند رسوا نہین ہے

طرز خرام ناز بدلتے چلے گئے ۔ آنکہیون کی چال وہ چلتے چلے گئے

شام شب فراق کی گرمی سے صبح تک ۔ ہمتو برنگ شمع پگہلتے چلے گئے

انگور کی روش تیرے پاؤن کے آبلے ۔ ہر سال فصل خاص مین پہلتے چلے گئے

کیا کیا خرام ناز مین کین تمنے شوخیان ۔ ٹہوکرونسے دلکو راہ مین ملتے چلے گئے

ہمکو گلے لگانیکی حسرت ہی رہ گئی
تم تو سنبھلنے ہی مین مچلتے چلے گئے

جنکو گرایا آپنے قارونکی طرح سے
تحت الثریٰ تلک وہ پھسلتے چلے گئے

زینہ سے جنکو بام پہ تمنے طلب کیا
ایسے خوشی ہوئی کہ اچھلتے چلے گئے

گالی پہ گالیان وہ سنایا کیے ہمین
شیرین دہن سے زہر اگلتے چلے گئے

ثابت قدم رہا کیے عشق بتان مین ہم
پتھر کی ٹھوکرین سے سنبھلتے چلے گئے

دم بھر بھی وہ قرار سے بیٹھے نہ پاس آ
زانو ہزار بار بدلتے چلے گئے

آباد بزم یار رہے جسکے فیض سے
دل ہم سے بدلون کے بہلتے چلے گئے

نکلی نہ دل سے یاد نہ گردکی آرزو
کانٹے بھی آبلون سے نکلتے چلے گئے

تیری نسیم فیض سے ای بحر بیکران
نخل مراد پھولتے پھلتے چلے گئے

آیا کیے وہ ایسے اعظم ہمارے پاس
جذب دلی سے کام نکلتے چلے گئے

تیری رزاقی نے کی رزق کی تدبیر پہلے سے
مجھے پیدا کیا پیدا کیا جب شیر پہلے سے

سر آرائش سے پہلے گیسوؤنکو باندھ کر دیکھو
بتا مجھکو تماشے کی وہ زنجیر پہلے سے

ارادہ بھی نہ تھا صید افگنی کا انکی مژگان کو
تڑپ جاتا تھا سینہ مین دل نخچیر پہلے سے

ابھی ہم مجرم ہوئے سے جرم بھی ہونے نہ پایا تھا
زبان لٹکی ہوئی تھی عدل کی زنجیر پہلے سے

ترے مژگان بھی واقف تھے اسنا اپنی جنبش سے
کھٹکتے تھے ہمارے دل مین لاکھون تیر پہلے سے

کمال حسن بھی ہونے نہ پایا تھا حسینون کا
محیط ملک دل تھا حسن عالمگیر پہلے سے

اونہین رغبت دلاتا ہے اگر مستی لگانیکی
تو اے اعظم حجابا چاہیے تقریر پہلے سے

مشتاق کر دیا مجھے اوسکے حجاب نے
دیکھا نہ جسکا جلوہ عارض نقاب نے

تقلید برشکال مین کہہ کی سحاب نے
برسات کر دیا میری چشم پر آب نے

آو نگاہ کون پردہ نشین غسل کیجئے
برپا کیئے ہین بحر مین خیمے حباب نے

سودا ہوا ہے قیس کو لیلی کی زلف کا
مجنون کیا ہے سلسلہ مشکناب نے

تاب نظارہ رخ روشن ہوا اسکا
منہہ اوسطرف کو پھیر لیا آفتاب نے

فصل بہار مین سب تو مرتکب ہوئے
توبہ شکست کی مری کہنہ شراب نے

اوٹھتے ہین کہہ اٹھی ہے کمر کو پکڑ کے ہم
بوڑھا بنا دیا غم عہد شباب نے

ٹوٹا کسیکی زلف عنبر کا دیکھکر
نیند شب اوڑا دی ہے گرہ مشکناب نے

سب بیت توڑ توڑ کے پھینکے گئے صنم
پاداش خوب دی عمل ناصواب نے

پھر گزک جو لا میرے سامنے ادھر سے
یاد دل برشتہ دلائی کباب نے

نازک طبیعتون کو ہوا بھی خلاف ہے
جھونکا نسیم کا نہ سہالا حباب نے

جلدی جو منے وصل مین کی وہ خفا ہوا
جلدی بنا بگاڑ دیا اضطراب نے

آوارگان عشق سے پوچھا تو یہ کہا
برباد کر دیا دل خانہ خراب نے

اعظم کا کون شافع عصیان تھا حشر مین
بخشا دیا جناب رسالت مآب نے

اعظم بھی دعا ہے خدا کی جناب سے
ہووے ظہور مہدی ہادی شتاب سے

واقف کرونگا معنی حسن لباب سے
لاؤنگا اپنی راہ پہ اوسکو شتاب سے

دعوے ہمسری جو کرونگا سحاب سے
چشمے کیسے بہاؤنگا چشم پر آب سے

ظاہر ہوا شگون یہہ صدائے غراب سے
محروم نامہ بر نہ پھریگا جواب سے

کلفت مٹائی جگر ماہتاب سے
باہر نکالے ہے رخ روشن نقاب سے

کیا کیا نہ بیخودی ہوئی مجکو شراب سے
شبکو لپٹ لپٹ گیا اوس مست خواب سے

کس جنگجو سے دید کا ہے مجکو اشتیاق
آنکھیں لڑا رہا ہون کھڑا آفتاب سے

گھر سے جو یار تو نے نکالا کہین قدم
عزم سفر کرونگا جہان خراب سے

باقی ہے کاتبون پہ خیانت کا احتمال
فاضل پڑا گناہ جو فرد حساب سے

منہہ اپنا آپ شرم سے تم دیکھتے نہین
حیران ہے آئینہ بھی تمہارے حجاب سے

آتے تو آئے قبر مین کرتے سے سوال
چپ ہو گئے ملک میرے پہلے جواب سے

بحر جہان مین خاطر نازک عزیز ہے
کشتی چلا کرے مری بچکر حباب سے

تفسیر ایک مصحف رو کی نہو سکی
مطلب ہزار ہمنے لگائے کتاب سے

اللہ رے اشتیاق کہ دن بہر جلا کیا
حربا کا عشق کم ہوا آفتاب سے

جلدی جواب خط کی طلب مین نہ کیجیو
ای نامہ بر وہ ہوگا خفا اضطراب سے

لکھا ہے وصف زیب باغ بہشت کا
اعظم قلم ترا ہے چوب گلاب سے

ای مصور صنعت دست خدا کچھ اور ہے
آئینہ کچھ اور ہے رخ کی صفا کچھ اور ہے

ہی عجب عالم تلون سے مزاج یار کا
عاشقانہ اور کچھ ہے برملا کچھ اور ہے

یار کی پوشاک سے گلزار کو نسبت نہین
جیب گل کچھ اور ہے اوس گلکی قبا کچھ اور ہے

سالکان دور گردون سے ہین بر خلاف
کیا ہوس نکلے زمانہ کی ہوا کچھ اور ہے

طالب آب دم تیغ نگاہ یار ہون
خضر کو گر خواہش آب بقا کچھ اور ہے

انقلاب کب اوٹھا دین ہم زمانہ سے شکست
ہو چکے وہ ہم پہ جو قسمت کا لکھا کچھ اور ہے

رنج ہوتا ہے جو مجکو اونکو ہوتی ہے خوشی
ساتھ مجھ بیکس کے رسم اقربا کچھ اور ہے

تہمت حیران خوشتن ہین بو اوڑا لیجا نگی
راہ گیسو مین ندو عزم صبا کچھ اور ہے

عالم ہستی مین ہین خضر طریق میکشی
پوچھتا ہون ساقیا آب بقا کچھ اور ہے

ناز بھی ہے اوٹھائے نازنین یکہی بہیر
آپکے انداز مین لیکن ادا کچھ اور ہے

ہی کہلا ہے تیر نے باب اجابت سنکر دو
بندہ مقبول ہون میری دعا کچھ اور ہے

نقد جان بہی گر مجھے دیگا نہین مجکو قبول
محتسب مینای مے کا خون بہا کچھ اور ہے

گلشن فردوس کی جو ہین نشان ہے آشنین
کون کہتا ہے تیرے گھر کا پتا کچھ اور ہے

تھی خدا سے مجکو تمنا پائیے سو نیکی راہ
یار کیا سمجھا کہ میرا مدعا کچھ اور ہے

چاٹ باد امونکی کیا وحشی کو تیرے چاہیے
بوسہ چشم غزالان کا مزا کچھ اور ہے

نفست حید ز تو ہے ہر چند ہر دین دار کو
پھر دل اعظم مین حب مرتضے کچھ اور ہے

کسی گلپیرہن کے عشق مین گرم فغان ہے
چمن زار محبت مین ہمارا دل مرغ نالان ہے

دہن غنچہ ہی عارض گل ہی قد سرو خرامان ہے
حسینو عالم حسن جوانی بہی گلستان ہے

اسے اعجاز کہیئے یا طلسم حسن کیا کہیئے
قد اوسکا سرو رعنا ہے کلاہی شاخ مرجان ہے

گردن آہو چشمون مین حقیقت نجد کی ظاہر ہے
مرا بازیچہ طفلی ہے مجنونکا بیابان ہے

رقیب روسیہ رہتا ہے گہر مین اوسکی پرے کے
سراسر قبضہ عفریت مین ملک سلیمان ہے

نہین گر دست بغلین لگائی یار نے ہستی
تصرف مین سیاہ رنگ کے شہر بدخشان ہے

طلوع نور سے بہرہ نہین ہے تیرہ روزونکو
سحر کو جانتا ہے شپرہ شام غریبان ہے

نگاہ یار کا وحشی ہون مین گردش کے عالم ہر
میری چشم تصور مین سدا چشم غزالان ہے

ترقی ایکصورت سے تو کی اشکونکی قطرون نے
جو آگے گوہر غلطان تہا سو لعل بدخشان ہے

ہمیشہ ایکسا موسم ہے آہ سرد کے باعث
ہمین گرمی بہی اور برسات ہے فصل زمستان ہے

جنون صحرا مین مجہہ دیوانہ کو بیجل کہہ مجکو
نہایت اشتیاق کاوش خار مغیلان ہے

کوئی محرم نہ تہا شاید زلیخا کو جو سمجہاتا
کہ السنب قید یوسف کے لیئے چاہ زنخدان ہے

زبان گویا بہی ہے مضمون شیرین سے بہی اے اعظم
غزلخوانی کرد طوطے بہی اور شکرستان ہے

وہ بیچ بلبیاختہ اور ساختہ دولت پہ نازان ہے
طلائی رنگ رخ ہے نقرئی ماہیہ افشان ہے

شب تیرہ بہی اپنی رونق بزم چراغان ہے
صفائے قلب و تن ہے فروغ نور ایمان ہے

یقین کیونکر نہو وے یار کے تشریف لانیکا
ولا اقرار قول و قسم ہے عہد و پیمان ہے

ہوا خواہی سے پہنچاتی ہے مجھ تک نکہت گیسو
صبا میرے سر و تن پر ترا احسان ہے

ہمارے خانۂ ویران میں جا ہو تو چلے آوے
فقیروں کا سا تکیہ ہے یہاں پھر نہ دربان ہے

بہر تو شک کہتی ہے کہ ای باد صبا تو
بہری ہاتھوں نہیں لیجا کر شمیم زلف پیچان ہے

بہت گلشن ہی وہان یہان سمجھا یہ جا مہری اور چنگیز
وہان آرائش دامن ہے یہان چاک گریبان ہے

خرام ناز سے اب خاک بھی برباد ہو دیگی
ستم ہے وہ مزار کشتگان پر دامن افشان ہے

تصرف میں رقیب دیو سیرت کی جو رہتا ہے
ہمارے واسطے بیر الم چاہ زنخدان ہے

جو نکلا لخت دل اس سے تو لعل بے بہا نکلا
ہماری چشم ہے یا کان اقلیم بدخشان ہے

کلام سخت جو کرتا ہی تو وحشت کیے عالم میں
میں دیوانہ سمجھتا ہوں کہ یہ بھی سنگ طفلان ہے

جو نکلا ایک بھی آنسو تو عالم کو ڈبو دیگا
ہمارے چشم خون لاشکا جو قطرہ ہے وہ طوفان ہے

کہا جذب دل لیلے نے آخر کو یہ لیلے سے
کہ چلکر نجد میں دیکھو کہ کیونکر قیس نالان ہے

جگر میں تیر پنہان عشق کا شیرین نے مارا تھا
عبث خون سر فرہاد کا تیشہ پہ بہتان ہے

بدی دشمن کی بھی ہم اسلیے ظاہر نہیں کرتے
کہ سینے میں چھپانا عیب کا رنگ نمایان ہے

گمان آسمان ہوتا ہے بام یار پر شب کو
وہ عارض ماہتاب آن ہے وہ رخ مہر درخشان ہے

گدائی درگہ فرزند حیدر ہوں میں ای اعظم
مرا مولا علی موسی رضا شاہ خراسان ہے

رکھے دیتے ہیں سینہ میں جو مخفی راز ہے
دل ہمارا کشتۂ تیغ نگاہ ناز ہے

کیا تیغ تغافل پر جو مجھکو ناز ہے
اپنا مطلب آپ کر لیگا اگر جانباز ہے

کون کہتا ہے اسنا کسنے کہان آواز ہے
چپ رہو مخفی عدم تک اُس دہن کا راز ہے

گردش چشم فسونگر کا عجیب انداز ہے
جنبش لب مین ترے لاکہون طرح کا ناز ہے

ہی خرابات جہان مین عشق درد تو مجھے
ہی میری ہمدم ہی میرا غنچہ دمساز ہے

دل جگر دونو ہمین کس طرح جیسے دیجیے
ایک سو پیش ہے ہمارا دوسرا دمساز ہے

ہم نہین وہ عاقل فلاطون جنکے آگے ہیچ ہو
ہون وہ دیوانہ جنون کو جنکے اوپر ناز ہے

تیغ کی کہا کر سر میدان قسم کہدیجیے
ہم بیٹھے جانباز ہین یا مدعی جانباز ہے

اور ہے پردہ اگر ہووے تو ہووے یار کو
در تو کیا تیرے بند قبا تک باز ہے

شہرۂ آفاق ہے نام خدا تو کس قدر
ایک تیرے وصف کی چارونطرف آواز ہے

دھیان رہتا ہے مجھے ہر دم مآل کار کا
اٹھا مجھے ہو تم جسکو سر آغاز ہے

ٹھوکر کہا جائے تو ہو ہر بہر تو کھیے جائیے
سمجھین تیر تمھارے کونسا غماز ہے

بس ستم ہی تک جب تک نالہ ہے سینے ہو
قافلے والو نکو آواز جرس پر ناز ہے

عرش تک پہنچیگا دیوانو نکا اب سال
خندۂ گلکی ہزارون کوس تک آواز ہے

فصل گل آئی تو کیا ہم بی پر و بال نظیر
وہ خوشی ہووین کہ جنکو طاقت پرواز ہے

ہو نہ مشکل مین کبھی اعظم سراسان آدمی
کارساز دو جہان بندہ کا کارساز ہے

شرط گر ہے جو کرو گلشن تو ہمسند چلے جایے
آہ ہم جون تو ابھی گنبد اخضر جل جایے

اب رحمت سے بچیے گر نہ شرار عصیان
یا الہی نمل ہی کا دفتر جل جایے

گرے قاتل جو سپر خون کا تیغہ ظاہر
گرمی شوق شہادت سے وہ محضر جل جائے

آتش حسن بتان میں یہ اثر پاتا ہوں
سنگ پا دیکھتے تلوے آئے تو تا سر جل جائے

ہوں تن آور ہوں اگر ہے برق چمک کر جیسے
سو نہیں وہ کشت کہ پانی میں سمندر جل جائے

اثر شدت سوز جگر و دل یہ ہے
گر دکھین بچھے بستر پہ تو بستر جل جائے

سوختہ بخت وہ ہو نہیں کہ دم تیغ اگر
پانی مانگوں تو لب آب دم خنجر جل جائے

یوں جلے آکے ہم آتش کدہ ہستی میں ز
آنکھیں گرتے ہی جوں طائر بے پر جل جائے

دوستی آگ سے رکھتا ہے تو یہ لازم
سیل کو دیکھتے ہی گبر بد اختر جل جائے

سر پیچ کا دل شاہد حق بھی ہے اگر
آہ مجنون ہے اگر سجدہ سراسر جل جائے

آتش سوز دروں سے بھی کہتا ہی مجھے
دل بیتاب سے سینہ میں سدا کر جل جائے

دہ کر دن شعر وصف رخ جانان سوزون
جس کی تشبیہ سے گرمی سے صنوبر جل جائے

حاسدوں کو یہ جلن ہے کہ کہا کر بہرا
آگیں بحر معانی کا شناور جل جائے

گرم ہو پرواز سے عنقائے معانی او جا
طائر قدس کا گرتے ہی تجھ ان پر جل جائے

تجربہ طور تجھے من گل خورشید میں گر
تن یا میں اچھا کو چہ جل جائے

سوزش اشک جو تکی رہتی ہی ہے آنکھوں
نگہ گرم سے دیکھوں تو سمندر جل جائے

ہوں وہ محرور طبیعت کہ شرارہ سے
کیا عجب گر میرا قصر تن لاغر جل جائے

ہے سیری تیغ زبان برق اجل اے عظیم
گر ہے خود عدو پیر بکتر جل جائے

کانٹوں کی بھی نہ تھی ہی صدا قافلے سے آ کے ‌‌ ‌ پیروں میں خوشی تھی مجھے دیوانہ بنا کے

اوس نے نہیں لائی ہی ہمیں گنج قفس تقدیر ‌ ‌ کھو کے جہاں جس جگہ سو جاتی ہیں چھپا کے

ہیں ہم بھی تو بسمل تری ابرو کی کشتی پہ تصدق ‌ ‌ ذرہ کی قسم کھاتا ہوں خاک شہدا کے

جس روز تک ملی نہیں ہم کو چھپکتا رستہ ‌ ‌ ہم منزل ہستی ہیں مسافر ہیں سرا کے

موجود ہیں سب مرشد ہمت کی کرم سے ‌ ‌ پھر چشمہ ہیں [illegible] جھوٹ کھڑے [illegible]

کھیتے ہیں ہم راہ کو بھوک بہوک کا ‌ ‌ اور گاہ ہیں خضر ہیں صحرا بلا کے

پاؤں کی جگہ پھرتے ہیں تری راہ میں چل کے ‌ ‌ ہر تیر ارادہ ہیں پھر بجلی پہ [illegible] کے

ایام جنوں خیز میں بھی ہاتھ لگا کے ‌ ‌ ٹکڑے ہوئی جاتے ہیں گریبان قبا کے

گھبرا کے نہ تم ہیں جو کھوئے ہیں شب وصل ‌ ‌ لو بند ہوئی دیوں لگے [illegible] بند قبا کے

بلبل کی طرح ہیں ہمیں زمزمہ پرداز ‌ ‌ غنچہ کی طرح ہیں ہمیں محتاج صبا کے

جو عاقبت اندیش ہیں وہ کرتی ہیں حاصل ‌ ‌ سکھتے کا ہر الفت دنیا کو مٹا کے

جو مرشد کا ہوتا ہے یقین اہل نظر کو ‌ ‌ ورثے نظر آتے ہیں جو خاک شہدا کے

آتی ہو تو جاتی نہیں کی رشتہ رہتی ہے ہم کو ‌ ‌ ہم بیچ اور چھپاتے ہیں تھمیں [illegible]

تکلیف کے اوٹھاتے جو اٹھاتے ہیں حیدر
اعظم کو بہر رو ہیں اوسی عقدہ کشا کے

چاہو تو بدل سکتے ہو تقدیر ہمارے ‌ ‌ ہر طرح سے کر سکتے ہو تدبیر ہمارے

صدا دیتے ہیں آتی ہیں زنجیر ہمارے ‌ ‌ غم خوار سمجھے جاتے ہیں تقدیر ہمارے

ابرو نہ پہ تہمین بار ہمین تیغ زبان سے — وہ آپکی شمشیر سہی شمشیر ہمارے

دیوانو نہ سہہ اسباب ہی سرکار جنون کا — نہ طوق ہمارا ہی نہ زنجیر ہمارے

کیا جانیئے وہ کونسی کمبخت گھڑی تھی — جسوقت لکھی جاتی تھی تقدیر ہمارے

پھسکے ڈراتی ہین ہمین گیسوئے دراز — ہی دام بلا زلف گرہگیر ہمارے

بلبل کو بھی طوطی کو بھی باتونمین کیا بند — سرسبز رہی باغمین تقریر ہمارے

ق آشفتہ سری سے جو پھرا سخر مین سودا — یارون نے کہا دیکھیئے زنجیر ہمارے

دیوانہ بنجاتی انصاف سے کہیئے — یہہ سر کی خطا ہی کہ ہی تقصیر ہمارے

وہ سلسلہ بردار جنون ہوکے پھرا در — ہر روز بلا جاتی ہین زنجیر ہمارے

گردن مین سجے جو طوق اوسے طوق نہ کہیئے — تعبیر ہمارے ہی گلوگیر ہمارے

ق ناگاہ شب وصل وہ تشریف جو لاتے — ہم سمجھے کہ لائی انہین تقدیر ہمارے

دل نے یہہ کہا جذبہ کامل کا اثر ہے — یارون نے صدا دی کہ ہی تدبیر ہمارے

وہ بولے ادھر آپ کہ ہم آتے ہین ازخود — چلا نہ بنا سکے کہ ہی تاثیر ہمارے

اوصاف بیان کرتے ہین اوس جان جہان کا — افسانہ دلچسپ ہے تفسیر ہمارے

یاتونے تمہاری جو گرہ دل مین پڑی تھی — کھلتی ہین زبان سے دم تقریر ہمارے

اوس ابرو کو شوقین چلا کھینچ کے ایسا — آواز سنی تھی کہی تیر ہمارے

گلزار کے نقشہ مین ہمارا انہین نقشہ — صحرا کے مرقع مین ہے تصویر ہمارے

دیوانہ ہون پر عدل سے دیوانہ ہین لیسے — زنجیر کہ انصاف ہے زنجیر ہمارے

جاتے ہیں تو بیگانے سے وہاں سے ہیں اعظم
اگلی سی نہ عزت ہے نہ توقیر ہماری

خود ہم کو جفا کرتی ہے تقدیر ہماری
آواز ہماری ہی گلوگیر ہماری

ہیں یوں کی نزاکت کے ہیں دیکھیں گرفتار
اک موج ہوا چاہیے زنجیر ہماری

سب کام ہمارے ہیں مشیت کے حوالے
وابستہ تقدیر ہے تدبیر ہماری

روشن ہے کہ کہتا ہے صبر یار کا جلوہ
ق
موسیٰ کی ہوئی ہاتھ میں تنویر ہماری

یعقوب کی آنکھوں کو کیا ہم نے منور
پیراہن یوسف میں تھی تاثیر ہماری

کہتا ہے قسم کھا کے خط مصحف رخسار
ہے سورۂ واللیل ہی تفسیر ہماری

کچھ پھول فقط کان لگا کر نہیں سنتے
بلبل بھی سنا کرتی ہے تقریر ہماری

ہر چند کہ ہم اپنی بڑھاتے گئے عزت
اعمال گھٹاتے گئے توقیر ہماری

حاضر ہے کہا کرتے ہیں ہم غیب کی باتیں
گنجینۂ اسرار ہے تقریر ہماری

ہے نے جو لکھی شرط ارادت وہ بنا ہے
توام خط قسمت سے ہے تحریر ہماری

صورت وہی نقشہ وہی انداز وہی طور
مجنون سے ملا لیجیے تصویر ہماری

دل سے ہوس خاک شہیدان نہ جائے
سینہ میں بھری رہتی ہے [illegible] ہماری

آواز سے ہل جاتے ہیں ارکان سموات
نالے کبھی کرتے ہیں جو زنجیر ہماری

اب اور تو کیا کہتے ہیں منہ پر اغیار جفا کیش
اعظم سے کہے بات تو ہے تقصیر ہماری

دیکھیے کب تک وہ کر چلتے ہین شرت تیر کی
آرزو کس دن نکلتی ہے دل نخچیر کی

یاد آجاتا ہے جب تیرا زلال التفات
شیر خواری بہول جاتے ہین حلاوت شیر کی

آپ جو تشریف لاے محو حیرت ہین سب
جان آئی آرزو پوری ہوئی تصویر کی

زندہ دیوانو نکی سمجہو سنکر و میرا کلام
یہہ زبان گویا زبان ہے صاحب تاثیر کی

جسم مین آتی ہی تیرے حکم سے روح روان
جان ہے ایجان جان تو پیکر تصویر کی

بیٹہے بیٹہے گہر مین کہتے ہو گر آنیکا نہین
خود چلے آؤ گے تم گر چلگئی تدبیر کی

شاخ برگا و زمین گے پہینک دیتا توڑ کر
لوح بچاتی اگر مجکو مری تقدیر کی

جور وہ کرتے ہین لیکن کوئی کہہ سکتا نہین
کیا خطا ہی بیخطا تجہسے بے تقصیر کی

اپنے دیوانہ کی وحشت کا اثر تو دیکہئے
چشم آہو بنگئی ہے ہر کڑی زنجیر کی

زمزمہ پرداز یان کہین باتین جو آپ نے
طرز ہو لے نغمہ سنجان چمن تقریر کی

موت تو جلدی سے آپہنچی فراق یار مین
یار نے تشریف لانے مین بڑی تاخیر کی

رحمت للعالمین آئے نبی کے واسطے
حشر مین پرسش نفرمانا میری تقصیر کی

دیکہہ کر کہتے ہین اون کو آشنا بیدل کی پاس
جذبہ شوق دل اعظم نے کیا تاثیر کی

ہوشیار انہ یہہ دیوانون نے کیا تدبیر کی
اون پہ مر مر کے بہی پائی سند زنجیر کی

وہ مقصر ہون جو مین کثرت کرون تقصیر کی
کاتب اعمال کو فرصت نہ دون تحریر کی

گرمی گفتار سے عالم ہی یہہ وقت کلام
منہہ سے گویا چہوٹتی ہی پہلجڑی تقریر کی

ابتدا ہے آرزو تیاری ہے وقت عاشقی
انتہا ہے صبح محشر نالۂ شبگیر کی

پھر بہار آئی ہوا ہو دل آئیو نکو پھر جنون
چارہ سازو نکو ہوئی تدبیر پھر زنجیر کی

ایکدم مین خون کی ندی بہادی عشق نے
کوہکن کرتا رہا تدبیر جوئی شیر کی

یار کہتا ہے کرین ہم امتحان عاشقی
پوچھتا ہے بات ہے یہ خواہش تقصیر کی

جو نہونا تہا ہوا پیش وقوع واقعہ
یار نے تقصیر سے پہلے میری تعزیر کی

آتش گل سے جلا کس روز دشت باغبان
شمع کے گل سے جلی ہر شب زبان گلگیر کی

خط مشکین عارض جانانکو کیا درکار ہے
پھر وہ مصحف ہے جسے حاجت نہیں تفسیر کی

دلمین آتا ہے کہ سینہ کو نشانہ کیجیے
اندنون کرتا ہی وہ سفاک کثرت تیر کی

بندش مضمون گیسوئین خیال پیچ ہے
ہندمین ہینے پرستائکی پری تسخیر کی

فکر عالی سے جو لکہنے کی اجازت دی مجہے
اس زمین مین دوسری ہے غزل تحریر کی

کسقدر شہرت ہوئی تیری کمان و تیر کی
آسمان کو بات کہنے تہی جوان پیر کی

قطع کی مدکو مژگان حقیقت تیر کی
بات کاٹی ابروئے نے ذکر نے شمشیر کی

رات بہر فکر رسا کا سلسلہ بڑہتا گیا
بندش مضمون گیسوئے بڑی تاخیر کی

پردہ دار ہے اسکو کہتے ہین کہ پیراہن ہے
آستین تہامی نہین جاتی گریبانگیر کی

عہد طفلی مین دیا ہے رزق اب بہی دیجیے
\+ اپنے ہاتہون آپ کرباندہی تہی تمنے شیر کی

کر رہے ہین ہم یار کے وعدہ کی گہڑی کو شمار
خاک بہر کر شیشہ ساعات مین اکسیر کی

لوح قسمت کا لکہا ظاہر نہو تا کس طرح
بات رہتی ہے مقدر کا تب تقدیر کی

آج بہی بشاش ہے کو صیدگاہ عشق مین
دیکھا ہے عید قربان کو خوشی نخچیر کی

قیمت کیون دو کمان سے بہی زیادہ چاہیے
مشتری کو رونمائی مین تیری تصویر کی

دیر مین چرچا جو ہو محراب ابرو کا تیرے
آتی ناقوس برہمن سے صدا تکبیر کی

دیکھکر صحرا مین سرگشتہ نگاہ یار کا
آنکھ مجھ وحشی پہ پڑ جاتی ہے آہو گیر کی

آرزو مجھے اعظم مشتاق ہے ایسے کردگار
مجھکو حاصل ہو زیارت مرقد شبیر کی

سحر آرا صفائی ہے میری تقریر کی
بارہ رہتی ہے مگر تیغ زبان شمشیر کی

اسکے آگے چل سکی طاقت کہان تیر کی
اندنون زور دبیہی گردش مری تقدیر کے

خضر بیا زور جنون سے اب نظر آتی نہین
لنگر وتکی ہتکڑی کی طوق کی زنجیر کی

تب سے آنکہو نکو ہوا ہے جو صلہ دیدار کا
جب سے صورت بہی نہ دیکھی تہی تیری تصویر کی

مین اگر عریان بہی ہو جاؤن تو کچھ کھٹکا نہ
ایجنون نکلی تمنا خار دامن گیر کی

پی اگر غیرون کی صحبت مین مے دختر شراب
زہر کہا لینے کی ٹہنی ہے ایسی تدبیر کی

عذر رہتی تہی نظر کے سامنے صبح امید
کچھ دنون سے ہی ہوا ٹہی نالۂ شبگیر کی

سب پالنے جو نکلی مخلصی اسکی ہوئی
رفتہ رفتہ کٹ گئی سر سے بلا زنجیر کی

آشنا سے دشمن بہی بنتا ہون سے ہم نے ہیے
کہہ دی کوئی گرسنی ہو صدا زنجیر کی

کب بیری زبان سے جور قاتل کا گلہ
کب شکایت کی دہان زخم نے شمشیر کی

سہو کنا تہا طور کو سرمہ بنانیکی لیے
چشم ہو سے مین حقیقت کہل گئی تنویر کی

تقدیر مین اگر ہوگا تو اوڑکر آئیگا — خاک لادیگی صبا گھر مین مرے اکسیر کی
قطعہ یا دصبا بھی اوڑا جاتا ہو نہین — یہہ حقیقت اندنون ہے جسم کی تعمیر کی

اوس سہی قامت سے ای ہمدم یہہ پوچھا چاہیئے
آپنے دردِ دل اعظم کی کیا تدبیر کیجے

طوف قرار کشتہ دیدار کے لیئے — جانا تو پھول نرگس بیمار کے لیئے
وعدہ تو آپ کرتے ہین دیدار کے لیئے — لیکن قسم بھی چاہیئے اقرار کے لیئے
سودا ہمیشہ کرنا ہے جو شکن ہوتی ہین — نافہ بہت سے آہوے تاتار کے لیئے
نہ سیکہ مر ہوا جو کبھی خنجر خیال — اک بوجھہ ہو گیا کمر یار کے لیئے
اوسکے خرام ناز کا عالم نہ پوچھیے — انداز ہین نئے نئے رفتار کے لیئے
رنگ نیام زرد و سیہ سرخ و سبز ہے — چو رنگ چاہیئے تری تلوار کے لیئے
وہ مرد معرکہ ہے کہ زخمی ہوا جو ہو — دو چار بار ابروے خمدار کے لیئے
دل پیچ سے لیا جو بیمار تو ہو گئی — کیسی ہنو د طرۂ طرار کے لیئے

اعظم ہمین سے باندھی ہین اوس نے ٹکٹکی
ہر چشم وا ہے یار کے دیدار کے لیئے

عشق جانکاہ جو تقدیر مین ہے — حسن دلکش بھی مری تدبیر مین ہے
خواہش زلف گرہ گیر مین ہے — دل ابھی تک مری تدبیر مین ہے
گیسون پر ہے تسلط میرا — سنبلستان میری جاگیر مین ہے

کس طرح جیسے مین گریبان پہاڑون — ہتکڑی حلقۂ زنجیر مین ہے
تم جو غیرون کو بلا لیتے ہو — یہہ بہی داخل میری تعذیر مین ہے
قاصد آوے نہ نوشتہ آوے — یہہ بہی لکہا میری تقدیر مین ہے
قید ہستی سے چہٹا کون اسیر — آج غل خانۂ زنجیر مین ہے
خوب کہینچی ہے مصور تو نے — میری حیرت میری تصویر مین ہے
آزماتا ہے ہمین یہہ ظالم — زور جتنا فلک پیر مین ہے
حسن رنگین پہ نظر کی تو کہا — آج گلشن تری جاگیر مین ہے
دل مرا صید ہے اون مژگان کا — ایک نخچیر کئے تیر مین ہے
اس زمانہ کو ہے اسکی حسرت — میل کس خاک کا اکسیر مین ہے
کیون زبان مین نہون کانٹے پیدا — خار بہی طوق گلوگیر مین ہے
دیکہین رات کی اندہیاری کا — روشنی نالۂ شبگیر مین ہے
ہمکو ابرو و مژہ نے مارا — دل کمان مین ہے جگر تیر مین ہے

گیسوؤن کا ہے تماشا اعظم
طول سر رشتہ تقریر مین ہے

ہماری خاک سی طرح کیخانہ بنتا ہے — سبو بنتا ہے خم بنتا ہے اور پیمانہ بنتا ہے
دل وحشی کو سمجہایا کئی بار ہی کہہ ناداں — پہر ہوونگی سو ہمین عبث دیوانہ بنتا ہے
تو ہنگام مزاج یار سے احوال مت پوچہو — کبہی تو اشنا ہوگا کبہی بیگانہ بنتا ہے

تکلف بار کو منظور ہے ہمکو گوندا ہمین
ہما کی ہڈیون کا گیسو تکو نشانہ بنتا ہے

فروغ روشنی طور سینا میری نگاہون مین
قسم نور خدا کی جلوۂ جانانہ بنتا ہے

ہماری بزم بزم بیخودی ایسی ہے میخوارو
یہان پر محتسب بھی آنکر مستانہ بنتا ہے

ملون بعد مردن کر رہا ہے کیا غبار اپنا
کبھی تسبیح بنتا ہے کبھی پیمانہ بنتا ہے

نہین ہے تو مہو ساغر تکلف کیا ہے ساقی
ہمارا ہاتھ ہر وقت میکشی پیمانہ بنتا ہے

عجب احوال ہے میخانۂ ہستی مین اعظم کا
کبھی خود محتسب بنتا ہے گہہ مستانہ بنتا ہے

گل کھلین گے بلبلو بیداد صیاد سے
سنہرین پڑجاوین گے کانٹے کثرت فریاد سے

شمع سان جلتا رہا سوز دل ناشاد سے
داغ حسرت لیچلا بزم خراب آباد سے

جاتا ہو نہین دل سخت فلک سے آہ
سورچہ پا بند ہاہے نہین قلعۂ فولاد سے

سو سم گل ہین پیارے ان نقش کھو مردے
شہر خرابہ مین قید کر لینا کہو صیاد سے

نشتر مژگان کا شہر مون سجای دکھو مہیر
خون بہا لینے لیا ہے اب خنجر قضا سے

قافلے والون نے مجھہ مجنون کو گھیر لیا
دم جرس کا بند ہو دیگا مری فریاد سے

گرد رہ کیطرح پیچھے چھوڑ دیا جوش جنون
آگے مجنون کی نکلجاون بڑا امداد سے

زلف مین جاکر ہے مژگان گیا یا مضر
دام مین الجھے ہو چھوٹے بچہ صیاد سے

قتل کو بھی چھپنا پڑیگا العزیز دو حسن مین
بیرستش عمال ہوئی لنگ ٹھا و بزاد سے

لکھنو سین کام کیا تھا اعظم دیندار کا
لیگیا تھا عشق ایک بت الہ آباد سے

شعلی سی داغ عشق دل کو جگر مین ہے	سوراخ ابتدا سے ہمارے جگر مین ہے
سینہ مین خار غم ہے تو کھٹکا جگر مین ہے	اعظم کے دیکھے پوچھیے کس درد سینہ مین ہے
اشکونکی قدر دیدہ اہل نظر مین ہے	انکا مقام دامن مژگان تر مین ہے
تھا نہ ہے کی عارض گلگون کے رنگ سے	تیری طرح بہار چمن کیسکے گھر مین ہے
کانٹیگا یہہ بہار گلستان کو تنگ سے	سہل تیغ کا گل جو تمہاری سپر مین ہے
اہل وطن یہہ کہتے ہین مجھہ خاکسار کو	وہ گرد کاروان کیطرح سفر مین ہے
کہتے ہین وہ ہمارے جلانیکے واسطے	جاتے ہین انتظار کوئی رہگذر مین ہے
سنبل کا شیفتہ ہی کوئی کوئی رخ کا	سودا ہر ایک طرح کا ہر ایک سر مین ہے
اوس بت تلک پہنچنے کو ہمت کا ہی قصور	اللہ تک پہنچنے کی طاقت بشر مین ہے
اے چشم تو نے جیب کبھی کی ہی اشک کی	پانیکا قحط مردم آبی کے گھر مین ہے
اعمال نیک اپنے ہین دنیا مین سبکے ساتھ	گٹھری ہی سہی ہر ایک مسافر سفر مین ہے
کیا بدل گیا ہی ہوا سے چمن کا رنگ	نہ شاخ مین کلی ہے نہ تنہا شجر مین ہے
آتی ہے یہہ منافقی ہوئی بوئی پیرہن	یوسف کا قافلہ بھی سہی رہگذر مین ہے
دا بنی نازکی پہ کیا چاہتے ہین ظلم	تلوار باندہنے کا ارادہ کمر مین ہے
سوز تپ فراق کا کیا پوچھتے ہو حال	دل جل رہا ہی آگ کا شعلہ جگر مین ہے

امید ہے کہ آج وہ آوین ہمارے پاس
اعظم ہمارے آہ مقام اثر مین ہے

بھٹکا نا ہے خضر مجھے کیا ضرور ہے
یہہ راہ سالکان طریقت سے دور ہے

آیا جو بتکدہ مین ہمارے تو دیکھنا
سر محتسب کا سنگ ملامت سے چور ہے

نقش قدم یار ہے آنکھون کے سامنے
جو دیکھتے نہین تو نظر کا قصور ہے

کہتا ہے یار دیکھ کے تیر اکشتہ خدا
خلخال کی صدا ہے کہ آواز صور ہے

کیونکر نہ رخ حسن پہ ہو مشتاق نگاہ شوق
رخسار یار برق تجلی طور ہے

ہم تیرے گھر کو اسلیے کہتے ہین رشک خلد
انداز تیرا غیرت انداز حور ہے

اوس مہ کی یاد جلوۂ عارض کے فیض سے
جتنی نظر مری شب ظلما مین نور ہے

بے اختیار عشق مین ہیان ہون کہ
واللہ اختیار دل ناصبور ہے

ہے اشتیاق خاتم آل رسول کا
اعظم کو انتظار ہی وقت ظہور ہے

ہے باغ جہان مین عشق صید مرغ زرین ہے
یہان شغل شکار عندلیب فکر رنگین ہے

مقرر کیا مین کہتا کہ آئے تب نکالی ہی
مجھے تا نعمت آب تیشہ فولاد شیرین ہے

ستارے وجہ مین آتے ہین جب دیکھتے ہین
تری کانون مین گوہر سو تونکا عقد پروین ہے

کھٹک رہتا ہے دل کی نہین کچھ بھی بغیر
زبان پاس مین ناآشنا حرف تحسین ہے

دعا مین جو طلب کرتا ہے اعظم تری خاطر
فرشتون کو بہت رونے دن دور لفظ آمین ہے

وہ دن کہتا ہے کہ خواہش چمن زار کی ہے
دیکھ لینے کی تمنا تری رخسار کی ہے

عشق ہوتا ہی مقدر مین تری ابرو کا
موت تقدیر مین شاید تری تلوار کی ہے

چال کیسے ہی کس انداز سے پڑتا ہے قدم
شہر یون دہوم جو اوس شوخ کی رفتار کی ہے

جو کہو تم لب پر چشم ہے مردم کو قبول
آپکی بات ہے طاقت کسی انکار کی ہے

طور کیا پہر ہے آگے ید بیضا کیا
دیکہا نہین یا یہ تجلی تری رخسار کی ہے

کیا صبا پہر چمن دہر مین آتی ہے بہار
وحشیونکو جو ہوس دشت کے پر خار کی ہے

نہ بندہا زلف کا مضمون پریشانو سے
پیچ کی بات ختم طرۂ طرار کی ہے

سر سودا کے لیے داغ جنون ہین کتنے
کسی طرہ کی ہوس ہے کسی دستار کی ہے

کان گل کہولی ہی باتین تری سننے کیلئے
آنکہہ وا دیکہنے کو نرگس بیمار کی ہے

زاہدا لینے تو ہی تسبیح کی خواہش ہمکو
آرزو ہمین بہی سے زنار کی ہے

دا دم عرض تمنا نہین ہوتا ہمسے کبہی
شہہ حقیقت تو ہمارے لب اظہار کی ہے

بے توسل ہو نہین کوثین اعظم لیکن
ہے حمایت تو مجہے احمد مختار کی سے

میرے حضور تم اکدن نہ حجاب سے پہرے
چہپائی سہہ کو ہمیشہ تہ نقاب سے پہرے

حصول کرکے خط شوق کا جواب پہرے
الہی قاصد بیچارہ کامیاب پہرے

رہا نہ ہاتہہ ہو نہین زندونکی جام ہی گردش
بغلمین کب تیتے شیشہ شراب پہرے

لکہون مین حسین صفت پنجہ حنائی کی
تو ہاتہون ہاتہہ تقین کے دو [illegible]

گر سنے ہے تیرے کوچہ کو پہر نہ گرد لیے
پہر کیا کرون جو لیتے دل کا اضطراب پہرے

زمانہ میں کوئی اعظم نہ ہو دیسے آوارہ
میں طرح ہکو ہی خانماں خراب پھر ہے

افلاک پہ ہیں خاک نشیں تیرے سبب رہ کے
خورشید ہیں ذرات زمیں تیرے سبب رہ کے

افتادہ ہیں سرو تیرے ہیں ممتاز دو عالم
سردار ہیں فرسودہ جبیں تیرے سبب رہ کے

گمگشتہ گلستاں کا گماں اونہیں بیجا
مشتاق نجا و نبگے کہیں تیرے سبب رہ کے

ہر ایک کا فردوس میں موجود ہے مسکن
ارباب مکاں بنگئے مکیں تیرے سبب رہ کے

محتاج تھی افسر کے انگوٹھی ہے سلیمان
سلطان ہیں بی تاج و نگیں تیرے سبب رہ کے

مشہور ہیں کونین میں اعظم کی طرح سے
چھپتے ہی نہیں گوشہ گزیں تیرے سبب رہ کے

سر تیرا وقف دم خنجر ہے
جوہر تیغ خط خضر ہے

فلک حسن بنایا ہے تجھے
رخ تیرا صاف مہ انور ہے

انجوان سب ترے گشتہ ہیں
فلک پیر کو بھی چکر ہے

خضر کی کیا تری منزل کا بشر
جذبہ شوق دلی رہبر ہے

ہو نہیں دور روز ازل سے پیش
تم سے رو برو ایک تہر ہے

اسقدر دیکھی ہے سختی سینے
سو ہم آنکھوں میں سمتر ہے

یاد دنداں میں لڑی اشکوں کی
صاف اک سلسلہ گوہر ہے

سہم تکلف سے نزاکت کے سبب
بار ہو لونگ کا وسے زیور ہے

جا پڑی یار کی ایک برق نگاہ
طور اک آن مین خاکستر ہے

کہہ کیے کوئی تو تیرے نزدیک
چشم بد دور عجب لب ہے

یا تجھی سے تصدق کیجیے
دست خورشید مین طشت زر ہے

اوسکے قامت کو قیامت کہیے
ایک ٹھوکر مین بپا محشر ہے

کیا بتاؤن جگر و دل کا داغ
مستغرق میرا سلسلہ ہے

لوح تقدیر جسے کہتے مین
میری اعمال کا ایک دفتر ہے

موزیون سے نہین کہہ سکا اعظم
پیشوا جو ہے میرا حیدر ہے

حوصلہ دنیا کا زر کے ساتھ ہے
طاقت پرواز پر کے ساتھ ہے

کاوش مژگان جگر کے ساتھ ہے
ابرو نکا دھیان سر کے ساتھ ہے

عہد مین آدم کے گیتی کب ملا
دانہ قسمت بشر کے ساتھ ہے

ہے تو رخسار کا ہون شیفتہ
دوستی نور قمر کے ساتھ ہے

اب تو آفت کہین غماز سے
جو سخن تیرا ہے شر کے ساتھ ہے

خشت کہین سر اوٹھا سکتا نہین
میرا ماتھا سنگ در کے ساتھ ہے

ہے میسر سعد و تارہ زندگی
انس روحانی کمر کے ساتھ ہے

رابطہ دل کو جنون سے ابھی تلک
یاد دونکا چھالا ابھی سر کے ساتھ ہے

اعظم اب راہ عدم مین دھونڈیے
منزل ہستی خطر کے ساتھ ہے

جذبۂ الفت نے لیلی سے کہا
قیس بھی پہنچا ہے کسکے ساتھ ہے

جو نہین کرتا نگاہ التفات
دل مرا اوس بیخبر کے ساتھ ہے

یہ خفا ہو تم کہ مجکو دیکھکے
چین ابرو پر نظر کے ساتھ ہے

حوصلہ کسکو ہے اوسکی بات کا
آج اعظم کر و فر کے ساتھ ہے

سکے پیے لیکے اوچھل پڑتا ہے
شانہ کرنے مین خلل پڑتا ہے

راہ چلنے مین نزاکت کے سبب
کمر یار مین بل پڑتا ہے

کوچۂ سفاک مین جب جاتا ہون
سامنے منہہ کے زحل پڑتا ہے

غنچۂ گل بھی تیری خواہش مین
اپنے جامہ سے نکل پڑتا ہے

یاد ساقی مین مری آنکھون سے
قطرۂ خون نکل پڑتا ہے

میرے بالین پہ ہو شور نشور
خواب راحت مین خلل پڑتا ہے

جام چھلکا تو مجھے ہوش ہوا
یعنی کم ظرف اوبل پڑتا ہے

اختیاری نہین حاسد کو گلہ
بیت کا منہہ سے اوگل پڑتا ہے

کیا سبب ہے کہ ہمارے آگے
خنجر یار اوگل پڑتا ہے

سنکے آواز میرے نالونکی
رعد گردون بھی دہل پڑتا ہے

چین ابرو مین نہ باندہا ای اعظم
خام شمشیر مین بل پڑتا ہے

معرکہ مین امتحاناً سر جھکانا چاہیے ہر رش شمشیر قاتل آزمانا چاہیے

جون کباب سوختہ دلکو جلانا چاہیے میکدہ مین اگ بے ساقی لگانا چاہیے

کرکے آشفتہ دل عاشق کو جو بگو ہنسے گیسوئین فارغ البالی سے شانا چاہیے

وعدۂ فردا کیا ہے یار نے دیدار کا انتظار یکو قیامت کا زمانہ چاہیے

ترک تیر انداز کہتا ہے میرا دل دیکھکر ناوک غم کے لیئے ایسا نشانہ چاہیے

گوہر دندان کا مین کشتہ ہون میری قبر پر موتیونکی جہالر دیکا شامیانہ چاہیے

بخشش طبل و علم کا اونکو لالچ دیجیے ملک جنکو چاہیے جنکو خزانہ چاہیے

واہ رے بیساختہ پن ہنسکے کہتا ہی وہ شوخ آئینہ کیا چاہیے کیا ہمکو شانہ چاہیے

پانو رکھنا چاہیے انداز سے وقت خرام چال چلنے مین طرز دلربانہ چاہیے

اب جنون مین وحشی صحرا کے حاصل خیر ہو میری ویرانہ سے ہے جسکو خزانہ چاہیے

فصل گل ہوتے ہی سہو ہوے میری وحشت کے لیے گردش چشم غزالانکا بہانہ چاہیے

یار فرمادے تو دروازہ پہ مین حاضر ہون حکم اوسکا چاہیے اور آستانہ چاہیے

جذبۂ جوش محبت نے کہا فرہاد سے تیشہ کی جا خون کا دریا بہانا چاہیے

اعظم مشتاق کو اے گردش لیل و نہار
قائم آل محمد کا زمانہ چاہیے

زمین پانون تلے کی سب ہلا کی کھڑی ہے چال دیس سے بہنا کے

دیون کو عاشقونکی اور مٹیا خرام ناز مین جہم جہما وا کی

غرض بیٹھی ہے نقش بوریا کی
یہہ صورت ہی تمہارے مبتلا کی

مزین ہے تمہین یہہ جامہ زیبی
عبث تہمت لگی گل کو قبا کی

سوا ہمین صبا پانو نہ پیر تیسے
جبین عجز کو سون تک ملا کی

لیے آنکہین تو نابینا ہو بینا
یہہ ہے تاثیر تیرے نقش پا کی

یہہ ہے قاتل کو خاک کشتگا نسے
صدا آتی ہے ہر دم مرحبا کی

ہمین مدفن کو بعد از مرگ اعظم
تمنا ہے زمین کربلا کے

شن ناقوس جو نالہ دل غمناک کا ہے
بجز ادیان مجہکو کیس بت بیباک کا ہے

ایکدو دن کی لگی دیر جو آئینے تو کیا
یہہ بہی انداز میرے قاصد چالاک کا ہے

یہہ بناوٹ یہہ صفائی کسی کنگہی مین کہان
شانہ زلف کے دل صد چاک کا ہے

سہمہ لگانیکے سبب یا اثر دندا نسے
لعل و گوہر کا بہا یار کی مسواک کا ہے

مجکو اعظم نہین و الله وسیلہ کوئی
آسرا کون و مکان مین شہ لولاک کا ہے

شاہنشہ سریر عطا ہو تو چاہیئے
البتہ یہہ اپنے شیر گدا ہو تو چاہیئے

سیطرح پہنس گیا ہی شکنجہ مین زلف کے
دل اس بلا سے جا لینے رہا ہو تو چاہیئے

حرص و ہوا لگی ہے زمانہ مین سب کے ساتہ
ان سب مین رہکے انسی جدا ہو تو چاہیئے

اپنے چاہیئے ہی نہین آپکو خبر
آئینہ سا سینے جو وہرا ہو تو چاہیئے

تسخیر کے عمل سے جو عزت ہوئی تو کیا
مقبول بارگاہ خدا ہو تو جانیے

دنیا کی عزت کا بھلا اعتبار کیا
عقبےٰ میں مرتبہ جو سوا ہو تو جانیے

دل کی جگہہ ہوئی تو ہوئی کچھ غرض نہیں
پہلو میں میرے آپکی جا ہو تو جانیے

دعوا ہی بوالہوس کا بھلا اعتبار کیا
میری طرح سے تمپہ فدا ہو تو جانیے

نیت نماز شب کی باندھی تو کیا ہوا
اوسکی طرف خیال بندھا ہو تو جانیے

تا آسمان تو آج گئی ہے میری دعا
دروازۂ قبول بھی وا ہو تو جانیے

اعظم ابھی ہیں آپ محبت سے بیخبر
دل آپکا کسی سے لگا ہو تو جانیے

روشنی دیکھیں جو تیرے جلوۂ پرنور کی
بھول جاویں حضرت موسےٰ تجلی طور کی

جام دیکھے سے ہوئی ترغیب چشم حور کی
مجکو سمجھا نہیں سوجھی ہی نہایت دور کی

بالش غفلت سے غافل سر اوٹھانا چاہیے
پائی خوابیدہ کو طے کرنا ہی منزل دور کی

میرے زخم دلکا پھاہا بسکہ ہے مہتاب
شمع ایمن ہے کہ ہے بتی میرے ناسور کی

سر اوٹھا دیں کیا کہ پامالی کا کھٹکا ہی مجھے
چشم عبرت بین میں ہے صورت سر فغفور کی

خضر تیرا منہہ دھلانیکے لیے سو جو دیا
ہاتھ میں ہونے کی ہے مسواک نخل طور کی

اسکو اہل ظرف کہتے ہیں کہ گو گردش میں ہے
پھر بھی رنگت ہے ابتک ساغر بلور کی

تم سمجھتے ہو کہ ہے بنت العنب سے سابقہ
زاہد و حاصل ہے صحبت مغبچہ مخمور کی

ہے لب شیریں میں ادائی کا یکتا اشتہار
شہد کے چھتے سے ہے تا چشم طالب زنبور کی

اسقدر ہون جلوۂ جانانکا مین محو خیال   سامنے آنکھونکی رہتی ہے تجلی طور کی

شیخ کعبہ مین نہ آئے بتخانہ مین گھر   زیست بیجا ہے تری درگاہ کی مہجور کی

چشم ہے ساغر مین مئے خوارونکی ہی خون جگر   محتسب نے کیا صراحی مے کی چکنا چور کی

عشق کہتا تہا شفقت کو بکن نے دیکھکر   عمر کٹتی ہے اسی تدبیر مین مزدور کی

تم ہنو تو نشہ بے جس سے ہے جام شراب   بے تمہارے قلقل مینا صدا ہے صور کی

شکر کرتا ہون خداوندا تری درگاہ میں   آرزو میری سب اس غفور نے منظور کی

زاہدونکو بادۂ کوثر کی بخشے آرزو   میکشونکو کی عطا مستی مئے انگور کی

جام اعظم کو دیا اپنی شراب شوق کا
ساقی روز ازل قسمت تو با دستور کی

آدمی اسباب دنیا دی عبث ہمکو یاد آئی   جو زر قارونکی یاد آیا تو ہمت ہمکو یاد آئی

ہوئی سیری تواضع کی جو عادت ہمکو یاد آئی   دلا یاد تمہارا تو نعمت ہمکو یاد آئی

تمہارا سر آیا زیارت ہمکو یاد آئی   تمہارا خط ہمین پہنچا بشارت ہمکو یاد آئی

تمہارا صاحب مشق خط گلزار کی ہمنے   تو وصف مصحف رخ کی کتابت ہمکو یاد آئی

ہوا اک بت سیمین بدن پر دسترس حاصل   عنایت الہی بہت دولت ہمکو یاد آئی

دم ایجاد عالم صانع قدرت کی یاد تہہ پیسے   تمہین لیلی کی مجنونکی شباہت ہمکو یاد آئی

جو محنت سے گئے آگے تو سنت سے لیا بوسہ   بری تدبیر سے مزدور ریاضت ہمکو یاد آئی

اسد وصل مین اگر ہجر کا دن گذشت گیا سا   تو ہم سمجھے شب روز قیامت ہمکو یاد آئی

ازل کے دن جو قسام ازل قسمت لگے دینے
تمہیں بے اعتنادی مروت ہمکو ہاتھ آئی

مقدر آزمائی کی جو ہمنے بحر ہستی میں
در مقصد کی جا خاک مذلت ہمکو ہاتھ آئی

ثمر نخل تمنائی دیا کیا باغ عالم میں
گل خیار رنگین کی محبت ہمکو ہاتھ آئی

قضا اسمر کہ میں بھی جو تھا نبا ہاتھہ قاتل کا
تو ہیں دیکھو کہ انگشت شہادت ہمکو ہاتھ آئی

قدم آیا جو دنیا میں خداوند محمد کا
تو اعظم کو یقین آیا شفاعت ہمکو ہاتھ آئی

دیا میں جب تری تنگی دہن پڑ گئی ہے
کیا کہوں کیا مجھے مد سخن پڑتی ہے

سیری گلگو جو سحر ہوئے دم گلگشت کبھی
آنکھ اسکی طرف سیر چمن پڑتی ہے

اسکی منظور ہوئی ہمکو گرفتاری دل
اسطرح کاکل پیچاں میں شکن پڑتے ہے

سر دربار یہ کہتا ہوں کہ تقصیر ہوئی
جبین آتا ہے جو ہنگام محن پڑتی ہے

نکتہ چینیوں کی بہت یار تری صحبت میں
جب کے ہر بات بگڑتی ہے تو بن پڑتی ہے

یا علی کون ہے اعظم کی حمایت کے لیے
تجھسے امید فقط شاہ زمن پڑتی ہے

دل مرا شیفتہ زلف بتان ہوتا ہے
نیند سے سحر مجھے سودے کا گمان ہوتا ہے

بار شمشیر نزاکت سے گران ہوتا ہے
یار سے سلطنت جا نبا نہ کہاں ہوتا ہے

اعتدائی کے جو آتی ہی طبیعت تو ہے
چشم ہوتی ہے دل گرم فغان ہوتا ہے

وعدہ شب جو کرے وہ تو سحر سے تا شام
دیدہ شوق سوئے در نگران ہوتا ہے

ہون وہ گشتہ قسمت کہ میرے آگے سے
رہبر منزل مقصود روان ہوتا ہے

اسپر ہوتا ہے جزِ لاتجزّی کا گمان
دل وہین ہوتا ہے وہ یار جہان ہوتا ہے

تیز دستی نکرای دست جنون اتنی ہی
جیب و داماں گریبانکا زیان ہوتا ہے

آجتک بھی اثر سوزش دل ہے باقی
ہر قد سوختہ جا نہین دہوان ہوتا ہے

نگہہ یار نہین اوس طفل سے کیا طاقت ہے
اک نظر مین فلک پیر جوان ہوتا ہے

کیون بہار رخ رنگین پہ اوس گل کو غرور
خط کے آنے ہمین حسن خزان ہوتا ہے

کیا اٹہادے وہ بھلا آنکہہ کبھی سے کیا
سرمۂ چشم نزاکت سے گران ہوتا ہے

اضطرابی کا گلہ کیا ہے سبھی جاتے ہین
کہ دل شیفتہ بیتاب و توان ہوتا ہے

یار کے چاہ زنخدانکا بھی سودا ہے
کہو دیتا ہون جو گلشن مین گمان ہوتا ہے

حسن ہوتا ہے حسینونکا عجب باغ بہار
قد صنوبر کا تو غنچہ کا دہان ہوتا ہے

معرکہ مین کہو حاسد سے کہ سر نہ ہو آگے
گذر اعظم شمشیر زبان ہوتا ہے

نہ حسینو نمین ہے ویسا نہ طرحدار مین ہے
سب سے انداز نرالا مرے دلدار مین ہے

نہ کوئی مین ہی نہ کنعانمین بازار مین ہے
یوسف مصر زلیخا کی دل زار مین ہے

بوسۂ عارض نازک بھی نہین لے سکتے
دغدغہ نیل کے پڑ جانیکا رخسار پہ ہے

میری سینہ کے جراحت کے مداوا کے لیے
نہ تو کافور مین تاثیر نہ زنگار مین ہے

ساتھ پرویز کے شیرین ہی گلرنگ سے
جوش خون سر فرہاد کو کہسار مین ہے

میٹھی میٹھی اوہین باتو نکو کہے جا پھر پھر
لذت قند مکرر تری گفتار مین ہے

مہر روشن ہی میرے یار تری پیشانی
جلوۂ نیر اعظم ترے رخسار مین ہے

شعلۂ آتش جو آلہ ہے سینہ مین میرے
برق تابان کا اثر آہ شرربار مین ہے

ایکجا پر نہین وارستہ مزاجونکا قیام
کبھی جنگل مین ہے ہوآ کبھی گلزار مین ہے

حسن کامل ہی زمانہ مین نہ عشق بیباک
مشتری ہی نہ تو سودا کوئی بازار مین ہے

دام تقدیر کہ تب کھینچ قفس سے چھوٹے
دیکھنے کو بھی شگوفہ نہین گلزار مین ہے

نا توانو نکا ہمیشہ سے ہی جنگل مین قیام
شجر بید بھلا کونسے گلزار مین ہے

دل فروشی بھی منظور ہے اک بوسہ پر
بی بہا جنس کی قیمت یہی بازار مین ہے

سب صفران چمن پھر خدا ایسہ تو کہو
پھول پھل برگ شگوفہ کوئی گلزار مین ہے

رخ گلرنگ ترا دیکھ کے بلبل نے کہا
لطف بہتر چمن زار سے رخسار مین ہے

نیند مرقد مین آ دیگی نہ کشتو نکو ترے
سیان کبھو اسکا قاتل تری تلوار مین ہے

استخوان ڈھونڈے کسیکا تری پروانہ کا
نہ تو منجر مین ہما کبھی نہ منقار مین ہے

میکدہ مین کبھی اعظم ہے کبھی مسجد مین
غافلو ہمین وہ کہا جا ہے نہ ہشیار مین ہے

چمن حسن یار کے آگے
کون جا وے بہار کے آگے

دیدۂ تر سے کام لینا ہے
جائیے ابر بہار کے آگے

وعدۂ یار لیگیا سبقت
اور روز شمار کے آگے

نظر آتا ہے جلوہ محبوب ۔ دیدۂ انتظار کے آگے
چال پیک صبا کی دیکہین تو ۔ جائی اوس شہسوار کے آگے
رنگ تہا کاروان لیلے مین ۔ شتر مجنون قطار کے آگے
وصف موباف یار رہتا ہے ۔ تار زرنگار کے آگے
ابروی یار کر گئے تیز سے ۔ خنجر آبدار کے آگے
رکہدیا اپنے دلکو اعظم نے ۔ مژۂ اشکبار کے آگے

خدائی الفت گیسوئے سنگ سا بخشے ۔ مین اہل بال گنہگار تہا خطا بخشے
اونہین غرور تو بندہ کو التجا بخشی ۔ خدا یاک نے عادت جدا جدا بخشی
تمہاری جلوہ گری نے برنگ سرمۂ طور ۔ غبار راہ مین تاثیر توتیا بخشی
کسیکو عشق نے داغون سے کردیا گلگون ۔ کسیکو حسن نے غازہ دیا حنا بخشی
کہیا بہار نے غنچونکو اور گلونکو نہال ۔ اسی کلاہ عطا کی اوسی قبا بخشی
ہنسا چمن مین جو وہ نوبہار سیر کیوقت ۔ ہوا باغ نے خاصیت صبا بخشی
سعادت ازلی نے کیا اوسی ممتاز ۔ جسے محبت محبوب کبریا بخشی
تنونکو حسن جوانی نے کردیا سرکشتہ ۔ دلونکو سینے کو جالمین اوا بخشی

در قبول پہ جانے کیواسطے اعظم
میری خدائی سے طاقت دعا بخشی

اچہی ہی وہ دولت جو سر چہا ہین اونہین ۔ وہ پاک کمائی ہی جو اس راہ مین اوٹہی

تصادیکی صدا نالۂ جانکاه مین اوٹھے
جو دراه مین اوٹھتا ہی مزا آه مین اوٹھے

ہکو وه مزے کوچۂ دلخواه مین اوٹھے
جو لطف کہ یوسف کیے بیے چاه مین اوٹھے

مہدی جو لگانی ہو تو سکو نہ لگا تا
شبخون کا نہ الزام کہین آه مین اوٹھے

سنجائی وه قفل در امید کی کنجے
جو ہاتھ دعا کو تری درگاه مین اوٹھے

برگشتہ جو ہو جادۂ الفت سے تمہارے
وه حشر کے دن فرقۂ گمراه مین اوٹھے

خاموش ہون اسواسطے نالہ نہین کرتا
ڈرتا ہون شرارہ نہ کوئی آه مین اوٹھے

آنکھین وه پابند نزاکت ہوئی ایسے
دو چار قدم بھی نہ ایدہر راه مین اوٹھے

تم راتکو آؤ تو ستاره میرا چمکے
لطف سحر عیش شب ماه مین اوٹھے

اعظم کیے جو وه دشت جنون خیز مین آجائے
شیر و نکا سا غصہ دل روباه مین اوٹھے

بغلمین ساقی مہوش شراب ہاتھ مین ہے
دماغ عرش پہ ہے آفتاب ہاتھ مین ہے

ایدہر ہم کو بہک کی برده بره پاؤن تے تہین
خوشی خوشی ہے کہ خط کا جواب ہاتھ مین ہے

وصالمین بھی ادبی سم اوٹھا نہین سکتے
نقاب تابہ عصمت مآب ہاتھ مین ہے

سلام کی بھی بہجے زاہدو نہین فرصت
حباب دیکھو جو جام شراب ہاتھ مین ہے

ہم اسطرح سے سوار ہین ہو گئے ہین همراه
جبین قدم پہ دہری ہی رکاب ہاتھ مین ہے

نہ ہیے والا ہمسا نہ کہا سنوالا سے ہے
شراب منہہ سے لگی ہے کباب ہاتھ مین ہے

اسی نگاہ لگے او دنسے کہین گے حاضر ہے
یہہ لیجیے دل خانہ خراب ہاتھ مین ہے

ہی سوچ کہو دینے مین اوسکے کہو دینے مین نہین — حیا ہی آنکہہ مین بند نقاب ہاتہہ مین ہے
ابہی سے کرتے ہو نقد وصال کا حرفہ — ابہی تو دولت حسن شباب ہاتہہ مین ہے
کمال عشق جو اوس شہسوار حسن سے ہے — جلو مین دوڑ رہا ہون رکاب ہاتہہ مین ہے
نگاہ شرم جرائم سے اوٹہہ نہین سکتی — نظر قدم پہ ہے فرد حساب ہاتہہ مین ہے
زمین منزل مقصد ہی اپنے زیر قدم — فرشتہ کہنچ رہی ہین طناب ہاتہہ مین ہے
چمک چمک کے وہ جولانیان جو کہاتی ہین — عنان مرکب حسن شباب ہاتہہ مین ہے

نہوگا دوسرا اعظم سا حیلہ ساز کوئی
صنم بغلمین خدا کے کتاب ہاتہہ مین ہے،

ظہور قدرت پروردگار ہاتہہ مین ہے — رکاب صاحب دلدل سوار ہاتہہ مین ہے
ہزار مرحب اشتر سون پہلوان تو کیا — علی کو خوف نہین ذوالفقار ہاتہہ مین ہے
اوٹہیگا خون شہیدانکا کسطرح الزام — حنا ملی ہی تو کہتے ہو بار ہاتہہ مین ہے
غلام ڈوبیگا بحر معصیت مین نہین — نبی علی ہی تو ہمہ یار چار ہاتہہ مین ہے
ہمارا طائر دل دام مین پہنسا یا ہے — بہت خوشی مین کہ تازہ شکار ہاتہہ مین ہے
چہوا ہے جب سے تری گیسوونکو ہندی نے — نسیم سنبل دشت تتار ہاتہہ مین ہے
پہرے ہے لہو کو جو دہوتا نہین ہے دامن سے — حنا لگی ہوئی کیا ای نگار ہاتہہ مین ہے

ہم اوسکے ناز اوٹہاتے ہین سیکڑون اعظم
ہمارا دل بہی اونہین ناگوار ہاتہہ مین ہے

زلال خضر کی عزت خدا کے ہاتھ مین ہے
شراب ساقی معجز نما کے ہاتھ مین ہے
بغیر اوسکے نہین کوئی پوچھنے والا
غریب ہون میری عزت خدا کے ہاتھ مین ہے
رواج پایا ہے ایسا فراغ دستی نے
تمہارے عہد مین زر بینوا کے ہاتھ مین ہے
خوشی سے پہنچے کہ زمین پر قدم نہین دہرتے
ہمارا ہاتھ جو اوس دلربا کے ہاتھ مین ہے
خبر نہین ہے تمہین لطف کی نہانی مین
تمہارا دست مبارک بلا کے ہاتھ مین ہے
نہوگی خنجر نازکو آپکے ایذا
سر نیاز دہرا ابتلا کے ہاتھ مین ہے
گدا کا کام ہے پا تو نے وہان پہنچنے کا
سلوک صاحب جود و عطا کے ہاتھ مین ہے
ضیا پہنچے خورشید کو فروغ نہین
خدا کا نور میرے مہ لقا کے ہاتھ مین ہے

نجات ہوویگی راہ صراط سے اعظم
ہمارا ہاتھ شہ کربلا کے ہاتھ مین ہے

یارب نئی بہار چمن باغمین ہے
پہلو مین گلکے تازہ دلہن باغمین ہے
کیا انقلاب چرخ کہن باغمین ہے
نہ گل رہی نہ مرغ چمن باغمین رہے
سیر چمن مین آج تو جوڑو ملکو کہوئیے
دو دن تو بوے مشک ختن باغمین رہے
گلگشت مین بغیر تمہارے نہ جی لگا
ہم مبتلای رنج و محن باغمین رہے
گلگشت مین بھی ملک عدم کو نہ بہولیو
یوسف کیطرح یاد وطن باغمین رہے
سودیکھین ہم نہ لائق سیر چمن ہوے
گلسے عزیز داغ بدن باغمین رہے
بہار آئی سیر کرئے تو ہو بلبلونکی خسر
ایسا نہ ہو کہ صید فگن باغمین رہے

جسنے کہا سیہ دیکھکے لالہ کے داغ کو
سنکے کہا ہے اسکا چلن باغ مین ہے

کی اسطرح سے اوس گل خنداں نے گفتگو
بلبل تمام عمر تو چمن باغ مین رہے

سیارۂ چمن کی نظر سے بچائیو
دیکھو کہین کھولا نہ بدن باغ مین ہے

بلبل کیطرح محو چمن اسطرح سے ہو
فکر قبا نہ فکر کفن باغ مین رہے

اعظم ہماری زمزمہ سنجی کے سامنے
منقار بند مرغ چمن باغ مین رہے

وہ ادہر دیکھا کیے پہلو ادہر دیکھا کیے
دل مرا دیکھا کیے میرا جگر دیکھا کیے

اونکے دانتوں کی تصور کا اثر دیکھا کیے
رات کو موتی مین بھی سلک گہر دیکھا کیے

جب شب معراج سدرہ سے بڑہ آگے پیمبر
حسرت پرواز مین جبریل پر دیکھا کیے

کس قیامت کا تجاہل ہے خرام ناز مین
دل ادہر پامال کیے مڑکر اودہر دیکھا کیے

حسن کی باریک بینی نے ہمین اندھا کیا
کچھ نہ دکھلائی دیا جب تک کمر دیکھا کیے

اسکا دوپٹا دیکہ آب رواں کا شک ہوا
دیر تک ہم دامن مژگان تر دیکھا کیے

دیکھنے دامن ہمارے عہد دولت خیز کے
خاک مین ملتی حرص سائل مین زر دیکھا کیے

ہم کو اونسے کسی دن بھی نہ فکر التیام
اپنی آنکھوں سے مرا زخم جگر دیکھا کیے

اشتیاق دید مین ای جلوۂ دیدار یار
تیرے طالب خشت دیوار و در دیکھا کیے

وہ شفیق حشر جب کر میرا کا نہان معصیت
دفتر اعمال بھی زیر و زبر دیکھا کیے

پھر نہ پہونچے تھک گئی تا ہم چلین جب قدم
بیٹھے بیٹھے رہ پر راہ نامہ بر دیکھا کیے

کبھی چکھی جبتک نہ سیخوا لو تمین انگور شراب
تاک مین اعظم کو ہم آٹھون پہر دیکھا کیے

سقد مین جو ایذا ہے تو ایذا ہم اوٹھائینگے
جہانتک اوٹھہ سکیگا نا شکیبا ہم اوٹھائینگے

بھلا کیونکر نقاب اوس رخ کی زیبا ہم اوٹھائینگے
حجاب آجائیگا اونکو جو پردا ہم اوٹھائینگے

نظر آجائیگا مجنونکو اب دیدار لیلے کا
صبا کہتی ہی چل محمل کا پردا ہم اوٹھائینگے

ہمارے جسم پر تو پیرہن کی صاف تہمت ہے
وہ دیوانے ہین جو بار دنیا ہم اوٹھائینگے

اونہین شرم و حیا ہوگی ہمین پاس ادب ہوگا
نہ پردا اوٹھاوینگے نہ ہم پردا اوٹھائینگے

نزاکت کے سبب ساقی سے دو رطلے نہ ہونگا
تکلف برطرف ہی جام مینا ہم اوٹھائینگے

جنون چنوائیگا تنکے اگر میدان وحشت مین
تو انکھون سے خس و خاشاک صحرا ہم اوٹھائینگے

نظر عقدہ کشا پر کرکے سہرے ہاتھہ کھینچے ہم
کسی دن تو نقاب روے زیبا ہم اوٹھائینگے

دعا مانگینگے گر بیت الصنم مین استقامت سے
حرم مین بھی تو دست تمنا ہم اوٹھائینگے

بڑی دعوی ہے اونکا اشتیاق وصل کہتا ہے
در کعبہ سے زاہد کا مصلے ہم اوٹھائینگے

یقین ہوتا ہے اعظم رنج و راحت کے تبدل سے
جو ایذا آج ہے تو عیش فردا ہم اوٹھائینگے

دلکی شعلہ مین سرشکونکی جلانیوالے
آگ پانی مین لگاتے ہین لگانیوالے

آتش حسن تیا تمین پہ اثر دیکھا ہے
خاک ہو جاتے ہین انکھون سے ملانیوالے

سر سے ہاتھون نے کیا آپکے جوبن کا اوٹھا
دست گستاخ مین آفت ہے اوٹھانیوالے

سب جان بخش تمہارے نہیں مرنے دیتے | آپ سے تنگ ہیں الماس کے کھانیوالے

مجکو دیکھا تو کہا ہنسکے عدم والون نے | آگئی بار غم دنیا کے اوٹھانے والے

کون بتلائیگا مجکو مرے مطلب کی سبیل | حضرت خضر بھی ہیں راہ بتانیوالے

عاشقونکی دل بیتاب نہیں سینہ میں | [illegible] نظر آئے ہیں پھڑکانے والے

وہ نہیں ہیں کہ تمہارا رخ زیبا دیکھا | دیدۂ مردہ ابھی تھی آپ اوٹھانیوالے

بار عصیان جو ازل سے مری تقدیر میں تھا | دوش بھی ہاتھ لگی بوجھ اوٹھانیوالے

عمر وہی گزر گئے تب غم نے کہا خضر کی راہ | دو دو پیسکے چلے تھی مری کھانیوالے

جن سے اہل زمین کو نہیں رشتے | آسمان کہاں تھین پہونچے ہیں ستانیوالے

غول صحرا نے کہا قیس نے دیکھا جو مجھے | آگئے دشت جنون خیز میں آنیوالے

پاؤن ہستی سے اوٹھایا تو عدم کو پہنچے | شوق منزل میں کہڑے کر گئے جانیوالے

ہونگی انگشت نما حشر کی دن القاتل | تری دامن کیطرف ہاتھ بڑہانیوالے

نازنین پردہ جو کچھ کان میں کہہ دیتا ہے | منہ چھپا لیتے ہیں دیدار دکھانیوالے

تیر پڑی پاؤن میں سر نہ اوڑی گرد سفر | نکہت گل کیطرح سے گئے جانیوالے

ہم تو اس بت کی گلی تک بھی نہیں جا سکتے | عرش تک جاتے ہیں معراج جانیوالے

اپنے اعظم کو بھی آفت سے چھڑا دینگے وہی
جو کہ ہیں شیر سے سلمان کو بچانیوالے

کبھی کہتے کسی سے جو جا ذکی ہوگی | شباب عشق سے حالت تباہ کی ہوگی

پہاڑ مین دل آہن مین گم آہ کی ہو گی
میری طرح سے کسی نے جو آہ کی ہو گی

اسطرح سے رہینگے جو آپ پردے مین
کسیطرح نہ رسائی نگاہ کی ہو گی

یہ لوگ کہتے ہین انداز دیکھکر اونکا
تمہین نے حالت عاشق تباہ کی ہو گی

نظر مین نور محمد سما گیا ہو گا
ازل مین عرش پہ جسنے نگاہ کی ہو گی

سحر نہو گی شب ہجر یار مین لیکن
نمود نیر بخت سیاہ کی ہو گی

جو سو مرینگے تو عاشق ہزار ہو جینگے
اگر نگاہ ہے تو بہرتی سپاہ کی ہو گی

جناب موسی عمران جو ہو گئے بیہوش
غضب کے طور پہ تمنے نگاہ کی ہو گی

عنایتین نہ ہا ہیر آسمان غافل
لئے زمین سے جگہہ خوابگاہ کی ہو گی

اوہین سے حشر مین میدان حشر پیدا ہو گا
سر و نیہ جسکے نہ گٹہری گناہ کی ہو گی

جدا نہ غیر بہی ہو یار سے کہا سنے سے
بُری خرابیون سے دلمین اہ کی ہو گی

اوسے سے پوچھ لو اپنی بہار حسن کا رنگ
نسیم سے تو گلو نیر نگاہ کے ہو گی

شب فراق کی ظلمت کا رنگ لاوینگی
یہ تیرگی مرے بخت سیاہ کی ہو گی

وہ پانہین جو برہنہ ہون پا بجنین
وہ سر نہین جسے حاجت کلاہ کی ہو گی

شب وصال بچھا دینگے چاندنی ہم رنگ
اگر صلاح ترے رشک ماہ کی ہو گی

دعا کبہی نہ سنی تو نہ مانگ اے ناداں
کہینچے گی عمر ترقی گناہ کی ہو گی

جو پوچھتا ہون کہ تم جانتے ہو اعظم کو
تو کہتے ہین کہ ملاقات شاید آہ کی ہو گی

کہائی قسم شراب کی کس بادہ نوش نے
ترک تعلقات کیا مے فروش نے

بدلی ہوا بہار گلستان کی جوش سے
پہولون سے جہولیونکو بہرا گلفروش نے

شرمندہ مجکو کثرت احسان نے کر دیا
بوجہا اوٹہا اوٹہا کی گناہونکا دوش نے

اوس بحر حسن کا جو نظر آگیا جمال
دریا بہائی چشم سے الفت کے جوش نے

مجکو جہپا دیا ہے شبیر کے برقع مین الحجوبات
باہر کیا ہی جامۂ انسان سے ہوش نے

طے کر چکے جو شوق شہادت کا مرحلہ
پانونکو اپنے چوم لیا سرفروش نے

کانون تلک آئی تہنیت آمد بہار
اعظم ہمین خوشی تو سنائی سروش نے

ہم بہت سے تھے تو مہمانی کی سامان کم نہ تھے
خوان نعمت بہی ہزارون تھے جو مہمان کم نہ تھے

آہنی حلقون کی کیا حاجت تہی اے جوش جنون
وحشیونکو طوق گردن کی گریبان کم نہ تھے

دانت اچہی تہی تو اچہی تہی لب غنچۂ شرنگ تہو
موتیون کے مول سے لعل بدخشان کم نہ تھے

سر بسر دست جنون نے کر دیا بے پیرہن
ورنہ میری پانون پہیلانیکو دامان کم نہ تھے

ابرون سے کام لینا تہا نہ تمکو تیغ کا
سیکڑون دل چہیدنیکو تیر مژگان کم نہ تھے

غنچہ دہن اوکہیچا کس لیئے جانباز پر
تیغ ابرو کے جراحت امیر پیکان کم نہ تھے

کچہہ ہمین سے ہو سکی اعظم نہ فکر شاعری
ورنہ اپنی بہی زمانہ مین سخندان کم نہ تھے

وہان جہڑکیان ہین قاصد ناکام کے لیئے
یہان نقد جان ہے ہاتہہ مین انعام کے لیئے

آنکھیں کھلیں ہیں ساقی گلفام کے لیے
پہلے ہوئی ہیں یا منہ بھری جام کے لیے

خوش تھی بلا کی شب معراج مصطفے
حکم خدا تھا تہنیت عام کے لیے

جب جا چاہی عرش معلے کی سیر کو
تھمنے ہوئے ہیں طائر اوہام کے لیے

قانع وہ ہو جو کنج قناعت میں بیٹھ کر
بیکار کر دی پاؤں کو دو گام کے لیے

تا صلح و بانی احتیاج کیا
پیک خیال جاتا ہے پیغام کے لیے

گوشہ میں بیٹھ رہتا ہوں پاؤں کو توڑ کر
کرتا ہوں فکر گردش ایام کے لیے

عریاں تنی کو داغ لگایا غضب کیا
کعبہ گیا ہیں جامۂ احرام کے لیے

اون طائروں میں اسیر ابھی تھا ابھی
تاکا ہی جنکو کشمکش دام کے لیے

بوسے دیے ہیں غیر کو سمجھا کے یار نے
چھوڑے جگر ہمارا عدم ناکام کے لیے

تا غیر آہ گرم سینے کی بے دھوان رہو
پھر سینچنے لگے تب مہربان ہوئے

کچھ تو دیکھے تب مہربان ہوئے
ہمسفر جنون میں تیرا استخوان ہوئے

چلا کی تھک گیے نہ کسی نے دیا جواب
نالے غریب جرس کا رواں ہوئے

کس گل سے باغ دہر میں نشو و نما کی
کیا کیا نہ مہربان ہم پہ بہار میں خزاں ہوئے

اُنکے دہن کی ہمنے جو تعریف آؤ کی
ہنسکر کہا کہ آپ بھی اب رازدان ہوئے

پیدا ہے بند بند سے شور جگر خراش
منقار عندلیب تیرا استخوان ہوئے

حسرت کی جا ہے حال فرید و ان کو کیا تو
بیدرد کیسے ہیں جنسے کہ ظالم مکان ہوئے

فرصت ملی نہ ہمکو زمانہ سے ہاتھ سے
وارستگی کو شبہ علائق گراں ہوئے

اوس وادی خراب میں لائی ہمیں قضا
جس دشت میں تباہ بہت کاروان ہوئے

گذرا ہی جس طرف سے مری لیلی کا قافلہ
مجنوں کی طرح لوگ پس کاروان ہوئے

اعظم جسے وصل کی بھی ہوئی دہر میں طلب
شکر خدا کہ وہ صنم مہربان ہوئے

صنم کدہ کی سیر یاد ہیں اچھی اچھی
اس زمانہ میں بھی شہر یاد ہیں اچھے اچھے

میرے دیوان میں بہت مصرعہ موزوں کیسے
اس گلستاں میں بھی شمشاد ہیں اچھے اچھے

قصہ شیریں کو جو دہراتے ہیں
ایسے افسانے بہت یاد ہیں اچھے اچھے

بوئی گل نکہت گیسو و شمیم نافہ
خاک کہتی ہے کہ برباد ہیں اچھے اچھے

عشوہ و غمزہ و انداز و ادا ناز و غرور
میری خاطر ستم ایجاد ہیں اچھے اچھے

کشور حسن میں ہی دل کی لگا بیٹھا مقام
اس قلمرو میں پری زاد ہیں اچھے اچھے

طاق کسری کو غریبوں کا بٹھانا کیا کام
منہدم قلعۂ فولاد ہیں اچھے اچھے

ہم سمجھتے تھی تجھے ہیچمدان ای اعظم
یار تجھکو تو ہنر یاد ہیں اچھے اچھے

ہر سخن یار کے دلمیں اثر کرتے رہیے
سینہ بنا ہے قلعۂ فولاد سپر کرتے رہیے

یار کی دیوار کے نیچے گذر کرتے رہیے
سایۂ بال ہما میں ہم بسر کرتے رہیے

سینہ ہمارا ہی جگر سے ای خدنگ بلا گذار
ہم تمہارے سامنے سینہ سپر کرتے رہیے

کچھہ ندامت کے سوا منہہ سے نہ نکلیگا جواب
جب کوئی پوچھیگا کیا تم عمر بہر کرتے رہے

کیا کہیں کیونکر لکھے خط کا آتا نہیں جواب
ہم تو برسون انتظار نامہ بر کرتے رہے

تم خفا ملتے رہے آئی خفا تمکو پسند
ہم بہی بیفائدہ اپنا جگر کرتے رہے

ایک بہی کی کچھہ تدبیر مگر درد کے
اپنی بیتابی کی ہم سبکو خبر کرتے رہے

جبتلک حاضر رہا مین اونکی آنکھون کے حضور
مہربانی کی مگر ادہر نظر کرتے رہے

راتدن خمخانۂ ہستی مین پی پیکر شراب
تم تو اعظم دامن عصیان کو تر کرتے رہے

اگر مجھکو زمانہ مین تلاش مال و زر ہوگی
تو بدنامی کی گٹھری اپنی قسمت مین سر ہوگی

نہین ہے عرش اعلے تک صدائے الحذر ہوگی
ہماری آہ کیا اورون کی آہ بے اثر ہوگی

رسائی دست فریادی کی تک اودہر فتنہ گر ہوگی
عدم کے لاکہہ پردے مین اگر تیری کمر ہوگی

یہی نکلیگا بالآخر نتیجہ عشق ابرو کا
گلا ہوگا میرا قاتل تری تیغ دوسر ہوگی

پلایا جائیگا سو نیکا پانی ابر نیسان کو
اگر غازہ کو تیرے خواہش آب گہر ہوگی

اگر پوچھو تو دیوانون سے پوچھو حال گلشن کا
انہین کو آمد فصل بہار یکی خبر ہوگی

نہ پوچھو ماجرا کچھہ جلوۂ اسرار پنہان کا
خدا بس موسی عمران کو البتہ خبر ہوگی

کبھی روز وصال یار ان آنکھون نے دیکھیگی
کسی دن تو ہماری بہی شب فرقت سحر ہوگی

غبار رہ مین کیا جہاڑا ہی اکدن نہ غافل
قبا ہی جسم بہی آلودۂ گرد سفر ہوگی

کریگا جوش گر دریائی رحمت میرے ساقی کا
ہر ایک موج یم مے سر سے اونچی تا بہ سر ہوگی

عبث اعظم پھر دیتا تھین غفلت مزا جونکا
تمہاری وہ خبر لیگا جسے سبکی خبر ہوگی

وحشتِ دل کی بھی نکلی نہ تمنا ہمسے
نہ تو زندان ہوا آباد نہ صحرا ہمسے

کوئی مردود نہین دیر مین نہین ہمسا
نہ صنم خوش ہین نہ ناقوس کلیسا ہمسے

اشتیاقِ دلِ مجنون کی یہہ تہی تاثیر
بڑہکی آگے نہ چلے ناقۂ لیلی ہمسے

خواہش وصل سے زیادہ نہین چہیڑا ہمنے
وصل کی شب گلہ و شکوہ بیجا ہمسے

بی ثباتی مین جو دیکہا ہی ہمین نقش بر آب
بچکے چلتا ہی حباب لب دریا ہمسے

پہر نہ بولین گے جو صورت نہ دکہاؤگے ہمین
مستقل ہو گئے کر وعدۂ فردا ہمسے

حشر کے روز بہی صورت نہ دکہائی تمنے
قول تہی وعدۂ دیدار کے کیا کیا ہمسے

رعشۂ عالم پیری نے ستایا ہرچند
نہ چہٹا ہاتہہ سے پیمانۂ صہبا ہمسے

حسن کے رعب نے ہاتہونکو کیا ہے بیکار
عقدۂ بندِ قبا بہی نہین کہلتا ہمسے

گر یہی دست درازی ہے تو نکی اعظم
کہین کعبہ مین نہ چہین جاے مصلے ہمسے

ناوک فشان پہ تیغ دو پیکر لگی ہوئی
رہتے ہین چشم گہر مین برابر لگی ہوئی

تشریف دنکو لائیے یا شبکو لائیے
کٹتی نہ خوف تکیہ کا میری کہر لگی ہوئی

ہرچند ادہکی آنیکا دل کو یقین نہین
پر چشم انتظار ہے در پر لگی ہوئی

پہچانتے رہینگے کشتہ طرز خرام کی
رستہ مین نعش ہوویگی ٹہوکر لگی ہوئی

دوڑا ہو آ سہہ بہی ترے اشتیاق مین
ہٹی ہی نہ پائی صنوبر لگی ہوئی

منزل پہ رہروان شریعت پہنچ گئے
جنت سے تھی سہہ راہ برابر لگی ہوئی

چلنا کبھی نہ چال قیامت مین ناز سے
سہہ ہم کہین نہو صف محشر لگی ہوئی

اہل ہوس کی خام خیالی تو دیکھئے
ہے دلکو حسب جاہ سکندر لگی ہوئی

اعظم غریب کیلیے کافی ہے بوریا
مخمل نہ چاہیے تہ بستر لگی ہوئی ٭

ناقہ کی ساتھہ ساتھہ ہے محمل پسند ہے
مجنون بہی اپنے شوق مین مشکل پسند ہے

نتنک پری نہ حور شمائل پسند ہے
ہمکو وہی پسند ہی جو دل پسند ہے

پھر جہاز مین ہی بیٹھے درکنار ہو
غیرت سے ڈوبنا لب ساحل پسند ہے

پردہ اوٹھا کی چہرۂ روشن دکھایئے
آنکھونکو جلوۂ مہ کامل پسند ہے

زندان مین بہی قرار سے رکھتے نہین قدم
دیوانہ کو صدائے سلاسل پسند ہے

تو نے جسے کہ ہی دل مجروح پر نگاہ
اس آسمان روشنی کہاں دل پسند ہے

وحشت سو کہہ جا کہ جو باران طلب کرے
وہ ناؤ ڈوبتا ہے جو ساحل پسند ہے

ہر چند ناپسند ہے اعظم کی گفتگو ٭
لیکن کیا جو غور تو عاقل پسند ہے

ہر بلا رو دو دم رنج نامہ بر دو کہلا گئے
اونکی قاصد جہہ سنگولا کے پہر دو کہلا گئے

اے منظور آن کبہی کسی قدرت نمائی مین کلام
پہر دو تقدیر مین جنت سے گہر دو کہلا گئے

آگ تجلی مین حرارت اگئی خورشید مین
دلجلونکی نالۂ سوزان اثر دکہلا گیے

طاق کسریٰ نے بنایا اور فریدون نے محل
اپنے اپنے حوصلے سب نامور دکہلا گیے

بید لونکی حوصلہ پر کیون نہ اونکو ناز ہو
نذر میں ہاتہون پہ دہر دہر کر جگر دکہلا گیے

حشر برپا کر دیا خلخال کی آواز نے
فتنۂ روز قیامت فتنہ گر دکہلا گیے

قیس اپنی سہد دشت مین ہم اپنے قید مین
اپنی اپنی دشت گردیکا اثر دکہلا گیے

تمنے اعظم پہول دکہلائے نہ دریا کی فزا
داغ دل دکہلا گیے یا چشم تر دکہلا گیے

دلکا مطلب کسی نسخے سے نکالی جاتے
آپ ہمکو غم ہجر انسے نکالے جاتے

جنہین ہوتے ہین سیہ اعمال قبیحہ تحریر
وہ ورق دفتر عصیان سے نکالے جاتے

آپکے جامۂ زیبا مین لگانیکی لیئے
لعل چن چنکے بدخشان سے نکالے جاتے

تیری رخسار کو غازہ کی جو ہوتی خواہش
پہول بس بسکے گلستان سے نکالے جاتے

مجہہ گرفتار بلا کی جو رہائی ہوتے
طوق و زنجیر بہی زندان سے نکالی جاتے

سیہ خوشی تہی کہ اونہین چہپکے سینے تو شام
اپنا مطلب لب جانان سے نکالے جاتے

جذبۂ شوق زلیخا جو نہ کامل ہوتا
یوسف نہ زندان سے نکالی جاتے

وہ کسکے واسطے بخشش کیے قبالے بنتے
جو ورق دفتر عصیان سے نکالی جاتے

پاؤن امکان ادب سے جو بڑہاتی اعظم
ہاتہہ بند پکر در جانان سے نکالی جاتے

گلشن میں انقلاب کی جب سے ہوا چلے | باد صبا کی ساتھ چمن کی فضا چلے
تقدیر بی فروغ سے اعظم کی کیا چلی | مرقد پہ جب چراغ جلی تب ہوا سے چلے
چھوڑا نہ سیر اجابہ عریان تنی نے ساتھ | مرقد میں بھی بدن پہ کہنہ قبا سے چلے
اسپنے تو بال بال گنہگار کر دیا | عمر دو روزہ لاکہہ بلا میں بہا چلی
معراج میں نبی سے کہا جبرئیل نے | تشریف تیری وہم رسا سے سوا چلی
کہتے ہیں یاد کر کے جوانی کے ولولے | سودا رہا بہار کی جب تک ہوا چلی

اعظم کے ساتھ رات جو سویا وہ رشک ماہ
کیا کیا جلے رقیب جو ٹھنڈی ہوا چلے

صبح کہئے نہ اسے نور کا تڑکا کہئے | سحر ہجر کو شام شب یلدا کہئے
ہیچ یا رغم کونین ہے یکساں ہمکو | کسکو ان دونوں میں بہتا کسے ہلکا کہئے
ادھر سے اظہار کریں ظلم وفا کا قصہ | آپ جسکو حق و باطل کا تماشا کہئے
درد پہلو نے ہماری یہہ بگاڑے ہیں جو اس | پوچھئے حال ادھر کا تو ادھر کا کہئے
راز داروں سے چھپاؤ تو چھپاؤ لیکن | اپنے محرم سے تو حال دل شیدا کہئے
ہم تمہیں صاحب اعجاز کہے جاتے ہیں | آپ جو چاہئے ایرشک مسیحا کہئے
شیشۂ تو سنگ پہ بدتر ہے صراحی بی یار | جام کو زہر ہلاہل کا پیالا کہئے

سفلے سے یہہ کہتی ہے کہ اعظم تیرا
دل تو دریا ہے مگر ریت کا دریا کہئے

نہ کام ہے عدم سے نہ مطلب وجود سے ‏— دیوانوں کو خبر نہیں نابود و بود سے

نام رسول پاک سے یہہ عرش تک گئی ‏— پر رک گئے دعا کو ہمارے درود سے

دیوانگان عشق سنبھلتے ہیں کبھی ‏— مجبور ہیں مگر دل وحشت فزود سے

اوجھاڑ پڑ گئے جو مقدر کے پیچ سے ‏— بیکار ہو گئے مرے عقدے کشود سے

تعویذ قبر اُسکا ہوس پہ لکھونگا میں ‏— مٹی میں مل گئے ہیں یہہ فکر نمود سے

پابند ہی علائق دنیا انہیں نہیں ‏— دیوانگان عشق رہا ہیں قیود سے

اعظم ہماری گردش قسمت تو دیکھیے
نقصان ہو گیا ہے تمنا بے سود سے

سبکو رہتی ہی جستجو تیرے ‏— لوگ کرتے ہیں آرزو تیرے

یا جفا کش مری طبیعت ہو ‏— یا بدل جائے یار خو تیرے

واقعی اے ہوا زلف دراز ‏— طول کھینچے گی گفتگو تیرے

مجھسے تقریر کر نہ اے ناصح ‏— سر پھراتی ہے گفتگو تیرے

لاکھ افسوس اے دل ناداں ‏— ایک نکلی نہ آرزو تیرے

پھرتے ہیں آسمان پر سارے ‏— کسکو کسکو ہے جستجو تیرے

تم کسی دن کہیں سے فرمایا ‏— ہم نکالینگے آرزو تیرے

جذبہ اشتیاق کہتا ہے ‏— رہی تصویر روبرو تیرے

دلمیں اعظم اسی لئے ہے تیرے ‏— انس رکھتے ہی آرزو تیرے

لیلیٰ کی نجد سے جو سواری نکل گئی
مجنوں کے بن سے بادِ بہاری نکل گئی

بادِ خزان و بادِ بہاری نکل گئے
کس کس کی اس چمن سے سواری نکل گئی

پا پا مسافران عدم کا محال ہے
بیرون کی راہ دور سواری نکل گئی

اچھا ہوا بہار میں باقی رہا نہ ہوش
زنجیر تھی جو پاؤں میں ہماری نکل گئی

زینت ہوئی جو خونِ شہیدانِ ناز سے
دامن سے قاتلوں کے کناری نکل گئی

مقبول گوش گل ہوئی ایسی زمزمہ
آواز عندلیب کی پیاری نکل گئی

اپنے طلب کیا تو سفر کے پھیر سے
دیگوں سے جوش کھا کے بخارے نکل گئی

آیا جو وقت تیری علاج و مانع کا
تاثیر بید مشک کی ساری نکل گئی

دل تو نکل چکا تھا لہو ہو کے جسم سے
اب روح بھی فراق میں ہماری نکل گئی

اپنے اشتیاق نے تڑپا دیا ہمیں
گویا جگر کے پار کٹاری نکل گئی

تیرے تفضلات سے امیری کا رسانہ
اعظم کے احتیاج تو ساری نکل گئی

فرمائی تو نے شور کی کسلم صدا ہوئی
تم چال وہ چلے کہ قیامت بپا ہوئی

سودا آئی نے روز ولادت ہی میں
موجود سر کی ساتھ پھیر کا دل ہوئی

تھا وہ دار لامکین کعبہ کے طاق سے
جس دن تجو قبول ہماری دعا ہوئی

آواز پہ ہماری لگی ہیں تجھے سے کان
جس روز سے کرت نکاون صدا ہوئی

اعظم کا دست شوق گیا زلف یار تک

اچھا ہوا غریب کی قسمت رسا ہوئی

قطرہ مے کی جا ایاغ ملے | پھول مانگوں تو مجھکو باغ ملے
رفتگان عدم کو کیا ڈھونڈیں | گم ہوئے کا کہاں سراغ ملے
اوسنے دی مجھی عزیز نہیں | سنگ جانان ملی کہ زاغ ملے
جو جلاتے تھے شمع کافوری | آج گھر اونکے بے چراغ ملے
دلکا احوال کچھ نہیں اعظم | ان بتوں کا اگر دماغ ملے

کسطرح کھلی خاطر ناشاد ہمارے | کی تمنے نہ بھولے سے کبھی یاد ہمارے
آدم ہوئی پیدا تو میری روح نے جانا | فردوس میں تاثیر ہوئی بنیاد ہمارے
سینہ مینے نکالا تھا کہ سر پھوڑ کی مر گئے | فرہاد بڑا پہلے گیا ایجاد ہمارے
کچھ فکر نہیں ہے جو تم نہیں سنتے | اللہ تو سن لیتا ہی فریاد ہمارے
کیا ننگ بدنامی فلک رشک کی مارے | ہوتی ہے طبیعت جو کبھی شاد ہمارے

اعظم نہ سنی پھر سنی یار نے آواز
تا عرش گئے غلغلہ فریاد ہمارے

جو سجدہ میں جھکتی تیری وفا تھا کون | سر تیری کہنے سے جو پھیری وہ خدا کون
اپنا جو آج ازل الست ہے ایل نکلا ج | کسکو دکھائیگی مشتاق تماشا کون ہے
تھا [illegible] میں آرزو کا [illegible] | ہم جہان رہتے ہیں اوس بستی میں آتا کون ہے
[illegible] | [illegible] فرد آیا کون

نہ خدا ہی نہ پیمبر ہے نہ ہی کوئی امام
وصف حیدر لکھ سکے اعظم بچارا کون ہے

مائل گیسو دلا دیکھا ہے تجھے — پھر بلا میں مبتلا دیکھا تجھے
اکدن جھمکا نہ بام یار پر — تیر بخت رسا دیکھا ہے تجھے
مجھسے کہتی ہی جفا ہی یار بھی — حامل رنج و بلا دیکھا ہے تجھے
گلگو پیراہن ہوا ہے ناگوار — جیسے ای گلگون قبا دیکھا ہے تجھے
ہنسنے آنکھوں سے لگایا چوم کر — جب غبار کربلا دیکھا ہے تجھے
دیکھکر اوسکو کہیں گے حشر میں — آج باری پہ ملا دیکھا ہے تجھے
ہے اسے اعظم دعوی تقوی مگر — میکدہ میں لوٹتا دیکھا ہے تجھے

زیر دیوار تری کشتہ ہے سر سے نکلے — تیری تیغ نگہ ناز ہے جوہر سے نکلے
جوش وحشت میں جو تم شہر سے باہر نکلے — دامن دشت جنون خیز سے پتھر نکلے
ہم تڑپتی ہی رہے در دولت پہ قدم بوسی کو — آپ نکلی تو لگاتی ہوئی ٹھوکر سے نکلے
ہے یہ پوچھیں جو نکیرین کہ ہی کون امام — بی تامل لب اظہار سے حیدر سے نکلے
چشم مخمور کا دیکھے جو اشارا تیرے — شیخ مسجد سے لیئے ہاتھ میں ساغر نکلے
جاو تم کشتۂ رفتار کے مرقد پہ اگر — قبر سے ٹھوکریں کہا کے وہ سر نکلے
حرص کرتی ہی دنیا کے خزانہ میں اسیر — آدمی گنج قناعت سے نہ باہر نکلے
فیض نیسان سری طینت نے دکھایا اعظم — جھولیوں دامن مقصود میں بھر کر نکلے

کیا ہوا یار کی ہے جو نظر ٹیڑھی ہے
سیدھی ہو جائیگی دو چار پہر ٹیڑھی ہے

کوچۂ عشق سے اللہ سلامت لاوے
اس طرف جاتی ہیں ہم راہ جدھر ٹیڑھی ہے

کام بن جائینگے سب چاہیے تقدیر درست
سیدھی ہو جائیگی تدبیر اگر ٹیڑھی ہے

کبھی دیکھی نہ برابر تری چتون ہم نے
ہے نظر شام کو سیدھی تو سحر ٹیڑھی ہے

سیدھی باتوں کو سیدھی آپ جو اوٹتا سمجھے
تم کہو کیا میری تقدیر مگر ٹیڑھی ہے

دیکھی اعظم کی جو بھی وصل کا مشتاق ترے
جسکے بابہ ہم دور سے کمر ٹیڑھی ہے

صدای بادہ کشان پہنچو نگی کان پڑے
شراب شہر میں ٹپڑا کے انہیں جان پڑے

مجھے جو تینے رولایا تو ہو گیا معلوم
غرض یہ تھی کہ طلاطم میں اک جہان پڑے

حساب دینے کا اہل زمین کو حکم ہوا
بڑی محاسبوں میں زیر آسمان پڑے

ہری ہوئی نظر آتی زمین گورستان
ہیں اس پڑاو پہ خاموش کاروان پڑے

کوئی حیات کا دیکھا نہ مرحلہ بستے
ہوئے ضعیف تو تشویش میں جوان پڑے

تباہی دل پہ اختیار ہے نہ ہوش
کوئی کسیکی نہ قابو میں میری جان پڑے

ادھی سند کو دیوانگی کی دی لوگو
بدن پہ داغ جنون کا اگر نشان پڑے

تری شراب صبوحی جو ایسے ساقی
تمام رات رہی ہم لب دکان پڑے

ہوا ہی سا سفر چلو نا کر میں ادھر اعظم
جہ مزہ کو بادۂ انگور کی دکان پڑے

مری آہ سے کر حذر جانیوالے — یہہ نالے نہیں ہیں اثر جانیوالے
سنا ہی جو مدنکو ردیا ہی رحمت — بہت خوش ہیں داماں تر جانیوالے
جہاں کا بکھیڑا رہیگا جہاں میں — نہ لیجائینگے مال و زر جانیوالے
کبھی اپنے در سے اوٹھانا نہ اونکو — جو ہیں زیر دیوار مر جانیوالے
عدم سے جو آئی ہیں ہستی کے اندر — وہ سب ہیں جہاں سے گذر جانیوالے
نہ ٹھوکر لگے راستہ میں کسیکو — خبردار اے بیخبر جانیوالے

خبردار رہنا حسینوں سے اعظم
یہہ ہیں دل چرا کر مکر جانیوالے

جو مجرم خطائیں بکر جائینگے — گنا ہوں کے دفتر کدہر جائینگے
تری در سے اوٹھ کر کدہر جائینگے — اسی آستانہ پہ مر جائینگے
ہوا میں یہہ کم ظرف بہر جائینگے — حباب لب جو او بہر جائینگے
جوانی پہ آئی تو دیو یار سکو — سب انداز بگڑی سور جائینگے
حسینوں کو کب تک رہیگا غرور — جوانی کی دن بہی گذر جائینگے
جو جادو بیانی پہ آوینگے وہ — تو باتوں میں تسخیر کر جائینگے
ہمیں کہیل گیا اونکی جانثار — وہ بیکس رقیبوں کے گہر جائینگے
پہنسا جنکا گیسو کے پہندے میں دل — وہ دام بلا سے کدہر جائینگے
اب آئی ہیں اعظم جو دنیا بدر ہم — تو جیتے ہی گور کو کر جائینگے

عجب ہے رنگ جو رخسار یار کے بدلے | حواس گردش لیل و نہار کے بدلے
سر مزار جو آئے پیار کے بدلے | قدم سمند کے تیور سوار کے بدلے
میرے دماغ کی اصلاح جب ہو دے سکے پیشتر | خواص نافہ مشک تتار کے بدلے
ازل میں صانع قدرت سے اسکو کہنا تھا | کچھ اور رد و دل بے اختیار کے بدلے
قسم ہے پیر مغان کی کہ ہے تیری ساقی | لہو پیا ہی نہیں خوش گوار کے بدلے
کیسے خانہ اہل فنا کی بی نہ خبر | گلی ہوئی بھی نہ سمجھتے مزار کے بدلے
ثنائے عارض سیمیں نہ لکھ سکا اعظم | ہزار قط قلم زرنگار کے بدلے

اہل غیرت کی زندگانی ہے | آبرو کس کنوئیں کا پانی ہے
عشق جیسے ہوا ہی نفوسکا | جیکا جنجال زندگانی ہے
بی تیری نیند بھی نہیں آتی | یہ مری مختصر کہانی ہے
پیرہن سے عیاں ہی رنگ بدن | یار کی جوش پر جوانی ہے
ہم جسے روز عرض کرتے تھے | آج وہ بات اوسنے مانی ہے
اوسنے کر کے سوال بوسے کا | اپنی تقدیر آزمانی ہے
کہو شاعری میں اعظم بھی | آج صاحب قران ثانی ہے

قسم ہے گر تری رونق فزا لیلی کا ... | تو سچے بھی چلن سے قیس کا آباد جنگل ہے
علاج درد سر وہ پنجہ قدرت میں تھی کرتا | خدا ہی ہاتھ ہی اوسکا کلائی سرخ صندل ہے
ہزاروں لطف آرائش فقط ہیں سادہ پن میں | نہ افشاں ہے نہ گلگونہ بھی ہے نہ کاجل ہے

ہوائی گرم میری پاس ٹھنڈی ہو گئی آ کر
سرشک دیدۂ پر آب سے رشتے میں دل کے

جسے دیکھو زمانہ میں وہ اپنی اپنی نگاہ میں
یہہ دنیا بھی بکھیڑا ہی یہاں و نیز کلکلا

ہماری اوسکی یکسے راہ میں ٹکرار ہو وینگے
اودھر جالا کسے بیں بھی ہوں اودھر شوخ جھنجلا کے

تمہیں اعظم کی اتر و ز دن نصیحت یون کنہ رتی ہے
بغل میں یار ہی پہلو کے نیچے فرش مخمل ہے

درد دل بلبل کی دوا کرکے چلی ہے
اعجاز مسیحا کا صبا کرکے چلی ہے

دیوانوں کو پابند بلا کرکے چلی ہے
گیسو کی ہوا صاف خطا کرکے چلی ہے

اتنا نہ کہا روح کو سمجھا کی عدم میں
کیوں خلق میں امید بقا کرکے چلی ہے

ہی عمر رواں منتظر وقت معین
جو قول کیا تھا وہ ادا کرکے چلی ہے

وحشت کو ترقی ہوئی گلشن کی ہوا سے
داغ سر سودا کو ہرا کرکے چلی ہے

چھوڑیگا نہیں باد بہاریکا گریباں
در پردہ یہی چاک قبا کرکے چلی ہے

اوس عمر کو ہم عمر ابد کہتے ہیں اعظم
جو الفت محبوب خدا کرکے چلی ہے

ٹھوکر سے دل پامال کو ملتی چلیے
ہر قدم سے انداز بدلتی چلیے

ہم اوٹھتے گردن میں لپکے اوچھلتے چلیے
کیا عزا اشتہا جو وہ سینے میں مچلتے چلیے

[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]

بڑی مشکل ہے راہ ہستی ہو سم کہانی ہے
اسی منزل میں کھٹکا ہی ہے بھٹکے گمراہی ہے

ہماری خاکساری پوچھیے تو قاتل کر خنجر ہے
دکھا دیگا ہوا جاتا نہیں ہے خاک چھانی ہے

طریقے ہے پوچھو وحشت پیمائی کی دیوانو
اسی بستی میں مثل قیس ہمنے عمر کاٹی ہے

میں وہ فرزند ہوں جسکے لیئے طوفان ہستی ہیں
جناب نوح پیمبر نے اعظم ناؤ پائی ہے

کسی پر دل ذرا آیا ہوا ہے
جو بتیاب ہے بہلایا ہوا ہے

محبت کی ایذا کو ہم جانتے ہیں
یہہ صدمہ ہمارا اٹھایا ہوا ہے

یقین ہے دعا بھی نہو گی قبول
مقدر بہت آزمایا ہوا ہے

بگاڑو نہ ترکیب اسکی تو تم
یہہ بندہ خدا کا بنایا ہوا ہے

کسیکے بھی گھر میں نہ دیکھا یہہ
کوئی از رہ وعدہ آیا ہوا ہے

ہے اعظم کو خورشید رو کی محبت
ستارہ ترقی پہ آیا ہوا ہے

قطعہ

بہار چمن کی ہوس میں رہے ہے
بہار آگئی ہم قفس میں رہے ہے

رہے سلسلے گیسوئے یار سے
کچھہ الجھاو تار نفس میں رہے

یہہ صیاد سے ہی ہمارا سوال ہے (مری التجا)
ہمیری قید کی گر ہوس میں رہے

تو بتیاہوں کا بھی رکھیئے خیال
جگہہ ہو تو نیکی قفس میں رہے

ہماری کسی تنی ندی داد دل
تمنا ہے فریاد رس میں رہے

شگفتہ رہے خاطر مرغ جان
چمن میں رہے یا قفس میں رہے

وہ تشریف لائی جو اعظم کے پاس
بہت مدعی بیٹھیں ولیکن رہے

جو پوچھا کہ تم تھے کہان رات کو
کہا ایک عاشق کے بسمین رہے

ہماری تو وہ ساتھہ سو یا کیے
ہمین کیا اگر غیر رو یا کیے

سلامت وہ سجر جہان سے گیے
جو آئی تمہارا سہارا کیے

اگر آئیگا ہماری طرف سے
چلی جائیگا نہ پروا کیے

ہوئی اسقدر ہمکو یوسف کی چاہ
کنوئین دشت و خشتین کھودا کیے

وہ مژگان ہی کاہش جان زار
کلیجہ مین یہہ خار کھٹکا کیے

جو کوچہ سے اسکی ہوئی منحرف
وہ کوئی ضلالت مین بھٹکا کیے

گریبان کو جیب کر کے تار تار
پھرے ہاتھہ زنجیر جھٹکا کیے

لب یار سے بھی دم امتحان
عیان معجزات مسیحا کیے

خطا بخشیے اب نہ مانگی ہم
بہت تمنے ازار فردا کیے

بہت مثل اعظم مری یار نے
گرفتار زلف چلیپا کیے

پیر ہمین خواہش می گلفام ٹل گئی
اب کیا ہمین کہ مستی ہنگام ٹل گیے

آئی تھی قصد کر کے بلا بھی مری حضور
سمجھے مری دعا جو انجام ٹل گئی

گل سے نہو سکا تری عارض کا سامنا
نالہ سے اپنے بلبل ناکام ٹل گئی

دل سے خیال زلف پریشان نکلگیا
سر سے ہماری گردش ایام ٹلگئی

آخر ہماری زندگی بستہ ار بھی
کر کے ہمین سفید الزام ٹل گئی

ادس گل کی باس کون ہوا خواہ جائیگا | باد صبا بہی سنتی ہی پیغام ٹل گیے

ہم آزما چکے ہین کہ سختی روزگار

جب مرتضے علیکا لیا نام ٹل گئی

داغ سودا اسکے مقابل آئی | معرکہ مین سہ کامل آئی

دشمنین اعظم بدل آسکے | کہد و مجنون سے مقابل آگئے

یا علی عقدہ کشائی کرنا | کوئی در پیش جو مشکل آگئے

دیکھکر عارض گلگون تیرا | آشیانونسے عنادل آگئے

جذب مجنون کی اثر سے لیلے | کہولکر پردہ محمل آگئے

جب ہوا شوق ہم آغوشی کا | نخل شمشاد سے مل مل آگئے

اسمین ہین جو نہ تہی گنجائش | شعر بندش مین بہ مشکل آگئے

میری قسمت سے نہین تمکو ہی | امتیاز حق و باطل آگئے

مکتب عشق مین آئی اعظم | اسطرح جیسے کہ جاہل آگئے

دلمین تصور رخ رنگین اگر رہے | ہر دم گل مراد حضور نظر رہے

غیر دنکے ساتھ رات کو تم اپنی گہر رہے | ہم بیقرار شام سے لیکے تا سحر رہے

کعبہ مین بتکدہ مین ابد برباد پہر رہے | بندی تمہارے ہو کے رہے ہم جدہر رہے

غرہ کرے نہ زندگی مستعار پر | دنیا مین چار دن جو قیام بشر رہے

وہ صید ہون جسے نہ رہائی ہو قفس کر | تکیون مین بعد مرگ میری بال و پر رہے

دیر و حرم میں کام نہ رکھا تمام عمر | دنیا میں جس طرف وہ رہے آخر اُدھر گئے
باغ جہاں میں آ کے جو حسب خدا رہے | بلبل نہیں خوب چمن بے بال و پر گئے
سر [illegible] دو [illegible] شمع [illegible] | بیہوش اپنے کام میں درد و بہر گئے

پوچھے عدم میں اہل عدم نے کبھی یہ بات
اختر بتا دو آتشِ دوزخ تم کدھر رہے

تمام شد

قطعات تاریخ طبع دیوان

شاگردان مصنف

محمد جان خان حیرت تخلص ساکن الہ آباد

حیرت استاد کا دیوان جو چھپا | تھا جو حیرت سوچ فکر کامل
سن [illegible] ارشاد بولا ہاتف | لکھ یہ تاریخ کہ مرغوب دل

شاہ امین الدین صاحب شہید تخلص ساکن شہر الہ آباد

چو دیوان عالم جلوہ گر شد | [illegible] آفتاب نظم دیوان
رقم تاریخ [illegible] شد | شفاف لاجواب نظم دیوان

سنہ ۱۲ [illegible] ہجری

ایضاً

اوستاد [illegible] دیوان ہمارا جو چھپا | مرغوب خلائق ہے مرغوب دو عالم
[illegible] ستارا [illegible] کامل | پایا بلندی میں خورشید کا [illegible]

یہ چرخ چہارم سے آتی ہے ندا قیصر | اس سال کو کم کرکے کہو نسخۂ اعجاز ہے

١٢٩٥

قطعۂ تاریخ از نتائج فکر شاہ محمد علیم الدین صاحب علیم الہ آباد

ہوا طبع اوستاد کا جبکہ دیوان | ہوئی مجھ سے سال کی فکر علیم

بجز اتش سر بیت دل سے علیم | کہی اسکی تاریخ ارکان اعظم

١٢٩٥

جو دیوان اوستاد کا چھپ چکا | بمضمون رنگین و خط سے بھلے

ہوا اس قدر اسکے پڑھنے کا شوق | نکل قبر سے روح فیضی چلے

ہوا جب یہ عالم تو سہیم علیم | لگی پڑھنے اوستاد کی بیکلی

جلا تا جو سرا اسکا منظور تھا | یہ سے کالک سہر تو مہلت نہ دے

یہ سہی کہا یہ مصرع سال | ہوا طبع دیوان اعظم بھلے

١٢٩٥

از نتائج فکر مرزا سجاد حسین صاحب سجاد

تازہ کیا دیوان نے مشام دل و جان کو | بوئی گل مضمون ہے کہ اشک ختن ہے

سجاد جو پوچھی سن آداب تاریخ | آواز دی ہاتف [illegible] نمونہ چمن ہے

١٢٩٥

قطعۂ تاریخ از نتائج فکر مرزا سردار حسین صاحب [illegible]

کلام دل کش اوستاد چھپ کر | ہوا مطبوع طبع سخندان

ہوئی تب مجکو سال طبع کی فکر | سعید اسکا ہوا یعنی وصف خوانان

سر حوت ہے بولا بلبل طبع | کہ تازہ ہی بہار باغ دیوان

١٢٩٥

قطعۂ تاریخ طبع از غلام محمد خان صاحب رسا شاگرد گلزار علی اسیر خلف الصدق ناظر

جب چھپا دیوان اعظم اے رسا	کھل گیا اب کلام دلپذیر
سب نے خوش ہو کر یہ تاریخ طبع	یوں کہا دیوان چھپا کیا بے نظیر

۱۲۸۵

قطعہ تاریخ از فکر حسن رضا خان صاحب متخلص بہ فخر ساکن الہ آباد

کلام حضرت اعظم چھپا جب	ہوا تاریخ کا میں اوسکی خواہان
دل روشن یہ بولا فخر مجھسے	چراغ طبع ہے تاریخ دیوان

۱۲۸۵

قطعہ تاریخ از نتائج طبع شیخ عبد الحلیم صاحب رئیس متخلص بہ بسمل

[illegible] رنگ سے ہیں مضامین رنگین	ہر ایک بیت میں تازگی چمن ہے
[illegible] کرے بسمل یہی اعدا اسکے سر کو	نکالا [illegible] گلستان سخن ہے

قطعہ تاریخ از فکر [illegible] ساکن الہ آباد

چھپا مطبع میں جب اعظم کا دیوان	قبول طبع حسان عرب ہے

اعدا نے جبکہ پوچھی اوسکی تاریخ

کہا دل نے کھلا باغ طرب ہے

۱۲۸۵

الحمد للہ کہ دیوان [illegible] افسر کشور شاعری قیصر قصر سخنوری معظم و مکرم [illegible]

اعظم علی صاحب متخلص بہ اعظم ساکن [illegible] الہ آباد

[illegible] الہ آباد مطبوع ہو کر ختم ہوا

تمام شد